

اِنَّ اَكْبَرَ شَيْءٍ فِي دِيَارِ الْاَسْوَاقِ لَعَدُوُّ الدِّينِ وَالْاُخُوَّةِ
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایلاہیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر متمل جامع کتاب

تحریر
مفت محمد رفیع
علیہ السلام

العمود
بیہ

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحاج پیر

سید محمد باقر علی شاہ صاحب
زریب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کبیراوار شریف

مصنّف

محقق اہلسنت علامہ حافظ

شفقات احمد صاحب
نقشبندی
بہاری ابدالی مکتبہ

کا تحقیقی جائزہ

قادی رضوی ائمہ خانہ گنج بخش وٹو لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اِنَّ الَّذِي يَنْفِي عَنْ النَّبِيِّ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الزَّيْنِ وَالْاُخْرَى
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فرق و فجور کے حقیقی واقعات پر متمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بابہ

کردار یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحجاز پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب دست برکاتہم
القدس ربیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کبیرا زادہ شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ شفیقات احمد صاحب مبدی کبیرا زادہ حفظہ

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	 کردار یزید کا تحقیقی جائزہ
مصنف	 علامہ حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی
کتابت	 ملک غلام مصطفیٰ علی پور چٹھہ
اشاعت سوم	 جنوری 2006ء
تحریک	 چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	 چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	 <u>Rs 135</u> پے

ملنے لے پتے

- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم سستا ہوٹل لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- ☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- ☆ روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ الریاض پبلشرز خالد ایجوکیشنل سنٹر اردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انشاء

شمس العارفین سراج السالکین سند کاملین زبدۃ العارفین سیدی
وسندی ملجائی وماوالی حضور قبلہ عالم

السید پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری

نقشبندی، مجددی، کیلانی قدس سرہ العزیز
کی لا محدود نوازشات میں سے صرف ایک فقرہ جانفزا کے نام جو آج سے تقریباً
چالیس سال قبل آپ نے قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کو مخاطب کر کے ارشاد
فرمایا تھا

”حافظ صاحب آپ کا مطالعہ بھی ہماری طرف سے ہی ہوگا۔“
اسی فیض جادو دانی کے صدقہ سے بتوسط قبلہ والد صاحب اراحمہ اللہ فیوضہ
بندہ بیچ مہداں اہل بیت کرام کی خدمت میں اپنا یہ نذرانہ تحنیت پیش کرنے کے
قابل ہوا۔

وگرنہ من آنم کہ من دانم
گر قبول افتد نہ ہے عز و شرف

نویسہ تاجدار کیلانی

شفقات احمد عینی عنہ

نقشہ سید: آفتاب شریعت مابتاب طریقت امین
دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی تاجدار کیلانی حضور قبلہ عالم

الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لوزیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غَدَّهٖ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

برادران اسلام کچھ عرصہ سے خارجی ٹولہ نے اہل سنت و جماعت کا لبادہ
اوڑھ کر یزید پلید کے جنتی ہونے کا اعلان کرنا شروع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ
میں بخاری شریف کی ایک روایت کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کو دھوکا دے
رہے ہیں۔ عزیزم مولانا ^{حافظ} شفقات احمد نے اس کتاب میں نہایت ہی محققانہ
اور منصفانہ طریقہ پر اس خارجی ٹولہ کی سرکوبی کی ہے اور یزید پلید کے اصلی
خدوخال نہایت معتبر کتابوں سے واضح کئے ہیں۔ یہ کتاب میں نے سنی ہے اور
سُن کر مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے اور عزیزم مولانا شفقات احمد کے لیے
میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی یہ خدمت اہل بیت کی بارگاہ
میں مقبول و منظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے
اور میرا مشورہ ہے کہ اس پر فتن دور میں یہ کتاب ہر محب اہل بیت کے پاس
موجود ہونی چاہیے۔ ایں دعا از من است از جہلم جہاں آمین باد۔

دعا گو

ناچیز

ابو عظمت سید محمد باقر علی شاہ

السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی

حضرت کیلیا نوالہ شریف

(المعروف قبلہ جن جی سرکار)

تقریظ

حمدۃ العلماء زبیدۃ الفقہاء، صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج الحافظ قاضی پیر
سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بریلی شریف۔ آستانہ عالیہ کیرانوالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

عن زید بن ارقم قال لیس وفاطمۃ والحسن والحسین
انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم عن اعلیٰ بہ۔ صرۃ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب
اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ محبت اہل بیت
جزو ایمان ہے اور محب اہل بیت، محب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور دشمن اہل بیت، دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ اس دور میں
خارجی فرقہ سادہ دل مسلمانوں کے دلوں سے اہل بیت کی عظمت نکالنے اور
یزید پلید کی محبت کا بیج بونے کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے بھرپور کوشش
کر رہا ہے۔ لہذا اس پر فتن دور میں خارجی فرقہ کی سرکوبی کے لیے ایسی مدد
اور جامع کتاب کی اشد ضرورت تھی مدت سے اشتیاق تھا کہ اللہ تعالیٰ کوئی صاحب
قلم پیدا کرے جو اس شیطانی فرقہ کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو۔

الحمد للہ کہ مولا کریم نے یہ منصب عزیز مولانا شفیقات احمد کو عطا کیا۔ اقبال فن میں
ایسی جامع اور مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب یزیدی فرقہ کے لیے
تمثیل براب ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انکے علم و عمل میں برکت کرے اور اجر عظیم عطا کرے
(السید محمد یعقوب شاہ۔ ناظم مدرسہ عربیہ غوثیہ۔ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات)

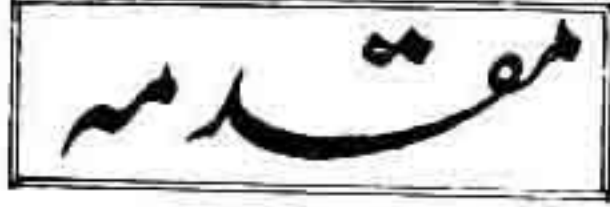
مستم جامع محمدیہ رضویہ

برکات القرآن

علی پور چیمہ (ضلع گوجرانوہ)

محمد سعید احمد صاحب

دامت برکاتہم الفردسیہ



فاضل اوزعی عالم یلیمی جامع

معقول و منقول اتا ذالعلماء حضرت

علامہ الحاج مفتی حافظ!

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا لِّمَنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(۲۳ سورہ بقرہ ع ۱۹)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس آنت کریمہ کی مجسم تصویر تھی۔ آپ کا بچپن ہو یا جوانی، سن کہولت ہو یا زندگی کے آخری لمحات، سفر یا حضر ہر حال اور ہر مقام میں آپ دعوت الی اللہ اور عمل صالح کی مجسم تصویر نظر آتے ہیں۔ ایسی تصویر جسکے سروپا میں دیکھنے والے کو کہیں بھی کوئی نقص اور عیب نظر نہیں آتا۔ آپ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے کر شمع دامن دل مے کشد کہ جا ایں جاست والا معاملہ نظر آتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نواسہ رسول ہیں جگر گوشہ بتول ہیں، راحت قلب مصطفیٰ ہیں، نور نظر مرتضیٰ ہیں، سردار جوانان جنت ہیں، قبلہ قلوب اہل معرفت ہیں۔ در حقیقت حسین کی قدر و منزلت صحابہ کرام ہی جانتے تھے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں حضرت امام عالی مقام کی ناز برداریاں کیں اور انعامات و اکرامات سے نوازا جن سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید پلید نے اپنے والد ماجد کے طور طریقوں کو یکسر بھلا دیا، جناب امام کے علو نسب کو فراموش کیا۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق فرامین رسول کو بھی در غور اعتنا نہ سمجھا اور خلافت راشدہ اور خلافت امیر معاویہ

کے دور میں حضرت امام حسین کے ساتھ دربارِ خلافت کی طرف سے جو جو حسن سلوک کیا جاتا تھا اس نے اس سے بھی صرف نظر کر لیا بلکہ خود اپنے والد ماجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام حسین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ خاندانِ نبوت پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہر دیکھنے والا الامان والہیظ پکار اٹھا بلکہ پوری کائنات اس کے افعالِ شنیعہ پر نفرین بھیجنے لگی یہاں تک کہ اس کے گھر کی بیبیاں اور اس کا اپنا بیٹا بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکا جیسا کہ کتبِ تواریخ سے ظاہر ہے لیکن ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو یزید کے خود ساختہ فضائل و مناقب تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بیان کر رہے ہیں انکی کتابیں کذب بیانی، دھوکہ دہی اور فریب بازی کا شاہکار ہوتی ہیں۔ عبارات میں قطع و برید حوالہ جات میں تحریف و خیانت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ یزید کی مدح سرائی اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں جس سے کم پڑھے لکھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں حالانکہ عقائد اہل سنت کی مشہور ذر سی کتاب میں تحریر ہے !

فلعنۃ اللہ علیہ و علیٰ اعدائہ والنصارہ یعنی ہم اہل سنت یزید پر اور قتل اہل بیت میں اس کے تمام مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی جو ان یزید پرستوں کی تمام مکاریوں کے پردے چاک کرے اور یزید کے صحیح خدوخال نمایاں کرے اور یزید کے متعلق اہل سنت و جماعت کا نظریہ باجواز واضح کرے۔ الحمد للہ عزیزم حکیم شفقات احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مالا یبقی کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے اور یہ کتاب دیکھنے والا کہے گا فجا عجمہ اللہ کما ینبغی کتاب پڑھنے والا آدمی خود ملاحظہ کر لیگا کہ حوالہ جات کا ایک ایسا سیل بے پناہ اٹھا ٹھیں مار رہا ہے جس میں یزید پرستوں کی تمام مکاریاں حسن و خفا شک کی طرح بہتی نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کوشش کو ثمرِ قبولیت عطا فرمائے۔ دعا گو:- حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی

مفتی آستانہ عالیہ حضرت کبیرا نوالہ شریف

فہرست کتب محمولہ

قرآن مجید فرقان حمید	بیہقی شریف	مکتوبات امام ربانی	شرح مسلم الثبوت
بخاری شریف	عمدة القاری	بستان المحدثین	وفاء الوفاء
مسلم شریف	ارشاد الساری	تاریخ صغیر	خلاصہ الوفاء
ترمذی شریف	المکوکب الدراری	تفسیر خازن	روض النبی
ابن ماجہ شریف	فتح الباری	تفسیر روح المعانی	البحصاص
نسائی شریف	تیسیر الباری	تفسیر مظہری	مجمع الزوائد
ابوداؤد شریف	مقدمہ بخاری	تفسیر درمنثور	طبقات کبری
مشکوٰۃ شریف	نووی شرح مسلم	البيان فی علوم القرآن	البدایہ والنہایہ
دارقطنی شریف	مقدمہ مسلم	الاتقان	تاریخ طبری
مسند امام احمد	انوار المحمود	تفسیر مواہب الرحمن	تاریخ کامل ابن اثیر
دارمی شریف	مقدمہ ترمذی	تفسیر معارف القرآن	تاریخ ابن خلدون
موطا امام مالک	حاشیہ ترمذی	شرح فقہ اکبر	تاریخ یعقوبی
الترغیب والترہیب	حاشیہ مشکوٰۃ	شرح عقائد نسفی	تاریخ ابن خلکان
معجم کبیر طبرانی	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	نبراس شرح عقائد	طبقات ابن سعد
معجم اوسط طبرانی	اشعۃ المعانی	الاصحاب فی تمیز الصحابہ	الاصحاب الاشراف بلاذری
مصنف ابن ابی شیبہ	مظاہر حق	اسد الغابہ	مقدمہ ابن خلدون
دلائل النبوة بیہقی	مشارق انوار	الاستیعاب	تاریخ ابن عساکر
مسند فردوس ربیع	حاشیہ معجم	نخبۃ الفکر	تاریخ الخلفاء
مسند رویانی	نہیم الربانی	نزهۃ النظر	تاریخ مدینہ
مستدرک	اوجز المناہک	بقیۃ الراشد	جذب القلوب

سيرة النبي شلي ندوی	رحمة العالمین	عاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخلفاء	جلال الافہام	تطہیر الجنان	عاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات الہمدیہ
سیرۃ النعمان	فتاویٰ عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انواع
نور البصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی فائز	احیاء المیت
تنویر الازہار	مکتوبات قاضی ثناء اللہ	ابیات بابو	مہتاج السنہ
حجۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبریٰ	دیوان فرید	عقائد اسلام
اسماء الراغبین	ینابيع المودۃ	صحابیات و عارفات	نزل الابرار
تراجم النبوة	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تبلیغی نصاب
سوانح کربلا	شہزادۃ الذہب	نغمہ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الانصیا	مطالبہ السؤل	الابرار	سائحہ کربلا
حیۃ الصحابہ	شرح مقاصد	امیہ فی الشافعی	فتاویٰ ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن الوعایہ	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام ماکبر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق لفت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمید الدین	مروج الذہب	فتاویٰ مہرب	امداد الفتاویٰ
تاریخ اسلام عبد اللہ	امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاویٰ عزیز	توضیح العقائد	فتاویٰ رشیدیہ
صواعق محرقة	سر الشہادتین	کلام اقبال	مناقب موفقی
حجۃ اللہ باللہ	تقریب المتذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
تذکرۃ الخواص	تذیب المتذیب	تاریخ التفسیر	☆
کشف المحجوب	میزان الاعتدال	تاریخ الحدیث	
مدارج النبوة	حیۃ النبیون	الرد علی المنقصب العنید	

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶	حدیث ۱	۱۷	مقام اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں۔
۴۶	یزید دین میں رخنہ اندازی کرنیوالا	۲۳	پہلا باب۔ آیات قرآنیہ
۴۶	یزید نبی کا طریقہ بدلنے والا ہے	۲۲	آیت ۱
۴۷	حدیث ۲	۲۷	آیت ۲
۴۷	یزید کے دور حکومت سے خدا کی پناہ	۲۸	آیت ۳
۴۸	یزیدی دور میں ابالیان مدینہ پر ظلم	۲۹	آیت ۴
۵۳	حدیث ۳	۳۱	آیت ۵
۵۵	یزیدی دور میں خون کی ندیاں	۳۲	آیت ۶
۵۵	مدینہ والوں پر ظلم سے یزید خوش ہوا	۳۲	آیت ۷
۵۷	حدیث ۴	۳۳	آیت ۸
۵۷	مدینہ والوں پر ظلم کرنیوالے کی سزا	۳۴	آیت ۹
۶۲	حدیث ۵	۳۵	آیت ۱۰
۶۸	یزید سات وجہ سے ملعون	۴۱	آیت ۱۱
۶۸	پہلی وجہ کی تفصیل	۴۱	آیت ۱۲
۶۹	دوسری وجہ کی تفصیل	۴۴	دوسرا باب۔ احادیث مقدسہ
۷۲	تیسری وجہ کی تفصیل		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۶	دو عزادات والی پوری روایت	۷۳	چوتھی وجہ کی تفصیل
۱۰۸	یہ روایت شاذ ہے	۷۵	پانچویں وجہ کی تفصیل
۱۱۰	یہ روایت منکر ہے	۷۶	پھٹی وجہ کی تفصیل
۱۱۰	چند غور طلب امور		حدیث ۷
۱۱۳	یہ روایت مدرج ہے	۷۷	واقعہ کربلا کے ذکر پر حضور کا ابدیدہ ہونا
۱۱۴	اس روایت کے راوی	۷۸	حضور کا میدان کربلا کی نشاندہی فرمان
۱۱۷	قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی		حدیث ۷
۱۱۹	حب علی کی شرعی حیثیت	۸۴	یزید امت محمدیہ کو ہلاک کر نوا لا ہے
۱۲۲	بشارت اور یزید	۸۵	علامہ عینی کا یزید پر لعنت کرنیکا نرالا انداز
۱۲۵	کیا یزید ہمیشہ اولیٰ میں شامل تھا		حدیث ۸
۱۲۷	جیش ثانی میں یزید کی حیثیت	۹۱	اہل بیت کا دشمن حضور کا دشمن
۱۳۰	مغفور لہم کے الفاظ پر تحقیقی بحث	۹۱	چار آیات سے مسئلہ کی وضاحت
	چوتھا باب		حدیث ۹
	اکابرین اسلام کے نظریات	۹۳	اپنے عزیز کے قاتل سے حضور کی نفرت
۱۳۷	اکابرین اسلام کی افتد کی شرعی حیثیت		حدیث ۱۰
۱۴۲	یزید کے متعلق ام المومنین کا فرمان	۹۵	اہل بیت کا دشمن تباہ
۱۴۲	جناب حیدر کرار کا نظریہ	۹۹	تیسرا باب
۱۴۳	جناب امام حسین		حدیث فسططینہ کا تحقیقی جائزہ
۱۴۴	جناب امام زین العابدین	۱۰۱	یہ روایت مضطرب ہے
۱۴۴	سیدہ زینب	۱۰۴	فقال مثل مقالہ کی بحث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۳	یزید کے متعلق علامہ عبدالعزیز حنفی کا نظریہ	۱۷۶	یزید کے متعلق سیدہ سکینہ کا نظریہ
۱۷۳	” قاضی ابویعلیٰ “	۱۷۶	” جناب ابن عباس “
۱۷۴	” علامہ ابن جوزی “	۱۷۸	” جناب عبداللہ بن زبیر “
۱۷۵	” علامہ ذہبی “	۱۵۱	” جناب ابو ہریرہ “
۱۷۵	” علامہ عسقلانی “	۱۵۱	” ابو سعید خدری “
۱۷۶	” شیخ صبان “	۱۵۲	” جناب معقل بن سنان “
۱۷۷	” علامہ قسطلانی “	۱۵۳	” جناب منذر “
۱۷۷	” علامہ سیوطی “	۱۵۳	” ابن عقیل ملائم “
۱۷۷	” علامہ عینی “	۱۵۵	” جناب عبداللہ بن ابی ثمر “
۱۷۸	” علامہ کرمانی “	۱۵۶	” شرفاء مدینہ “
۱۷۸	” علامہ نووی “	۱۵۹	” ملت عربیہ “
۱۷۸	” علامہ مسعودی “	۱۵۹	” جناب عمران بن حصین “
۱۷۸	” علامہ آلوسی “	۱۶۰	” حضرت سمرہ بن جندب “
۱۸۰	” علامہ ابن کثیر “	۱۶۱	” جناب حسن بصری “
۱۸۰	” مؤرخ ابوالعقوب “	۱۶۲	” جناب عمر ثانی “
۱۸۰	” مؤرخ دینوری “	۱۶۳	” حضرت امام اعظم کا مسلک “
۱۸۱	” مؤرخ ابن خلدون “	۱۷۰	یزید کے متعلق امام احمد کا نظریہ
۱۸۱	” علامہ اصفہانی “	۱۷۲	” علامہ تفتازانی حنفی “
۱۸۲	” مؤرخ ابن اثیر “	۱۷۳	” علامہ علی قاری حنفی “
۱۸۲	” داتا گنج بخش صاحب “	۱۷۳	” علامہ ابن ہمام حنفی “

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۵	مولوی صدیق حنفی دیوبندی	۱۸۲	یزید کے متعلق جناب مجدد الف ثانی کا نظریہ
	کا یزید کے متعلق نظریہ	۱۸۴	شیخ عبدالحق
۱۹۵	یزید کے متعلق مولوی محمود الحسن حنفی	۱۸۵	جناب شاہ ولی اللہ صاحب
	دیوبندی کا نظریہ	۱۸۶	علامہ قطب الدین خاں
۱۹۵	مولوی انور شاہ حنفی دیوبندی	۱۸۶	قاضی ثناء اللہ حنفی
۱۹۵	مولوی خلیل احمد حنفی دیوبندی	۱۸۷	شاہ عبدالعزیز حنفی
۱۹۵	مولوی شبیر احمد حنفی عثمانی دیوبندی	۱۸۸	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حنفی
۱۹۵	مولوی رشید احمد حنفی گنگوہی	۱۸۹	مولانا حسن رضا خاں
۱۹۶	اشرف علی حنفی تھانوی دیوبندی	۱۸۹	خواجہ فرید الدین گنج شکر
۱۹۶	سید امیر علی دیوبندی کا نظریہ	۱۸۹	سلطان العارفین
۱۹۷	شبلی نعمانی دیوبندی حنفی	۱۹۰	حضرت بحر العلوم
۱۹۷	سید سلیمان ندوی دیوبندی حنفی	۱۹۰	مولانا نعیم الدین حنفی
۱۹۷	قاری طیب حنفی دیوبندی	۱۹۱	پیر مہر علی شاہ صاحب
۱۹۷	مفتی شفیع حنفی دیوبندی	۱۹۱	شیخ بو علی قلندر
۱۹۸	عبدالرب دیوبندی حنفی	۱۹۱	صدر الشریعہ حنفی
۱۹۸	ڈاکٹر حمید الدین	۱۹۱	مولانا عبدالحق حنفی
۱۹۸	پروفیسر سید عبدالقادر	۱۹۳	مولانا رکن عالم حنفی
۱۹۸	پروفیسر شجاع الدین	۱۹۳	شاعر مشرق
۱۹۸	مولوی خرم علی دیوبندی حنفی	۱۹۴	مولوی قاسم نانوتوی حنفی صاحب
۱۹۹	قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد		دیوبندی کا نظریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	سیدہ زینب کا نظریہ	۱۹۹	یزید کے متعلق مولوی وحید الزمان
۲۲۰	جناب امام احمد بن حنبل		غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب ابو بردہ اسلمی	۲۰۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب معاویہ بن یزید کی گواہی	۲۰۲	جنات کا نظریہ
۲۲۱	ابن زیاد	۲۰۲	ابن عراوہ شاعر
۲۲۲	شمر لعین	۲۰۳	معاویہ بن یزید
۲۲۳	مورخ ابن اثیر	۲۰۳	مردان
۲۲۴	مورخ ابو یعقوب	۲۰۴	ابن زیاد
۲۲۴	علامہ خوارزمی	۲۰۴	ابن سعد
۲۲۵	علامہ شیبانی	۲۰۵	جناب حر
۲۲۵	علامہ ابن کثیر	۲۰۶	رومی قاصد
۲۲۸	علامہ دینوری	۲۰۷	یزید کا اقبالِ جرم
۲۲۸	علامہ طبری	۲۰۷	یزید کے اٹھائیس فاسقانہ اشعار
۲۲۹	علامہ قسطلانی		باب ۵
۲۲۹	علامہ ابن ہمام	۲۱۵	کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے
۲۲۹	علامہ علی قاری	۲۱۵	قانون خداوندی
۲۳۰	علامہ تفتازانی	۲۱۷	فرمان مصطفوی
۲۳۰	علامہ آلوسی	۲۱۹	جناب ابن عباس کا نظریہ
۲۳۰	قاضی شہاد اللہ پانی پتی	۲۱۹	جناب ابن زبیر
۲۳۱	علامہ سبط ابن جوزی	۲۲۰	ابن غنیل ملائکہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۰	مولوی وحید الزمان غیر مقلد کی گواہی	۲۳۱	محدث ہستی کی گواہی
۲۴۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد	۲۳۱	حضور عوث اعظم
۲۴۱	مولوی عبدالحی صاحب کھنوی	۲۳۱	شیخ صبان
۲۴۱	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۲۳۳	علامہ عسقلانی
۲۴۱	شاعر مشرق	۲۳۳	علامہ سیوطی
۲۴۲	پروفیسر سید عبدالقادر	۲۳۳	شیخ عبدالحق
۲۴۲	پروفیسر محمد شجاع الدین	۲۳۵	ایک شبہ کا ازالہ
۲۴۲	ڈاکٹر حمید الدین	۲۳۶	علامہ قطب الدین کی گواہی
۲۴۳	عجرب کا اقبال بزم	۲۳۶	علامہ ابن جریر
۲۴۵	واقعہ ترہ اور یزید	۲۳۶	علامہ ابن اثیر
۲۴۵	علامہ سبط ابن جوزی کی گواہی	۲۳۶	علامہ سبط ابن جوزی
۲۴۵	علامہ شعبی	۲۳۶	علامہ ابن کثیر
۲۴۶	علامہ ابن کثیر	۲۳۶	علامہ عسقلانی
۲۴۶	شیخ عبدالحق	۲۳۶	ڈاکٹر اسرار یزیدی
۲۴۷	کیا علامہ طبری شیعہ تھے	۲۳۸	شاہ ولی اللہ
۲۴۸	علامہ ابن کثیر کا فیصلہ	۲۳۸	شیخ بو علی قلندر
۲۵۰	عباسی صاحب کی بدایتی	۲۳۹	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
۲۵۰	علامہ سیوطی	۲۳۹	مولانا نعیم الدین
۲۵۰	علامہ نووی	۲۳۹	مفتی محمد ثیفیع دلوپندی
۲۵۱	علامہ ذہبی	۲۳۹	مولوی عبدالرب دلوپندی
۲۵۱	علامہ ابن کثیر	۲۳۹	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۶	علامہ ابن کثیر کی گواہی	۲۵۱	علامہ ابن خلدون کا فیصلہ
۲۵۶	علامہ سیوطی	۲۵۱	شیخ دیباغ
۲۵۶	شیخ مومن مصری	۲۵۱	ڈاکٹر صبحی صالح
۲۵۶	شیخ صبان	۲۵۲	علامہ حقانی حنفی
۲۵۸	قاتلین حسین کے چہرے	۲۵۲	عبدالصمد صارم
	عبرت آموز واقعات	۲۵۳	شبلی نعمانی حنفی
۲۶۰	ابن زیاد کا انجام	۲۵۳	سلیمان ندوی حنفی
۲۶۱	شمر لعین	۲۵۳	ابن تیمیہ
۲۶۱	خولی	۲۵۵	جناب امام حسن کا قاتل یزید
۲۶۱	حرمہ	۲۵۵	علامہ بیہقی کی گواہی
۲۶۲	یزید یہ جل گیا	۲۵۵	علامہ سیوطی ابن جوزی
۲۶۳	یزید یہ اندھا ہو گیا	۲۵۶	علامہ عسقلانی

مقام اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُبْسِلًا
امّا بعد

فرمانِ خداوندی ہے: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبَىٰ - (پ ۲۵ ع ۲ شوریٰ آیت ۲۳)

یعنی اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اُمتِ محمدیہ کے دعوے داروں کو فرما دو میں اپنے احباب
و انعامات کے بدلہ میں تم سے کوئی دنیاوی مال و متاع نہیں چاہتا ہاں البتہ اگر تمہیں میری نوازشات
و عنایات کا پاس ہے تو میری اہل بیت سے محبت کا معاملہ رکھنا۔ پھر اس حکمِ خداوندی کی احادیثِ مبارکہ
میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں تشریحات ارشاد فرمائی گئی ہیں اور مودۃ اہل بیت کی تاکید مزید
فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جب صلوا علیہ وسلم و تسلیما پر نماز میں عمل کرنے کا طریقہ پوچھا تو
حضور نے فرمایا نماز میں درود یوں پڑھا کرو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

(مسند امام احمد ص ۱۱۹، دارقطنی ص ۲۵۵ بیہقی شریف ص ۸۲ جلد الافہام ص ۵)
یعنی آپ نے درود شریف میں اپنے ساتھ اپنی آل اطہار کو شامل فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ میرے
ساتھ صرف اسی کا تعلق واسطہ ہے جس کا تعلق میری آل اطہار کے ساتھ ہے۔ نیز فَبِغْضِي
أَحِبَّاهُمْ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُمْ، فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا میرے ساتھ محبت اسی

کی سچی ہوگی جو ان نفوسِ قدسیہ سے بھی محبت رکھتا ہوگا۔ اور جو ان پاکیزہ ہستیوں کے ساتھ بغض و عناد رکھتا ہو اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف اہل بیتِ کرام سے دشمنی نہیں کر رہا بلکہ وہ بد نصیب اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لے رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی بات کو جذبہ حب اہل بیت میں مخمور ہو کر یوں بیان فرمایا ہے۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم

فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

(صواعق محرقة ص ۱۴۸)

یعنی اے اہل بیتِ کرام تمہاری محبت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے نیز تمہارے لیے اتنی بزرگی ہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ یا پھر بالفاظِ دیگر یوں کہہ لیں۔

”بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے“

نیز حضور نے مثل اہلِ بیتی کسفنیہ نوح فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ نسبتِ اہل بیت کی ضرورت صرف اس حیاتِ ظاہری ہی میں نہیں بلکہ عالمِ برزخ و حشر میں بھی یہ نسبتِ محبت اپنے محب کے سر پر سایہ افکن رہے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آل النبی ذریعتی وہم الیہ وسیلتی

ارجو بہما عطا عدا بیدی الیمین صحیفتی

(صواعق محرقة ص ۱۸)

یعنی حضور کی اہل بیت اطہار ہی میرے لیے بخشش کا ذریعہ ہیں اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں

میرا وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا اُمیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان انفاسِ طاہرہ کے صدقہ سے کل قیامت کو میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے۔

اور چونکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آئندہ ظاہر ہونے والی اہل بیت کے متعلق بدعتیہ گویوں کا علم بھی عنایت فرمایا تھا لہذا آپ نے اللہم ھو اھل بیت بیعتی فطہر ھم تطہیرا کی دعائے مستجاب فرما کر ان انفاسِ طاہرہ کے متعلق حرص دنیا اور اتباعِ خواہشاتِ نفسانیہ جیسے رذائل سے پاک ہونے کی سند بیان فرمادی، اب ایسے مقدس و مزیں و مطہر گروہ کے ایک بزرگ فرد کے متعلق حریص دنیا، متنی بادشاہت اور باغی مملکتِ اسلامیہ جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجابت دعا پر یقین اور اعتماد نہ ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق ایسے تمام خرافات و سفاہات کو بیتِ عنکبوت کی طرح تار تار کرکے ہٹا منثور کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جنہوں نے کائنات میں ظہور فرمائی کے بعد سب سے پہلے رُخ انور محمد مصطفیٰ کی تلاوت کی ہو، جن کو گھٹی لعابِ مصطفوی کی دی گئی ہو، جن کے کان میں اذان حبیبِ کردگار نے پڑھی ہو، جن کی رگوں میں خونِ شیرِ خدا کا دوڑ رہا ہو، جن کی پرورشِ خاتونِ جنت کے شیرِ اطہر سے ہوئی ہو، جن کی تربیتِ آغوشِ مصطفیٰ میں لا الہ الا اللہ کی میٹھی بوریاں دے کر کی گئی ہو، جن کا بچپنِ راکبِ دوشِ مصطفیٰ بن کر گزرا ہو، جن کی جوانی سیدِ شبابِ اہل الجنۃ کی شان سے گزری ہو ان کو اگر یزیدِ پلید اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل شئی بید جمع الی اصلہ کا مصداق بن کر اس طاغوتی طاقت سے کیوں ٹکرانہ جاتے۔ آپ نے یزیدی ظلم و تشدد سے لبریز بھڑیلوں کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا اور اپنے نانا جان کے فرمانِ فیضِ نشانِ افضل الجہا دکلمۃ حق عند سلطانِ حاشر پر عمل پیرا ہو کر رہتی دنیا تک یہ ثابت کر دیا کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید

تھا کہ بناتے لالہ است حسین !

برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب خلیفہ ضروریات دین میں سے کسی ضروری حکم کا منکر ہو کر کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال کرنا راجح میں جہاد کرنا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص ۲۳۹)

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اطہار کا مقام اور ان کی محبت و مودت کے متعلق سینکڑوں فرامین ارشاد فرمائے ہیں وہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی کافی واضح فرما دیا ہے۔ یعنی جہاں آپ نے اہل بیت اطہار کی محبت فرض بتائی ہے اور ان کی مودت و اطاعت پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے انعامات کی بارش کی خبر دی ہے وہاں بمطابق فرمانِ خداوندی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرہ ربہ احزاب آیت ۵۷ اور حدیث قدسی: من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری ۹۲۲ مشکوٰۃ ۸۹) اور فرمانِ مصطفوی: من تخلف عنہا فقد هلك او غرق۔ (ترمذی)

انا حرب لمن حاربہم، ارا بنی من یریبہم اور من آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذ اللہ وغیرہ کے تحت ان ہستیوں کی بغض و عداوت رکھنے والے کا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور بدعتیہ و بدعاقبت ہونا اور اس کا خلافتِ ایمانی سے محروم ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام کائنات کی لعنتیں برستی ہیں اور وہ بمطابق حکمِ خداوندی و لا یزید ان الظالمین الا خساراً دونوں جہانوں میں خساراً پاتا ہے۔

ویسے تو یزید پلید کو امام کے مقابلہ میں لانا ہی امامت کی توہین ہے البتہ اس شقی ازلی

کے متعلق ایک خام خیالی کی اصلاح کی خاطر اس کے فسق و فجور کا کچھ آئینہ دکھایا جاتا ہے جس میں اولہ اربعہ (قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف صالحین) سے اس کی شقاوت اظہر من الشمس نکھر کر سامنے آجائے گی اور یزید بے دید کے متعلق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے تو بقولے شخصے ”تھا خود ہی ان کو اپنی جہانوں کا اعتراف“ امیر الاشقیاء سید ہم یزید علیہ ما علیہ کے ایمان سوز اشعار ہی اس کے سراب ایمانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔

”مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری“

بارگاہ رب العزت سے اُمیدوار ہوں کہ میری یہ مختصر مگر مخلصانہ اور محبانہ کاوش بر غیر متعصب فارسی کے لیے یمیز اللہ الخبیث من الطیب کا سبب بنے گی اور مجدد عاجز (یکے از خویدم اہل بیت) اور میرے تمام اصول و فروع کے لیے بمطابق قانون خداوندی و من یتولہم منکم فانہ منہم اور بمطابق لبشارت مصطفوی انت مع من احببت (بخاری) اور اس کا خیر میں میرے جملہ معاونین و در فراہمی کتب محولہ و اشاعت رسالہ ہذا) بمطابق الدال علی الخیر کفاعلہ (بخاری) باعث مغفرت و رحمت خداوندی اور قیامت کو وسیلہ نجات اور سبب شفاعت و عنایت مصطفوی ثابت ہوگی۔

اللہم ارزقنا هذا بحق قولك انا عند ظن عبدی بی (بخاری)

جیسا کہ ایک شاعر میدانِ کربلا میں سے گزرا اور اہل بیت اطہار کے مصائب یاد کر کے بہت رویا اور صدقِ دل سے کہا یا امام! کاش میں آپ کی مصیبت کے وقت یہاں موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا اور آپ کی محبت و خدمت میں جان قربان کر دیتا چنانچہ اسی رات اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے فلاں تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری محبت حسین قبول فرمائی ہے اور تیرا نام کربلا کے خدام حسین میں شامل کر لیا ہے (تذکرۃ الخواص ص ۲۷۲) اللہ اکبر اللہم اس من قناہ اور جیسا کہ ابن عم محمد مصطفیٰ، جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ اے یزید اگر تو ہمارے ہاتھ سے زخم

خوردہ ہونے سے بچ بھی گیا ہے تو ہماری زبان اور قلم کی زد سے نہیں بچ سکتا“ (تذکرۃ الخواص ص ۲۷۶)
اسی طرح میں بھی الحب لله والبغض فی الله کے تحت دشمن اہل بیت یزید
بے دید کے خلاف اپنے علم و عقل زبان و کلام اور نوک قلم کو استعمال کر کے رضائے خداوندی اور شفقت
مجہری کا امیدوار ہوں۔ اللهم تقبل منی گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ نویدم
اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

الحافظ حکیم شفقات احمد نقشبندی عفی عنہ

فاضل الطب والجراحت

سلور اینڈ گولڈ میڈلسٹ

پہلا باب

آیاتِ قرآنیہ کے بیان میں

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامُ الْمُلُوكِ مُلُوكُ الْكَلَامِ۔

یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے لہذا ہم بھی اپنے موقف کی دلیل کے طور پر سب سے پہلے اس احکم الحاکمین کے کلامِ فنیض نشان یعنی قرآن مجید کی آیاتِ مقدسہ پیش کرتے ہیں جس سے بڑا کوئی حاکم نہیں تاکہ ایمان والوں کا قلب و دماغ مکمل طور پر مطمئن ہو جائے اور مسئلہ ہذا قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے مکمل و اکمل طور پر واضح ہو جائے۔

ویسے تو یزید بے دید کے کردار کے مطابق اس کے فاسق و فاجر ہونے پر سینکڑوں آیات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس طرح کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی لہذا کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطورِ مُشتتے نمونہ صرف دس آیاتِ مقدسہ سے استدلال پیش کرتے ہوئے اپنے موقف کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ فرمانِ الہی تلک عشرۃ کاملہ کی اتباع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو احکامِ قرآنیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

آیت ۱۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ (۲۶) سورہ محمد آیت ۲۲	ترجمہ ۱۔ پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔
---	---

اس آیہ کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

استدل بها ايضاً على جواز لعن يزيد عليه من الله تعالى ما يستحق

نقل البرزنجي في الاشاعة والهيشي في الصواعق ان الامام احمد
لما سأل له ولده عبد الله عن لعن يزيد قال كيف لا يلعن من
لعنه الله تعالى في كتابه فقال عبد الله قد قرأت كتاب الله عز وجل
فلم اجد لعن يزيد فقال الامام ان الله تعالى يقول فهل عسيتم
ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك
الذين لعنهم الله واي فساد وقطيعة اشد مما فعله يزيد
لا توقف في لعن يزيد لكثرة اوصافه الخبيثة وارتكابه
الكبائر في جميع ايام تكليفه ويكفي ما فعله ايام استلائه
باهل المدينة ومكة فقد روى الطبراني بسند حسن
اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاخفه وعليه
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا
عدل وقد جزم بكفرة وصرح بلعنه جماعة من العلماء منهم
الحافظ ابن الجوزي وسبقه القاضي ابو يعلى وانا قول الذي يغلب
على ظني ان الحديث لم يكن مصدقا برسالة النبي صلى الله عليه وسلم وان
مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالى واهل حرم نبيه صلى الله عليه
وسلم وعترته الطيبين الطاهرين في الحيات وبعد الممات وما صدر
منه من المخازي ليس باضعف دلالة على عدم تصديقه ومن كان
يخشى القول والقييل من التصريح بلعن ذلك الضليل فليقل لعن الله
عز وجل من رضى بقتل الحسين ومن اذى عترة النبي صلى الله عليه وسلم
بغير حق ولا يخالف احد في جواز اللعن بهذه الالفاظ ونحوها -

(تفسير روح المعاني جلد ۲۶ ص ۴۳)

(طبع بيروت)

ترجمہ:- مفسر قرآن علامہ آہوسی نے ائمہ اسلام کے حوالہ جات کے ذریعہ سے اس آیت سے جواز لعن یزید پر استدلال کیا ہے۔ یعنی برزنجی نے اشاعت میں اور ہمیشگی نے موافق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبداللہ نے لعنت یزید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے عبداللہ نے کہا اباجان میں نے قرآن پاک پڑھا ہے اس میں مجھے لعنت یزید کا ذکر نہیں ملا۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فہل عسیتم ان تولیتہم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ اور اس سے بڑا فساد اور قطع رحمی کیا ہوگی جو یزید علیہ ما علیہ نے کی ہے۔ ہم یزید پر لعنت کرنے میں اس کے افعال قبیحہ اور ازکائب کبار کی وجہ سے جو اس کے دور حکومت میں ہوئے توقف نہیں کرتے اور اس کیسے وہ ظلم ہی کافی ہیں جو اس نے اپنے دور حکومت میں ابابیان مدینہ منورہ اور ساکنان مکہ مکرمہ کے ساتھ کئے۔ طبرانی نے بسند حسن روایت کی ہے حضور نے فرمایا اے اللہ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے پس تو اُسے ڈرا اور اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور کام انسانوں کی لعنت ہو اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نقل۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کے کفر میں خاموشی اختیار فرمائی ہے اور اس کی لعنت کی تصریح فرمائی ہے ان میں سے الحافظ ابن جوزی اور قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہل مکہ اور اہل مدینہ اور اہل بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد۔ یہ تمام کام اس کی عدم تصدیق رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور جو کوئی یزید کا نام لے کر لعنت کرنے سے ڈرتا ہو وہ اس طرح کہہ لیا کرے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو امام حسین کے قتل پر راضی ہوا اور جس نے حضور کی اہل بیت کرام کو ناحق ایذا دی اور ان الفاظ کے ساتھ لعنت کرنے کے جواز کا کوئی بھی مخالف نہ ہوگا۔

اسی آیت کے تحت بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے صالح کا مکالمہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن الجوزی انه روى القاضى ابو يعلى فى كتابه المعتمرا لاصول
بسند ۵ عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابي يابن يابن
بعض الناس انا نحب يزيد بن معاوية فقال احمد يا بني هل يسوغ لمن
يومن بالله ان يحب يزيد ولم لا يلعن رجل لعنه الله فى كتابه ^{قلت يا ابت ابن لعن الله يزيدنى كتابه} قال
فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك
الذين لعنهم الله الخ (تفسير مظہری جلد ۵ ص ۲۳)

(صواعق محرقة ص ۲۲۲ - تذکرۃ الجواہر ص ۲۸)

ترجمہ :- علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد میں جناب
صالح بن امام احمد بن حنبل کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد
سے کہا ابا جان بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے
جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی جواز
ہو سکتا ہے اس شخص پر کس طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو
میں نے عرض کی ابا جان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کس جگہ لعنت کی ہے آپ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فہل عسیتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا

ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله (تفسير مظہری اردو جلد ۱ ص ۲۸۹) نیز انہی علامہ قاضی
صاحب رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف میں امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ بیان فرمانے کے بعد لکھا
ہے کہ پھر آپ نے فرمایا ”غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت
است۔ اگرچہ در لعن فائدہ نیست لیکن الحب لله والبغض فی الله مقتضی آنست

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ص ۲۰۳) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷)

ترجمہ :- غرضیکہ روایات معتبرہ سے کفر یزید ثابت ہو چکا ہے لہذا وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب لله والبغض فی الله اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

اسی آیت کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی بڑی کراچی امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ”یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی (معارف القرآن جلد ۱۷ ص ۴۳)“

ترجمہ :- کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ساتھ کفر کے اور ڈال دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔

آیت ۲ :- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ
بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّ اَحْلَوْا
قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔

۱۳۔ سربراہیم آیت ۲۸

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

”ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیہم وانتصبوا بعد اؤن آل النبی

صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا حسین رضی اللہ عنہ ظلمًا و کفرًا بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حتی انشد ابیاتا حین قتل مضمونہا ینظر ون انتقمی بال محمد و بنی ہاشم والاخر الابیات۔

من بنی احمد ما کان فعلًا و ایضًا حمل النحر و قال

ولست من جند ب ان لہ انتقم

وساق کبد مع مدام کا النحر و قال

مدام کنز فی انا و کفضة

ومشرقها الساقی و مغربہا فعی

و شمسہ کرم برجھا قعرھا

فخذھا علی دین المسیم ابن مریم فمات

فان حرمت یوما علی دین احمد

ترجمہ :- یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت

کی دشمنی کا بھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت امام حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین

محمدی کا ہی انکار کر دیا اور جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔ "میں جنذب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں" یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا وہ کہا کرتا تھا! "شراب کا خزانہ برتن میں ہے جو کہ چاندی کی طرح ہے

اور جگر کو سیراب کرنے والا شراب کے ساتھ ستارہ کی مانند"

"اس کا سورج انگور ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے۔ اس کے

مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔"

اگر شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اسے عیسائی بن کر پی لیا کرتا تفسیر مظہری اردو جلد ۶ ص ۵۵

آیت ۵۵: وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ	ترجمہ: اور جو اس کے بعد ناشکری کریں پس وہی لوگ فاسق ہیں۔
---	--

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

و يمكن ان يكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك إشارة الى يزيد بن معاوية

حبث قتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه من اهل بيت النبوة

واهان عترته وافتخر به وقال هذا يوم ميموم بدروبعث بجيشا على مدينة وبالمسجد

الذي اسس على التقوى من اول يوم وهو روضة من رياض الجنة ونصب الحجاب ينق

على بيت الله تعالى وقتل ابن الزبير بن بنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم

وفعل ما فعل حتى كفر بدین الله وباح الحسد (تفسیر مظہری ۶ ص ۵۵)

ترجمہ: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت من کفر بعد ذلک میں یزید کی طرف اشارہ

ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا آپ کے

اکثر ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے

لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا پھر اس نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیقیں نصب کرائیں اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کے نواسے کو شہید کرایا اور ایسی ہی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا۔ اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔

(تفسیر مظہری اردو جلد ۱ ص ۴۲)

ترجمہ :- بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۴۴ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ
وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا
۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۷

تمام مکاتب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر پاک و ہند میں مسلم محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔ "یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو مارضیٰ بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جاننا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے عداوت، انکی اہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ آئیہ کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا کے مطابق وہ مستحق لعنت

و مذاب نار نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی (اور دیگر اکثر اسلاف علماء و محدثین) یزید کی لعنت کے قائل ہیں..... اللہ تعالیٰ ہم اہل ایمان کو یزید کی محبت سے محفوظ رکھے (آمین بجاہ سید المرسلین) تکمیل الایمان ص ۱۷۱۔

یزید غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔

”انما لعناہ لانہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل و کذا لک روى ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ وصنع الغزالی عنہ تحکم و هولم یلتفت الی قوله تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا و ای ابی ذاع اعظم من قتل آلہ و اقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہتک حرمتہ و قتل اہل المدینۃ و امر بذلک و استبشارہ بذلک متواتر لا یمکن الا نکار عنہ و روى عن یزید لعنہ اللہ“

لیت اشیاخی ببدر شہد و ا وقعة الخزرج من وقعر الاسل
قد قتلنا القرن من ساداتہم و عدلنا میل بدر فاعتدل
فان كانت هذه الرواية فلا شك في كفره والحادة (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۷)

ترجمہ :- ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے ہمارے اسلاف میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز کہا ہے اور غزالی کا منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور قتل اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حرم مطہرات کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ کون سی ایذا والی بات ہوگی۔ اور یزید نے اس کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات اس طرح تواتر سے ثابت ہو چکی ہے

کہ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو یزید نے (شہداء کربلا کے سروں کو دیکھ کر) کہا تھا "کاش آج میرے بدر میں مسلمانوں کی فوج کے ہاتھوں قتل یا زخمی ہونے والے (کافر) بزرگ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان (اہل بیت نبوت) کی ایک نسل کو قتل کر کے اپنا بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے" جب یہ تمام باتیں ہیں تو پھر اس کے کفر والحاد میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز دیکھیں فتاویٰ عبدالحی ص ۵۰

ترجمہ :- جو کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر آتی ہے وہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ایک کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔	آیت ۵ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا۔ سُورَةُ الْحَدِيدِ آیت ۲۲
--	---

ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے خفیہ جذبات کو چند شعروں میں بیان کیا (لیت اشباحی ببدر شہدوا اور لما بدت تلک الحول اشرفت وغیرہ۔ باب الاشعار میں مکمل درج ہیں) یزید کا یہ معاندانہ کلام سن کر خون ابن اسد اللہ تڑپ اٹھا اور قال له علی بن الحسین بل ما قال اللہ ادلی۔ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأ ہا فقال یزید لا بل ما اصابکم من مصیبة فما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر۔ (تاریخ طبری جلد ۵ ص ۲۶ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۱۸۰ البدایہ و النہایہ جلد ۸ ص ۱۹۴ تذکرۃ الخواص ص ۲۶)

علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، حافظ ابن کثیر اور علامہ سبط ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا (تمہارا خیال غلط ہے) بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ مناسب ہے۔ یعنی جو مصیبت بھی زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کے وقوع سے قبل ایک کتاب (لوح محفوظ) میں وہ مصیبت

اسکی تئیر میں لکھی جا چکی ہوتی ہے "یزید نے کہا نہیں بلکہ تم پر جو مصیبت آئی ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کا بدلہ ہے اور ابھی بہت سی تمہاری خطا میں معاف کر دی گئی ہیں یعنی معاذ اللہ تمہارے ساتھ میدانِ کربلا اور کوفہ و دمشق میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہاری بہت سی غلطیوں میں سے صرف چند ایک کی سزا ہے۔

ترجمہ: اور جب نجات دی ہم نے تم کو فرعونوں سے جو تم کو بُرا عذاب دیتے تھے وہ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔	آیت ۱۷۱ وَاذْخَبْنَا كَهْمَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ۔ پ (سورۃ اٰیٰت ۲۹)
---	--

حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ اور علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو یکے اور اکفت کیف اصبحتہ یا علی و یا اہل بیت الرحمد قال اصبحتنا من قومنا بمنزلۃ قوم موسیٰ من آل فرعون (کشف المحجوب ص ۶۲۔ تذکرۃ الخواص ص ۳۲۸) درباریوں میں سے ایک بولا: اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا "اس قوم میں ہم ایسے ہی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعونوں میں تھی" جناب سیدنا علی بن حسین المعروف امام زین العابدین کے جواب کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ آپ یزیدیوں کو فرعونوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اللہم احفظنا من حب هذه الفرقة الضالة

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی نزدیک ہیں اور آپ کی ازواجِ مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔	آیت ۷۱ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ س (احزاب ۲۲ع ۴)
--	---

فیصلہ خداوندی کے مطابق حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کی تمام بیویاں ہر ایک کلمہ گو صاحبِ ایمان کے لیے ماں کی مثل ہیں اور حکمِ خداوندی حرمت

علیکم احکامکم کے تحت ابتدائاً ازل ماں اپنے شرعی بیٹے پر مطلقاً حرام ہے اور ماں بہن محرمات دائمہ کے متعلق ایسا خیال کرنے والا بے حیا ملعون، راندہ درگاہ، اجنبی الجنبین اور کائنات کا سب سے زیادہ ذلیل و ذلیل آدمی ہے۔ یزید بے دید خدا تعالیٰ کی گرفت کے اس آنکڑے میں بھی پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ ودر بعض کتب گفته اند کہ یزید شقی طمع کرد در عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پس خواندند بروے این آیت (النبی ادلی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه) و ممنوع شد ازاں (مدارج النبوة جلد ۱ ص ۱۲۶) ترجمہ ۱۔ بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طمع کی (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے لعنت ملامت کی اور اسے اس ارادہ بد سے باز رکھا (مدارج النبوة اردو جلد ۱ ص ۲۳۶) ثابت ہوا کہ یزید پسند حلال و حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا۔ یہ مختصر رسالہ تو زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتہ تحقیق پسند دوست مزید تفصیل کے لیے درج شدہ کتب محولہ کا مطالعہ فرمائیں۔ مستدرک جلد ۳ ص ۵۱۲۔ الاصابہ فی تہذیب الصحابہ جلد ۲ ص ۴۶۹۔ تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۹۔ صواعق محرقہ ص ۲۲۱۔ تکمیل الايمان ص ۱۷۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۰۵۔ فتاویٰ عبدالحی ص ۷۹۔ تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۲۵۶۔ نیابہ المودۃ ص ۳۲۶۔ طبقات کبریٰ جلد ۲ ص ۲۸۳۔ ابن عساکر جلد ۲ ص ۲۷۵۔ اوجز المناسک شرح مؤطا امام مالک از مولوی زکریا صاحب دیوبندی ص ۴۳۵ وغیرہ۔

آیت ۱۔ دَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ	ترجمہ :- اور جو پسند کرے اسلام کے علاوہ کوئی دین، پس اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں خسار پانے والا ہے کیونکہ ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو
--	---

کافر ہو گئے بعد ایمان لانے کے، ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور تمام فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی اور وہ ہمیشہ رہیں گے بیچ اس (جہنم) کے۔	أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمَ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ (پ ۳ آل عمران آیت ۸۵)
---	--

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

واحد الخمر وقال۔ فان حرصت بوماعلیٰ دین احمد + فخذها علی دین المسیح ابن مریحہ (تفسیر منظر جلد ۵ ص ۲۷) ترجمہ: ”اگر شراب شریعت محمدیہ میں حرام ہے تو تو اسے مسیح ابن مریم کے دین کے مطابق پی لیا کر۔“ کیونکہ شراب دین عیسوی میں جائز تھی۔ یعنی اپنے دل کی غلط خواہشات ضرور پوری کرنی ہیں چاہے اس کے لیے دین ہی کیوں نہ تبدیل کرنا پڑے۔ جیسے آج کل بعض ناما قبت اندیش محض زکوٰۃ و عشر سے بچنے کے لیے شیعہ بن رہے ہیں۔ یزید پلید کو امیر المومنین کہنے والے دوست کم از کم اس بیچارے کی زبان پر تو یقین کریں۔ نیر قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں حتیٰ کفر بدین اللہ یعنی حتیٰ کہ یزید نے خدا کے دین کا ہی انکار کر دیا تھا

ترجمہ:- اور جس نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے بعد کہ ظاہر ہو گئی اس پر ہدایت اور اس نے مومنوں سے علیحدہ راستہ اپنایا ہم پھر دیں گے اس کو جدھر وہ پھرنا چاہے گا اور بالآخر اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔	آیت ۹:- وَصَنُوكُمُ الْيَتَامَىٰ وَالرُّسُلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُولِهُ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ (ر ۵ س نساء)
---	--

مشہور غیر مقلد مورخ قاضی سلیمان منصور پوری نے فتح مکہ کے دن کا ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے جو یزید کے لیے رہتی دنیا تک لعنت کا طوق بن کر رہ گیا ہے اور پھر ظالم ٹکرایا

بھی تو اس محبوب لم نزل سے جن کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے رب کائنات فلا وربك لا يؤمنون حتی یحکموک فیہا شجر بینہم ثم لا یجیدوا فی انفسہم حر جہامما فضیت ویسلوا تسلیما کے الفاظ پر عتاب سے حلفیہ طور پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی سنیں اور استغفار پڑھیں۔ ”فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجر بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا یبذعہا یا بنی ابی طلحہ منکم الا ظالم۔ ترجمہ: ”اے ابن ابی طلحہ تم سے یہ چابیاں صرف وہی پھینکے گا جو ظالم ہوگا۔“ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ص ۳۲) یہ وہ کتاب ہے جس کی ثقاہت کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبدالمجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ”اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوا دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ اللعالمین پڑھا کرو (کرامات الہدیث ص ۲۳)

قربان جانیں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ یزید کی پیدائش سے بھی قبل آپ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو فرما دیا تھا کہ تم سے یہ چابی ایک ظالم حکمران چھینے گا۔ چنانچہ اُسے وہ چابی یزید بے نصیب نے چھینی اور زبان مصطفوی سے ظالم قرار پایا۔ جس شقی ازلی کو زبان محمدی ظالم کہہ رہی ہے بھلا اس کے ظالم ہونے میں پھر کیا شک باقی ہوگا۔ اور پھر بیان کرنے والی کتاب بھی وہ ہے جو بقول شما بارگاہ رسالت کی مصدقہ ہے۔

آیت مذہب ان الذین فتنو المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم	ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے مصیبت میں ڈالامو من مردوں اور عورتوں کو پھر انہوں نے توبہ نہ کی۔ پس واسطے ان کے عذاب
--	--

عَذَابُ الْحَرِيقِ ۳۱ (سورج آیت ۱۸) ہے جہنم کا، اور واسطے انکے عذاب ہے جلانے والا۔
یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں واقعہ حرہ پیش آیا جس پر مشکوٰۃ شریف ص ۵۳ پر
حاشیہ ۲ پر ہے ایام الحرہ یوم مشہور فی الاسلام ایام یزید لما نهب المدینۃ
عسکر من اهل الشام ند بہم لقتال اهل المدینۃ من الصحابة والتابعین وامر
علیہم مسلم بن عقبہ فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث و ستین ترجمہ: تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ ایک مشہور واقعہ
ہے جو یزید کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب ۳۳ھ میں یزید نے اہل شام کا ایک لشکر مسلم بن عقبہ
کے زیر کمان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے مدینہ شریف کو تاخت
و تاراج کیا۔ نیز تاریخ الخلفاء ص ۱۶۳ پر کچھ مزید وضاحت ہے و ما دراک ما وقعة الحرہ ذکرھا
الحسن مرۃ فقال واللہ ما کاد ینجو امنہم احد قتل فیہا خلق من الصحابة ومن
غیرہم ونہبت المدینۃ و افتنض فیہا الف عذراء فانا للہ وانا
الیہ راجعون ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مدینہ منورہ پر لشکر
کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہو۔ ہزار ہا صحابہ
شہید ہوئے۔ مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا
انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۰) نیز علامہ سبط ابن جوزی بھی انکے
ہم نواہیں۔ آپ لکھتے ہیں قال هشام بن حسان ولدت الف امرأة بعد الحرہ
من غیر زوج (تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری
لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی
اولاد جنی۔ (استغفر اللہ)

محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی واقعہ حرہ کو ذرا تفصیل سے
لکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ اشنع شایع واقع قبایح کہ ہر زمان یزید پلید بعد از قتل حضرت امام
حسین بن علی سلام اللہ علیہما وقوع یافتہ واقعہ حرہ است..... حضرت سید ابراہیم علیہ السلام

در سفرے از اسفار بیرون آمدہ چوں بکرہ زہرہ رسید بایستاد و آیت مصیبت اناللہ وانا الیہ
راجعون برخواند پرسید یا رسول اللہ چہ دیدی کہ استرجاع نمودی فرمود (ص ۳۵) فرمود
کشتہ شوند دریں سنگستان آنہائے کہ خیارات من باشد روزے در عہد امیر المومنین
عمر باران بسیار باریدہ بود و وے با یاران خود بسیر و سواد مدنیہ منورہ بیرون آمدہ تا بموضع رسید
کہ آنرا حرہ و اقم گویند و سیلہائے آب از ہر کنار وادی رواں میرفت کعب احبار ہم در آن میاں
بود گفت بہ تحقیق واللہ یا امیر المومنین سیلہائے خون ہم دریں وادی رواں گردد (ص ۳۶)
عثمان بن محمد جماعت را از اہل مدنیہ بجانب یزید پلید روانہ ساخت چوں ایں جماعت بہ مدنیہ
منورہ عود نمودند زبان لبسب و شتم یزید پلید بکشدند و بے دینی و شرب خمر و ارتکاب مناہی
و ملاحی و لعب کلاب و دیگر اوصاف ذمیمہ اورا یاد کردند و از بیعت او خلع و تبری نمودند و
باقی اہل مدنیہ را نیز از بیعت و اطاعت او ہزار ساختند منذر کہ یکے از ایں جماعت
بود گفت واللہ وے مرا صد ہزار در ہم جائزہ داد و لیکن من راستی را از دست نہ دہم وے
شارب خمر است۔ اہل مدنیہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید خلع بیعت او نمودند
عبداللہ بن ابی عمر عامرہ خود را بر آورد و گفت وے دشمن خدا دائم السکر است من اورا از بیعت
بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود بر آوردم و گیرے برخاست و نعلین خود را از پائے خود
بر آورد و بر ہمیں ہنج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عمام و نعال پر شد ص ۳۹
یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدنیہ فرستاد تا ایشاں را بکرہ
مدنیہ مطہرہ در غایت شناعیت و قباحیت بقتل رسانیدند و سہ روز بہتک حرمت حرم نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ و داد اباحت و الحاد دادند از ایں جہت ایں را واقعہ حرہ نام آمدہ
ویک ہزار و ہفت صد تن از بقایائے مہاجرین و انصار و علماء تابعین اختیار بقتل رسانیدند و از
عموم ناس درائے نساد اطفال دہ ہزار کس را کشتند و ہفت صد از حاملان قرآن مجید و نود و ہفت
از قوم قریش را در تحت تیغ ظلم در آوردند و فسق و فساد و زنا را مباح ساختند تا بحدیکہ آوردہ

اندک ہزار زن بعد ازیں واقعہ اولاد زنا رائیدند و اسپاں را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جولان داند
و در روضہ شریف کہ نام موصنی ست در میان قبر و منبر منیف و حدیث صحیح و روایات کہ روضہ است
از ریاض جنت اسپاں بول و روث کردند مدینہ منورہ در اں زمان مطلق از مردم خالی ماند و
فواکہ و ثمرات او نصیب و عویش و بہائم آمد و کلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرام گاہ ساخت
و مصداق آنچه مخبر صادق بدان خبر داده بود (ص ۳۷) نیز آورده اند کہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ
منورہ را در بند داشت کہ بوئے طعام و شراب بمشام ایشان نرسید ص ۳۷ سعید بن المسیب را کہ
از کبار تابعین بود وے گفت کہ در لیالی حرہ یسح یکی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود
و اہل شام کہ در مسجد می آمدند می گفتند کہ ایں پرک دیوانہ دریں جا چہ می کند و یسح وقت نماز نمی
در آمد کہ من آواز اذان و اقامت نماز از حجرہ شریف نمی شنیدم و ہم بدان اذان و اقامت نماز
میکردم ص ۳۷ . و از جملہ قبا یح و شائع ایں واقعہ شنیعہ آورده اند کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
را دیدند کہ موئے ریش او ہمہ برید است پرسیدند کہ ایں چہ صورت ست گفت ایں از آثار ظلم
اہل شام است کہ در واقعہ حرہ رسیدہ طائفہ در خانہ من در آمدند و ہر چہ از متاع بیت و اسباب
خانہ باشد ہمہ را پاک برد جامعہ دیگر رسیدند چوں یسح چہیز در خانہ نیافتند آتش قہر در نہاد ایشان افند
گفتند شیخ را بجنابید ہر کرام از ایشان از ریش من موئے بر کنند و بایں حال کہ مرا می بینید
رسانید ص ۳۷ (تمام از جذب القلوب الی دیار المحبوب)۔

ترجمہ :- سانحہ کربلا کے بعد یزید پلید کے زمانہ میں سب سے بڑی برائی واقعہ حرہ کا وقوع ہے
(جو ۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ بروز بدھ ہوا) حضرت سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لے
گئے۔ جب مقام حرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور
فرمایا اس سنگستان میں میری امت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے..... حضرت عمر کے زمانہ
میں ایک دن بہت بارش ہوئی اور حضرت عمر دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نکلے
جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت کعب احبار نے کہا خدا کی قسم تورات میں ہے اس وادی میں

جس طرح آج پانی بہہ رہا ہے ایک وقت یہاں اسی طرح خون بہے گا.....

عثمان بن محمد (یزیدی والی مدینہ) نے مدینہ طیبہ کے مغزین کی ایک جماعت یزید کی طرف روانہ کی (یزید نے ان کو ایک ایک لاکھ درہم دے کر واپس کیا) جب یہ جماعت واپس مدینہ منورہ پہنچی تو یزید پلید کے سب و شتم میں زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی فسق و فجور، کتوں کے ساتھ کھیلنا اور اس طرح کی اس کی دیگر برائیوں کا ذکر کیا اور اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔ دیگر اہالیان مدینہ نے بھی ان کی اطاعت کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیا۔ منذر جو کہ اس وفد کے ایک رکن تھے فرمانے لگے بے شک اس نے مجھے ایک لاکھ درہم نذرانہ دیا ہے لیکن یہ نذرانہ مجھے سچ کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزید شراب پیتا ہے۔ چنانچہ اہالیان مدینہ منورہ پر جب یزید پلید کا فسق و فساد ظاہر و باہر ہو گیا تو سب نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ابی عمر نے اپنا عمامہ اتار کر پھینکا اور کہا جس طرح میں نے اپنا عمامہ اتار پھینکا ہے اسی طرح میں یزید کی بیعت اپنے سر سے اتارتا ہوں کیونکہ وہ خدا کا دشمن اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں مغمور رہتا ہے۔ پھر ایک آدمی اٹھا اور اس نے اپنا جوتا اتار کر پھینکا اور کہا اسی طرح میں یزید پلید کی بیعت اتارتا ہوں پھر سب نے اس طرح کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے عمامہ پھینکا، کسی نے جوتا حتیٰ کہ مجلس میں عماموں اور جوتوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جب یزید کو اہل مدینہ کے خلع بیعت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان شامیوں کا ایک بڑا لشکر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ اہالیان مدینہ کو نہایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور داد بے دینی دی ایک ہزار سات سو (۱۷۰۰) آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علماء تابعین میں سے شہید کیا۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) آدمیوں کو مار ڈالا سات سو (۷۰۰)

حافظ قرآن شہید ہونے نیز قوم قریش کے ستانوں سے (۹۷) افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کیا فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا اس واقعہ کے بعد ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے (جن پر وہ نشینوں کو گھروں سے نکال کر یزیدی فوج میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہوں نے تین دن تک زبردستی حرم محترم میں ان سے زنا بالجبر کیا) اولاد زنا کی جنی۔ یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بدکاری انکا پیشہ رہا۔ یزیدی اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں جولانی دیتے تھے۔ اور مسجد شریف کا وہ حصہ جس کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (ما بین بیت و منبری روضة من ریاض الجنة متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۶) وہاں ان کے گھوڑے لید اور پشیا ب کرتے تھے۔ اکثر آدمیوں کو اس طرح قید میں رکھا گیا کہ تین دن تک پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان تک نہ پہنچی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مدینہ وحشی جانوروں کا مرکز بن جائے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لتترکن المدینۃ علی احسن ما کانت حتی یدخل الکلب والذئب فیغذی علی بعض سواری المسجید او علی المنبر فقالوا یا رسول اللہ فلمن تكون الثمار ذلک الزمان قال للعوانی الطیر والسباع (موطا امام مالک ص ۳۵۹)

اس حدیث پر اُسی صفحہ پر حاشیہ ۱۷ کے تحت درج ہے قال العیاض رحمہ اللہ.... حین انقلب الخلافۃ عنہا الی الشلم دہ قبا یہی حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ بخاری شریف ص ۲۵۲ پر ابواب العمرة میں باب من رغب عن المدینۃ میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث شریف کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قيل يا ابا هريرة من يخرجهم قال امراء السوء - فتح الباري ص ۳۷۲ یعنی جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے نکلنے پر کون مجبور کرے گا آپ نے فرمایا ”برے حاکم“ اس حدیث کا مصداق یہی المناک واقعہ ہے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ مطلقاً آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور شہر کے پھل چوپایوں کی غذا بنتے تھے۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا اس واقعہ کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں تاکہ فیصلہ مزید آسان ہو جائے واذا تولى سعى في الارض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا يحب الفساد اور جب لوٹا تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور نسلوں اور نسلوں کو تباہ کیا اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا حضرت سعید بن مسیب جو کہ مشہور تابعی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی اور میرے سوا (اہل مدینہ میں سے) مسجد شریف میں کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے تو کہتے یہ دیوانہ بڑھا یہاں کیا کر رہا ہے اور جب بھی نماز کا وقت آتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان و اقامت سے نماز ادا کر لیتا تھا دیہ واقعہ حدیث شریف میں بھی بایں الفاظ موجود ہے۔ لما كان ايام الحرّة لم يؤذن في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثا ولم يقيم ولم يبرح سعيد بن مسيب المسجد وكان لا يعرف وقت الصلاة الا بهمة يسمعونها من قبر النبي صلى الله عليه وسلم ردا رمي شريف ص ۲۵ مشکوٰۃ شريف ص ۵۳ یہ واقعہ پڑھنے کے بعد ذرا قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں۔ ومن اظلم لهم في الآخرة عذاب عظيم سورة ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکا اور اس کے اجاڑنے کی کوشش

کی..... ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔
واقعہ حرہ کے ذلت آمیز واقعات میں سے ایک ذلیل واقعہ یہ بھی ہے کہ صحابی رسول حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی داڑھی کے تمام بال غائب تھے آپ سے پوچھا
گیا کہ آپ کی داڑھی کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ شامیوں کے ظلم کی نشانی ہے شامیوں
کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسبابِ غائبہ (حتیٰ کہ میرا پانی پینے کا پیالہ بھی)
لے گئے اس کے بعد دوسری جماعت آئی گھر خالی دیکھا تو ان میں غصہ اور قہر کی آگ
شعلہ زن ہوئی کہنے لگے شیخ کو ہلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی
کا ایک ایک بال اکھیرنا شروع کر دیا اور اس طرح کر دیا جس طرح کہ تم مجھے اب دیکھ
رہے ہو (جذب القلوب اردو ص ۳۳ تا ۳۴) استغفر اللہ۔ دنیا کے کتوں نے دنیا کا مال
نہ ملنے پر صحابی رسول کی داڑھی نوچ ڈالی، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔
مورخ ابی حنیفہ دینوری اس واقعہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں ذکر ابو ہارون
..... قلت یا ابا سعید ما حال لحیتک فقال هذا فعل ظلمة اهل الشام
یوم الحرۃ دخلوا علی بیتی فانتہبوا ما فیہ حتی اخذوا قدحی الذی کنت
اشرب فیہ الماء ثم خرجوا ودخل علی بعدہم عشرة نفر وانا قائم اصلى فطلبوا
البیت فلم یجدوا فیہ شیئاً من سفو لذلك فاحتملونی من مصلاعی وضربوا بی
الارض واقتل کل رجل منهم علی ما یدیه من لحيیتی ^{ثم علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں}
(احباب اطال ص ۲۶)
ان بعض اولئک العسکر دخلوا من الحرۃ علی ابی سعید الخدری فاخذوا
ما فی البیت ثم دخلت طائفة اخرى فلم یجدوا شیئاً فاجمعوه ثم جعل کل یأخذ من
ترجمہ اوپر جذب القلوب میں لکھا جا چکا ہے۔ لحيته خصلة (تطہیر الجنان ص ۶)
یزید کے فسق و فجور کی مزید جھلک دیکھنی ہو تو درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔
ارشاد الساری ص ۱۴۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۱۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲۔

شرح فقہ اکبر ص ۷۳۔ تذکرہ خواص الامہ ص ۲۶۱۔ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۷۔ مکتوبات قاضی
ثناء اللہ پانی پنی ص ۲۰۳۔ ثمرات الذہب ص ۶۹۔ روح المعانی ص ۲۶۷۔ منہاج السنہ
ص ۲۳۹۔ تفسیر مواہب الرحمن سورۃ حشر۔ مقتل حسین خوارزمی ص ۵۸۔ تاریخ طبری
ص ۲۲۹۔ ابن اثیر ص ۶۳۔

قارئین کرام ! اس باب میں آپ تیرہ (۱۳) آیات قرآنیہ، بخاری شریف
مسلم شریف، سوطا امام مالک، دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث مبارکہ اور
ان پیش کردہ آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی تشریح کے طور پر حضرت امام احمد
بن حنبل، حضرت عبداللہ صالح، علامہ ابن جوزی، قاضی ابویعلیٰ، علامہ سبط ابن جوزی
علامہ برزنجی، قاضی عیاض، علامہ عسقلانی، علامہ ابن حجر مکی، سیوطی، علامہ
سیوطی، علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن کثیر، علامہ آلوسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مؤرخ دہلوی، مؤرخ ابن اثیر، قاضی سلیمان منصور پوری
غیر مقلد، مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی، مولوی وحید الزمان غیر مقلد، عبدالمجید
سوہدري غیر مقلد وغیرہ کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ان آیات قرآنیہ، احادیث مقدسہ، تفاسیر معتبرہ، فرامین محدثین کرام اور
اقوال علماء اسلاف، اکابرین غیر مقلدین اور اکابرین دیوبند کے نظریات ملاحظہ
فرما چکے ہیں۔ ان حوالہ جات کو بار بار بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا
فاسق و فاجر، شرابی، زانی، ظالم و جابر، عنید و پلید، بدعتیہ اور جری علی الکبار
شخص ایک عام شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اسے
امیر المومنین کہہ کر اس مکرم و معظم لقب کی توہین کی جائے۔

ناپاک اور نجس مہتی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب نفی جبلت یزید کی

دوسرا باب:

احادیث مقدسہ بیان میں

فرمانِ خداوندی ہے فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والرسول
ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ط ذالک خیر و احسن
تأویلا ۱۵ ع سر نساء ۱۶ ترجمہ: پس اگر اختلاف ہو جائے تمہارا کسی چیز
میں پس چاہیے کہ رجوع کرو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف اگر ہو تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے۔ یہ بہت بہتر ہے
اور یہ بہت اچھی تحقیق ہے۔ ” دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے وما اتاکم
الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا ۱۷ سحر ۱۸ آیت ۱۹
یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع
فرمائیں اس سے باز رہو۔ ” اور جب کسی مسئلہ میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کوئی منیصلہ فرمادیں تو بمطابق حکمِ خداوندی و ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و
رسوله امر ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ۲۰
سحر ۲۱ آیت ۲۲ ترجمہ: کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ
اور اس کا رسول کوئی منیصلہ فرمادیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ کا کچھ اختیار ہے
کسی صاحب ایمان کو اس منیصلہ کو بدلنے یا اس کے خلاف کرنے کا بالکل کوئی
حق باقی نہیں رہتا کیونکہ بمطابق فرمانِ الہی قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی ۲۳ آل عمران ۲۴ تم فرما دو اے پیارے محبوب سلی اللہ علیہ وسلم اے
لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ حضور کا حکم بدل و جان

ماننے سے ہی خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر نے تو
من يطع الرسول فقد اطاع الله سناء آیت ۸ جس نے اطاعت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا اس نے خود اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔ فرما کر
حضور کی اطاعت ہی کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اور ہو بھی کیوں نا۔ جبکہ
اللہ اور رسول کے فرامین میں اختلاف و تضاد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ہمیشہ رضائے خداوندی اور حکم
الہی کے مطابق ہی فرماتے ہیں اور اس بات پر کلام الہی و صاینطق عن
المہدی ان ہوا لا وحی یوحی ۲۱ نجم آیت ۲-۳ کی نص قطعی شاہد مادل

ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ومن یعص الله ورسوله
فقد ضل ضللاً مبیناً ۲۲ سحاء آیت ۳۶ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی
کرے پس بے شک وہ کھلی گمراہی میں ہے۔ نیز قرآن کریم میں سینکڑوں مقامات پر
فرمانِ خداوندی کے بعد فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا وجوبی
حکم موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
عنه کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تم لوگوں کے جھگڑوں
کے فیصلے کس طرح کرو گے۔ حضرت معاذ نے عرض کی بکتاب اللہ اللہ کی
کتاب قرآن مجید کے مطابق۔ حضور نے فرمایا۔ اگر تمہارے مطلوبہ مسئلہ کا حل تمہیں قرآن
کریم سے نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے۔ عرض کی فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی قرآن کریم کے بعد میرا دوسرا ماخذ احکاماتِ مصطفوی ہوں گے۔ الخ حضور یہ سن کر
بہت خوش ہوئے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا دشکوۃ شریف ص ۳۱، ترمذی
شریف ص ۱۵۹، دارمی شریف ص ۲۵، ابوداؤد شریف،

اس حکم خداوندی اور فرمانِ مصطفوی اور عمل صحابہ کے مطابق ہم نے بھی مسئلہ ہذا

کی وضاحت کے لیے آیات قرآنیہ کو مقدم رکھا ہے اور دلیل ثانی یا ماعدہ ثانی فرمودہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء کو تسلیم یا تکریم کرتے ہوئے اب اس مسئلہ میں اپنے مدعا کو ثابت یا اجابت کرنے کے لیے اس مسئلہ کی موضح سینکڑوں احادیث مقدسہ میں سے صرف دس (۱۰) احادیث مقدسہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات فرامین محمد کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو مشعل راہ بنا کر اپنے لیے صراط مستقیم کے طریقہ کا انتخاب باصواب فرما سکیں اور اپنے عقیدہ کو سنوار سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ایمان و یقین رکھنے، اس کے مطابق عقیدہ بنانے اس پر عمل پیرا ہونے اور اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

ترجمہ :- حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا اس کا نام یزید ہوگا۔

حدیث ۱۰ عن ابی عبیدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یشلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید۔

(مسند فردوس دیلمی ص ۵۲ طبع بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ نے اس حدیث شریف کو تطہیر الجنان ص ۶۴ اور صواعق محرقة ص ۲۲۱ پر نقل کیا ہے۔ نیز تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف مسند روایانی کی بھی بایں الفاظ نقل کی ہے عن ابی الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من ینزل سنتی رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید۔ ان احادیث مبارکہ کو مفسر قرآن مؤرخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ کی جلد ۵ کے ص ۲۳۱ پر اور خاتم المخاط علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف

تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۱۴ پر (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۳۵) اور شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ما ثبت من السنہ کے صفحہ ۳ پر بھی نقل کیا ہے نیز مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ دہلوی خور مولوی بابر اللہ صاحب رحمہ اللہ مصنف انواع بارک اللہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سانچہ کی خبر دے دی تھی (باراں انواع صفحہ ۲۲۸) اب آپ خود منیصلہ فرمائیں کہ جس بد بخت کی بد بختی اور شقاوت کی گواہی زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا ہو چکی ہے تو اس کے متعلق "امیر المؤمنین، سیدنا، جنی اور نبی ہوا" جیسے پاکیزہ الفاظ بولنا کب جائز ہوں گے۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا روح اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو منیصلہ مصطفویٰ پر ایمان قائم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من راس السبعین وامارة الصبیان (روح المعانی ۱/۱۹۳)	ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو اللہ کی ابتداء سے اور لڑکوں کی حکومت سے۔ (مشکوٰۃ ترمذی ۳۴۵ سنن ابی ہریرہ)
مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حاکم ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح اپنی مشہور زمانہ کتاب البدایہ والنہایہ کی جلد ۵ کے صفحہ ۲۳ پر نقل کی ہے۔ سنہ کی ابتداء یعنی سنہ ۶ کے بعد اگلے عشرے کے ابتدائی سال۔ چنانچہ سانچہ کربلا ۱۰ محرم الحرام شریف ۱۱ھ میں وقوع پذیر ہوا اور ۶۳ھ میں واقعہ حرہ کا وقوع ہوا اور بعد ازاں کعبۃ اللہ پر لشکر کشی کی گئی۔ کعبہ پر پتھر برسائے گئے، خلاف کعبہ جل گیا وغیرہ اور یہ تمام واقعات یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں ہوئے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو نقل کر کے امارۃ الصبیان کے الفاظ پر حاشیہ لکھا ہے ای من حکومت	

الصغار الجہال کیمزید بن معاویہ واولاد حکم بن مروان دامثالہم ۔
حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۵ یعنی وہ بد نصیب حکمران لڑکے جن کے دور حکومت
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس بدترین دور
سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے رہے ہیں وہ یزید بے دید کا دور حکومت ہے اور
مروان کی اولاد اور ان جیسے بُرے لوگوں کا دور ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی یزید
کے مظالم کا مفصل ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں و اخرج یعقوب بن سفیان
فی تاریخہ بسند صحیح عن ابن عباس جاء تأویل هذه الآية علی راس

ستین سنة (ارشاد الساری شرح بخاری عن ص ۲۱)

یعنی ظالم لڑکوں کی حکومت والی بات ۳۰ کے آخر میں پوری ہوئی۔ اس سن میں
یزید تخت نشین ہوا تھا۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

ولما بلغ یزید ان اهل المدينة خلعه

وجہز لہم حبشامع مسلم بن عقبہ المری وامرہ ان یدعوہم
ثلاثا فان رجعوا والا فبقا تلہم وانه اذا ظہر یبیح المدینۃ للحبش
ثلاثا ثم یکف عنہم فتوجہ الیہم فوصل فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث
وستین فحاربوہ وکانوا قد اتخذواخذقا وانہزم اهل المدینۃ
وقتل ابن حنظلۃ واباح مسلم بن عقبہ ثلاثا فقتل جماعۃ من بقایا
المہاجرین والانصار وخیار التابعین وھم الف وسبع مائۃ وقتل
من اخلاط الناس عشرة آلاف سوی النساء والصبیان وقتل
بہا جماعۃ من حملۃ القرآن وقتل جماعۃ صبرا منہم معقل بن
سنان ومحمد بن ابی الجہم بن حدیفہ وجالت الخیل فی مسجد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبایع الباقین کرھا علی انہم یمخول لیزید واخرج

يعقوب بن سفيان في تاريخه بسند صحيح عن ابن عباس جاء تأويل هذه الآية على راس ستين سنة ولو دخلت عليهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لآتوها يعني ادخال بني حارثة اهل الشام على اهل المدينة في وقعة الحرة قال يعقوب وكانت وقعة الحرة في ذي القعدة ستة ثلاث وستين وذكر ان المدينة خلت من اهلها وبقيت ثمارها للعوا في من الطير والسباع كما قال عليه الصلوة والسلام -

(ارشاد السادی شرح بخاری ص ۲)

ترجمہ : اور جب یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل مدینہ کے سامنے تین مرتبہ میری بیعت پیش کرنا اور اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا اور مدینہ منورہ کو اپنے لشکر کے لیے تین دن تک مباح قرار دے دینا (کہ وہ وہاں جو چاہے کریں) چنانچہ مسلم بن عقبہ ذوالحجہ ۶۳ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور اہل مدینہ سے جنگ کی، اہل مدینہ نے ایک خندق کھودی تھی لیکن (سامانِ حرب کی کمی، تعداد کی کمی اور مروان کی چال کی وجہ سے) اہل مدینہ کو شکست ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی شہید ہو گئے اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارت گری اور زنا وغیرہ کو تین دن تک جائز قرار دے دیا تھا۔ بقایا مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور خیار تابعین کی ایک جماعت کو شہید کر دیا جو کہ سترہ سو (۱۷۰۰) تھے اور عام لوگوں میں سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) آدمی عورتوں اور بچوں کے علاوہ شہید کیے اور ایک جماعت قرآن کریم کے حافظوں کی کو شہید کیا اور ایک جماعت کو باندھ کر شہید کیا جن میں معقل بن سنان اور

محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ بھی تھے اور یزیدی مسجد نبوی شریف میں اپنے گھوڑوں کو
دڑایا کرتے تھے اور بعض نے بالا کراہ بیعت قبول کر لی اور وہ یزید کے غلام ہونے
اور مورخ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس ظلم اور فتنے
کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ سنہ ۶۳ کے سرے میں پوری ہوئی یعنی واقعہ
حرمہ میں یزیدیوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور مورخ یعقوب نے لکھا ہے کہ واقعہ
حرمہ ۶۳ ذیقعد میں ہوا (یزیدی لشکر اخیر ذیقعد میں وہاں پہنچا ہوگا اور ابتداء ذوالحجہ
میں جنگ ہوئی ہوگی) اور ذکر کیا گیا ہے اس زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی
ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ کے پھل پرندے، چوپائے اور درندے کھاتے تھے جیسا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (بخاری اور مؤطا کی حدیث آیات کے تحت
گزر چکی ہے) اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔
ای من فتنۃ تشائی
ابتداء السبعین من تاریخ الهجرة او وفاته عليه السلام وامارة
الصبيان ای من حکومتہ الصغار الجہال کیزید بن معاویہ واولاد
الحکم بن مروان و امثالہم واغرب الطیبی حیث قال قوله وامارة
الصبيان حال ای والحال ان الصبيان امراء یرو برون امرا متی و
هم اغیالمة من قریش رآهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ
یلعبون علی منبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد جاء فی تفسیر قوله
تعالی وما جعلنا الرؤیا التي ارینا ک الا فتنۃ
الناس۔ (۱) ^{بنی اسرائیل} کذا فی درمنثور فی التفسیر المأثور
ومرقاة شرح مشکوٰۃ ع ۲۲۸، ضائف کبریٰ ۲۲۶ ترجمہ:۔ اس سے مراد وہ فتنہ
ہے جو ابتداء ہجرت سے ساتویں عشرے کے ابتداء میں ظاہر ہوا یا آپ کی وفات

سے لے کر۔ اور امارۃ الصبیان سے مراد چھوٹی عمر کے جاہل لڑکوں کی حکومت ہے
مثلاً یزید بن معاویہ اور اولاد مروان کے، اور اسی طرح کے اور حاکم۔ اور طیبی نے
انکے حال پر تنبیہ کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نوجوان لڑکے حاکم بنیں گے اور میری امت
کا انتظام سنبھالیں گے حالانکہ وہ کم عمر ہوں گے قریش میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے خواب میں انہیں دیکھا تھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر کھیل کود
رہے تھے اور یہ اس آیت وصا جعلنا الرؤیاء التي اریناک الا فتنة
للناس ۱۵ سنن ابی اسحاق ۶۰ کی تفسیر میں آیا ہے بسیا کہ در منشور فی التفسیر الماثور
میں موجود ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۳۷۷ کے متعلق حضرت
ابو ہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں فی روایۃ ابن ابی شیبہ ان
ابا ہریرۃ کان یبشی فی السوق ویقول اللہم لا تدركنی سنة ستین
وامارة الصبیان.... فان یزید بن معاویۃ استخلف فیہا رقتہ
الباری ۳ ص ۵۸ ترجمہ :- مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ بازار میں جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے ۳۰
تک زندہ نہ رکھنا اور اے میرے اللہ میں لڑکوں کی حکومت بھی نہ دیکھوں۔ شارح
مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے
ہیں۔ پناہ جوئید بخدا از شر سال ہفتاد و پناہ جوئید بخدا از امارت خورد آں ظاہر آنست کہ
مراد ہفتاد از اول سال ہجرت است تا شامل کرد و امارت یزید بن معاویہ را کہ بمصر نشست
سال شد چنانکہ روایت کردہ شدہ است از ابی ہریرہ کہ گفت پناہ میجویم بخدا از امارت ستین
پس وفات یافت ابو ہریرہ در سال پنجاہ و نہم و مراد بصبیان اولاد مروان است و ہم ایشانند
و مراد بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود دیدیم غلامان را یعنی کودکان از قریش را کہ
بازی میکنند بر منبر من مثل بوز ہناد در حدیث دیگر فرمودہ ہلاک امت من بردست

کو دکان از قریش خواہد بود (اشعۃ اللمعات ص ۳۱) ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں عشرے کی ابتدا کی شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں عشرہ ہجرت کے پہلے سال کے حساب سے ہے۔ اس طرح یزید کا زمانہ خلافت اس میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یزید سنہ ۶۰ھ میں بادشاہ ہوا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے یا اللہ میں سنہ ۶۰ھ کی بادشاہت سے تیری پناہ مانگتا ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سنہ ۵۹ھ میں انتقال ہو گیا تھا (اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو یزید عنید کے تخت نشین ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا لیا) اور حکمران لونڈوں سے مراد مروان کی اولاد ہے اور اسی طرح کے دوسرے ظالم حکمران۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں نے قریش کے بعض چھوٹی عمر کے لڑکوں کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح ناچتے کودتے دیکھا ہے (اوپر مرقاة میں حضور کی یہ خواب بیان ہو چکی ہے) نیز آپ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بعض کم عمروں کے ہاتھوں ہوگی اسی حدیث شریف کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خاں صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اور روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء نے پناہ پکڑو ساتھ اللہ کے بُرائی نمر ستر برس (ساتویں عشرے کی ابتدا) کے سے اور سرداری لڑکوں کی سے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد ستر برس اول سال ہجرت سے ہے تا شامل ہو امارت یزید بن معاویہ کو کہ سر سٹھویں سال کے ہوا یعنی بعد وفات حضرت کے اور مراد لڑکوں سے اولاد مروان کی ہے (اور ان جیسے دوسرے) (مظاہر حق ص ۳۲۴ طبع لکھنؤ) اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف تمحیص الاصابہ فی تمیز الصحابہ طبع مصری کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۱۰ پر اور علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے صواعق محرقہ طبع مصری کے صفحہ ۲۲۱ پر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب

الی دیار المحبوب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۵ پر بھی نقل کیا ہے نیز مسند امام احمد ۲ ص ۲۸
البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۳، تفسیر ابن کثیر ۲ ص ۱۲۸ فتح القدیر ۲ ص ۳۲۹ اور مجمع الزوائد ۲
ص ۲۳ پر تقریباً یہی دو مسمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مشہور صحابی حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، البتہ آپ زمانہ یزید تک زندہ رہے اور یزیدوں
کے ظلم بھیلے۔

ترجمہ :- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان
فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے آقائے دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ میں نے عرض
کی آقا غلام حاضر ہے ارشاد فرمائیں۔ آپ نے
فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا
جب تو حرہ و اقم کے پتھروں کو خون میں ڈوبا
ہوا دیکھے گا۔

حدیث ۲ :- عن ابی ذر۔ قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر
قلت لبیک وسعدیک قال
کیف انت اذا رأیت احجار
الزیت قد غرقت بالدم۔
رابود اؤد شریف ص ۵۸۵ مشکوٰۃ
شریف ص ۴۵۵

شرح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ثم دعت الفتنة الثانية یعنی الحرّة فلم يبق من اصحاب
الحديبية احد في النهایہ كانت الوقعة المشهورة في الاسلام
ایام یزید بن معاویہ لما انتهب المدينة عسکرہ من اهل
الشام الذین ندبهم لقتال اهل المدينة من الصحابة والتابعین
وامر عليهم مسلم بن عقبہ فی ذوالحجہ سنة ثلاث و ستین فلم يبق
من اصحاب الحديبية اى من اهل بیعت الرضوان۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
ص ۲۸) رازالہ الحفاء ص ۲۵۵ ارشاد ولی اللہ رحمہ اللہ یعنی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ ہے جو
یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں پیش آیا۔ جب ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیرِ کان

مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی تھے۔ حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور کے دستِ رحمت پر بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ایک بھی باقی نہ بچا سب شہید کر دیئے گئے۔ جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہی لیا ہے۔ اسی حدیث کے تحت برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے استاد شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ وقتیکہ باشد در مدینہ کشتنی کہ میپوشد و بالا میرود و دے گیرد خونہا موصنی را کہ نام او احجار الذیت است..... وایں اخبار است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از واقعہ حرہ و آن اشنع و قایع و اقیع قبائح است زبان و گوش متکلم و سامع تحمل گفتن و شنیدن آن ندارد و وقوع آن در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقعہ قتل اہم حسین شکرے انبوء بمدینہ معبرہ فرستادہ بتک حرمت آن بلدہ کمرہ و مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کردہ و از صحابہ تابعین جماعت کثیرہ را بقتل رسانیدہ با شت عتبانے دیگر کہ نتوان گفت و در تاریخ مدینہ جذب نقوب الی و یار محبوب ذکر آن کردہ شدہ است از آنجا باید جست و بعد از خراب شدہ مدینہ ہمیں شکر ر بکہ فرستادہ و ہم دریں سال آن شقی بار سہور رفت و شدت آمدت مدینہ کی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے اس لیے اس کا مک ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مولف: جب مدینہ میں کشت و خون ہوا تو اتنا خون بہا کہ پتھروں سے اوپر ہو گیا۔ اس جگہ کا نام احجار الذیت ہے جانب غرب مدینہ اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر زیون کا تیل مگیا ہے یہ احجار الذیت کی وجہ تسمیہ ہے۔ یہ خبر ذی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ کی اور نہایت بُرا واقعہ ہے کہ زبان در کان کو م کرنے دے اور سننے دے کے تحمل کہنے اور سننے کا نہیں رکھتے

اور وقوع اس کا پنج زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور بہتک حرمت اوس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیاں کیں کہ کہہ نہیں سکتے (حرم نبوی میں زنا بالجبر وغیرہ) اور بعد خراب کرنے مدینہ کے یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شتی واصل جہنم ہوا۔ مظاہر حق ص ۲۵ (نیز یہ واقعہ مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے اوجز المناسک شرح مؤطا امام مالک ص ۲۵ پر، میرابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے احیاء المیت ص ۲۴ پر، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۴ پر بھی الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ازالۃ الخلفاء ص ۵۹ پر جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے حاشیے پر بھی اسکا ذکر موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر کے ص ۶۶ پر بھی اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے الشاہد اللہ آگے آ رہا ہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی و حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عبداللہ بن زبیر اور یزید کی لڑائی ہوئی جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین و انصار سے ستر بدری شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی اس معرکہ میں مرتبہ شہادت کو پہنچے یہ واقعہ ان ظلموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے (تاریخ ابن خلدون اردو ص ۲۵۳) نیز علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحررة من مسلم بن عقبة

دجیشہ فرح بذلک فرحاشدید (البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۲)
یعنی جب یزید پلید کو مسلم بن عتبہ اور اس کے شکریوں کے ہاتھوں اہالیانِ مدینہ منورہ
پر کیے گئے مظالم کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا۔ استغفر اللہ من هذا
لجور ورضا بذالک اس بات پر ذرا فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمائیں
انشاء اللہ قلب و دماغ کی تسلی و تشفی کا باعث بنے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت الخطیئة فی الارض
کان من شہدہا فکرمہا و قال صرہ انکرہا کان کمن غاب عنہا ومن
غاب عنہا فرضیہا کان کمن شہدہا (ابوداؤد شریف ص ۵۱)
ترجمہ:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے تو اگرچہ کوئی
آدمی وہاں موجود ہو لیکن اس برائی کو بُرا سمجھے اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے
تو گویا وہ وہاں تھا ہی نہیں اور جو اس بُرے واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو
لیکن جب وہ اس برائی کا ذکر سُنے اور خوش ہو تو وہ بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے
گویا وہ اس برائی میں شامل تھا۔ اس حدیث شریف کے مسلم اصول کو مد نظر رکھتے
ہوئے یزید عنید کے شکر میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کی صفائی پیش کرنے
والے دوست ذرا غور فرمائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ لشکر خود بخود نہیں چلا گیا تھا بلکہ اسکو
تام ظلم و جبر کا حکم دے کر خود یزید بے دید نے بھیجا تھا۔ اس کی وضاحت انشاء اللہ آگے
آئے گی۔ تو جب وہ خود بھیج رہا ہے اور ظلم و جور کا حکم دے کر روانہ کر رہا ہے تو پھر
فرمانِ وضاحت نشانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

و بخاری شریف، یعنی جو شخص کسی کام کا سبب بنے تو بے شک وہ اپنے ہاتھ سے کوئی
کام بھی نہ کرے لیکن دلالتِ فعل کے سبب وہ بالکل اس کام کے کرنوالے کی طرح ہوگا۔
اور اسی مرکبِ فعل کی طرح ہر طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ اہل عقل و دانش حضرات غور فرمائیں۔

حدیث ۴۴ عن سعد رضی اللہ عنہ
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یکید اهل المدينة احد الانماء
کما ینماء الملح فی الماء۔
(بخاری شریف ۱ ص ۲۵۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ
عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا
جو مدینہ شریف کے رہنے والوں کے ساتھ
برائی کا معاملہ کرے گا وہ گھل کر ختم ہو جائیگا
جس طرح نمک پانی میں گھل کر ختم ہو جاتا ہے

امام منذری نے بھی یہ روایت بزاز سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد
حسن ہیں (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۴۲)۔ اسی حدیث شریف کو امام مسلم نے اور
الفاظ کے ساتھ اور روایت سے یوں بیان فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرۃ۔ قال ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم من
اراد اهل هذه البلدة بسوء یعنی المدينة اذ ابہ اللہ فی النار ذوب
الرصاص کما یدوب الملح فی الماء (مسلم شریف ۱ ص ۴۲۵)

ترجمہ ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص اس شہر مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو
آگ میں سیسے کی طرح گھیلانے کا یا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس حدیث
شریف کو امام ابن ماجہ نے بھی نقل فرمایا ہے (ابن ماجہ ۱ ص ۱۰۰) امام منذری رحمہ
اللہ نے بخاری و مسلم کی روایات نقل کرنے کے بعد اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اخاف اهل المدينة فقد اخاف ما بین جنی رواہ احمد و رجالہ
الصیحح (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

جس نے اہالیانِ مدینہ منورہ کو خوفزدہ کیا پس درحقیقت اس نے میرے دل کو خوفزدہ کیا۔ امام منذری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں !
اخافہ اللہ یعنی اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے۔ (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے عن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاخفه وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يقبل منه صرف ولا عدل اسنادہ جید (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ جو شخص اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اسے ڈرا۔ نیز فرمایا اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اور نہ قبول فرما اس سے فرض اور نہ نقل۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط ہے۔ امام نسائی اور طبرانی نے یہی حدیث شریف حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) اور طبرانی کی ایک روایت میں الفاظ ہیں وغضب علیہ یعنی اے اللہ اس شخص پر اپنا غضب نازل فرما (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) علامہ منذری نے علامہ طبرانی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قال من آذى اهل المدينة آذاه الله وعليه لعنة الله الخ - یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا

اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو اور تمام کائنات کی لعنت ہو
(الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۴۲) اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ شمس الدین
محمد ابن یوسف کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

من اراد المکر بہم لا یمہلہ اللہ ولم یکن لدکما انقضی
شان من حاربہا ایام بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبہ فاند
ہلک فی منصرفہ عنہا ثم ہلک مرسلہ الیہ یزید ابن
معاویۃ علی اثر ذلک وغیرہما من صنع صنیعہما وقیل المراد
وکادہا اغتیا لا وعلی غفلۃ من اہلہا لا یتحملہ امرہ۔

راکوکب الدرای شرح بخاری (۶ ص ۲۵۸) علامہ نووی شارح مسلم اس حدیث کے تحت
لکھتے ہیں۔ ویكون ذلک لمن ارادها فی الدنیا فلا یمہلہ اللہ
ولا یمکن لہ سلطات بل یدہبہ عن قرب کما انقضی شان من
حاربہا ایام بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبہ فاند ہلک فی منصرفہ
عنہا ثم ہلک یزید بن معاویۃ مرسلہ علی اثر ذلک وغیرہما
فمن صنع صنیعہما قیل قد یمکن المراد من کادہا اغتیا لا وطلبا
لغرتہا فی غفلۃ فلا یتحملہ امرہ بخلاف من اتی ذلک جہاداً
کامراء استباحوہا (ح شیخ مسلم نووی ص ۲۴۲)۔

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اہل مدینہ کے ساتھ دنیا میں برائی کا ارادہ کرے
پس اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بالکل مہلت نہیں دیتے اور نہ اس کی حکومت باقی
رہتی ہے بلکہ اس کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ بنی امیہ کے ان لوگوں
کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ کے ساتھ لڑے۔ مثل مسلم بن عتبہ کے۔ پس وہ اس جنگ
سے واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے جلد ہی بعد اس کو اس مہم پر بھیجنے والا یزید

بھی ہلاک ہوگی اور ان کی طرح دوسرے بھی جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر یہ ظلم کیے اور کہا گیا ہے کہ جس نے بھی کبھی ایسا ارادہ کیا ہے وہ کبھی اپنی مراد کو نہیں پہنچتا۔
شارح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

مطابقہ للترجمة ظاهرة بين ان الذي يكيد اهل
المدينة يذبيد الله تعالى في النار ذوب الرصاص ولا يستحق
هذا ذاك العذاب الا عن ارتكابه اثنا عشر ما هذا مأخوذ
من حديث مسلم من طريق عامر بن سعد عن ابيه في اثناء
حديث ولا يريد احد اهل المدينة بسوء الا اذ به الله في النار ذوب
الرصاص او ذوب الملح في الماء..... وروى النسائي من حديث
السائب بن خلاد رفعه. من اخاف اهل المدينة ظالما لهم اخافه الله وكانت
عليه لعنة الله الخ وروى ابن حبان نحوه من حديث جابر وقال النووي.... وقال
الكرمانى.... رعمدة القارى شرح بخارى ص ۲۲ (

اس حدیث کے ظاہر بیان کے مطابق ترجمہ اس طرح بنتا ہے کہ چوتھے شخص اہل مدینہ کے
ساتھ دھوکا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آگ میں گھولائے گا جس طرح سیسہ آگ میں
گھولتا ہے اور اتنا سخت مذاب کسی بہت بڑے گناہ کے مرتکب کو ہی ہو سکتا ہے
اور یہ مسلم کی حدیث سے لیا گیا ہے جو امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
عنہ کے طریق سے نقل کی ہے (حدیث اوپر گزر چکی) اور نسائی نے حضرت سائب
بن خلاد سے مرفوع حدیث نقل کی ہے (نسائی کی حدیث بھی اوپر گزر چکی) اور ابن حبان
نے بھی حضرت جابر سے اس کے مثل حدیث نقل کی ہے "اس کے بعد علامہ عینی
نے نووی شرح مسلم اور کرمانی شرح بخاری کے بیانات کا حوالہ دیا ہے جو کہ اوپر لکھے
جا چکے ہیں لہذا مکرر نہیں لکھے گئے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔ شارح بخاری علامہ ابن

حجر قسطلانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں -

ای لا یفعل بہم کیدا من مکر و حرب و غیر ذلک من وجوبہ
الضرر بغير حق و فی حدیث مسلم فی روایۃ و لا یرید احد اهل
المدينة بسوء الا اذا بد الله فی النار ذوب الرصاص او ذوب
الملح فی الماء و هذا صریح فی الترجمة لانه لا یستحق هذا العذاب
الا من ارتکب اثما عظیما (ارشاد الساری شرح بخاری) ع ۳۲۶
۳۲۶ - حاشیہ نووی شرح مسلم برارشاد الساری ع ۹۲

ترجمہ :- یعنی اہلین مدینہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مکر و فریب یا جنگ و قتال کرنا
جائز نہیں ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا کام جس سے ان کو ناحق نقصان
پہنچے اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے جو آدمی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ
کرے گا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں گھولائے گا جیسے سیرہ آگ میں گھولتا
ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور اس بات سے یہ واضح ہوتا
ہے کہ توہین مدینہ منورہ کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اتنی بڑی سزا بہت بڑے گناہ
کی ہی ہو سکتی ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت
مختلف الاسناد متعدد کتب کی متعدد روایتیں بیان فرماتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

و یحتمل ان یکون المراد لمن ارادها فی الدنیا بسوء و اند
لا یمهل بل یدہب سلطانہ عن قرب کما وقع لمسلم بن عقبہ وغیرہ
فانه عوجد عن قرب و کذا الذی ارسلہ رفتح الباری شرح بخاری
ع ۹۲)۔ اور احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو

اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہیں دیگا
بلکہ جلد ہی اس کی حکومت ختم ہو جائے گی جس طرح مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ

ہوا تھا مسلم بن عقبہ بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا اور اسی طرح اسے مدینہ منورہ پر شکرکشی کے لیے بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں قال تورپشتی رحمہ اللہ ہی من الحرۃ التي كانت بها الوقعة زمن يزيد والا مير علي تلك الجيوش العاتية مسلم بن عقبه المری المستبصر بحر م رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان نزوله بعسكرة في الحرۃ الغربية من المدينة فاستباح حرمتها وقتل رجالها وعات فيها ثلاثة ايام وقيل خمسة فلا جرم انه انما كما ينماع الملم في الماء ولم يلبث ان ادركه الموت وهو بين الحرمين ونحسر هنالك المبطلون (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ترجمہ: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ واقعہ حرہ میں ہوا جو کہ یزید عنید کے زمانہ میں ہوا اور ان لشکروں پر مسلم بن عقبہ امیر تھا اس نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مباح کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مقام حرہ میں اُترا جو کہ جانب غرب مدینہ ہے پس حرم محترم کی بے حرمتی کی اور اس کے مکینوں کو قتل کیا اور مدینہ منورہ میں تین دن تک خونریزی کی اور کہا گیا ہے کہ پانچ دن پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھل گیا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور وہ خدا کی گرفت سے بچ نہ سکا اور تباہی مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ہلاک ہو گیا اور وہ بے دین اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔

شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و یقاب الہی والم دق وسل بگذاخت وفانی شد (اشۃ الہیات ص ۳۹۵)

ترجمہ ۱۔ چنانچہ یزید شقی کے حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد
نھوڑی مدت میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق
کے مرض میں گھلتا ہوا ختم ہو گیا۔ شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ
اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد
واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہو گیا (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۳۴)
شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے
انعام کے تحت لکھا ہے ای ذاب و هلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۶۷)
یعنی گھل جانا اور ہلاک ہو جانا "چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یزید عنید سل اور دق (ڈی بی
کی موذی اور ذلیل مرض میں گرفتار ہوا اور غضب الہی میں جل جل کر اپنے انجام
کو پہنچا و هلك یزید بحوارین من ارض دمشق۔ یعنی یزید دمشق
میں حوارین کے مقام پر مر گیا۔ ایک شاعر نے اس کی قبر کو دیکھ کر ایک شعر کہا۔
یا ایہا القبر بحوارینا - ضمت شر الناس اجمعینا
(مردج الذهب ص ۶۲)

یعنی اے وہ قبر جو حوارین میں ہے تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپائے
ہوئے ہے۔

دھانپا کفن نے میرا عیوب برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا
۱۲۹ھ میں عباسیوں کے داعی ابو مسلم خراسانی نے جب اقتدار پر قبضہ کیا
اور اموی خاندان کا خاتمہ کیا تو اہل بیت کے انتقام میں اس نے تمام اموی خلفاء
مع یزید (باعتناء حضرت عمر بن عبد العزیز) کی قبریں تلاش کر کے انہیں قبروں سے
نکالا اور ۸۰-۸۰ کوڑے مروائے اور سولی پر لٹکایا۔ بعد ازیں ان کو جلادیا۔
سیرۃ النعمان از شبلی ص ۵۸۔ (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۶۵)

حدیث ۵۰۰۰ عن عائشة قالت
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ستة لعنتهم و
لعنهم الله و كل نبی يستجاب
الذائد في كتاب
الله - والمكذب -
بقدرة الله - والمتسلط
بالجبروت ليعز من
اذله الله ويزل من
اعزه الله - والمستحل
لحرم الله والمستحل
من عترتي ما حرم
الله - والتارك لسنتي
رواه البيهقي -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱)

ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ایسے بد بخت ہیں
کہ ان پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ
تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور تمام
مستجاب الدعوات نبیوں کی بھی ان پر لعنت
ہوگا اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بھٹلانے والا،
۲ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بھٹلانے والا ۳ اور ظلم
کے ساتھ حکومت کرنی والا تاکہ ان لوگوں کو عزت
دے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان
لوگوں کو ذلیل کرے جنکو اللہ تعالیٰ نے عزت
بخشی ہے ۴ اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے
کو حلال جاننے والا ۵ اور میری اہل بیت کرام کے
متعلق جو معاملہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے
حلال جاننے والا ۶ اور میری سنت کو ترک کر نیوالا

اس حدیث کی شرح میں شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں
(الذائد في كتاب الله) ای القرآن و سائر کتبہ بات یدخل فیہ ما لیس
فیہ او یؤولہ بما یأباه اللفظ و یخالف الحكم... و تأویلہ
بما یخالف الكتاب والسنة... فی شمله اللعن لفسقه بل
کفرہ (والمکذب بقدر الله)

(والمستسلط بالجبروت) ای الانسان المستولی المتقوی

الغالب او الحاكم بالتكبر والعظمة الناشئ عن الشوكه والولاية
والجبروت..... قيل وانما يطلق ذلك في صفة الانسان على
من يجبر نقيصته بادعاء منزلة من تعالى ولا يستحقها او
بتولية المناصب من لا يستحقها ومنعها من يستحقها
(يعز من اذله الله ويزل من اعزه الله) اي من اذله الله
لفسقه او لكفره يرفع مرتبته على المسلمين او يحكمه فيهم
..... ويزل من اعزه الله بان يخفض مراتب العلماء والصلحاء
او نحوهم (والمستحل محرر الله) يريد حرم مكة بان يفعل
فيه مالا يحل فيه (والمستحل من عترتي ما حرم الله) اي من
ايذاتهم وترك تعظيمهم والعتره الاقارب القرية وهم اولاد فاطمة وزراريهم
وتخصيص ذكر الحرم والعتره وكل مستحل محرم ملعون لشرفها.... قال الطيبي
ويحتمل ان تكون بياينة بان يكون المستحل من عتره رسول الله صلى الله عليه وسلم
ففيه تعظيم الحرم الصادر عنهم (والتارك لسنتي) اي المعرض عنها بالكيفية او بعضها
استخفافا وقلّة مبالاة كافرو ملعون (مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸)

ترجمہ ۱۔ (۱) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، یعنی قرآن اور باقی الہامی
کتابیں۔ اس طریقہ سے کہ اس میں ایسی چیز داخل کرے جو اس میں سے نہیں
ہے یا اس کی ایسی تاویل کرے جس کا اللہ کی کتاب کے الفاظ انکار کرتے ہوں۔
اور اس کے حکم کے خلاف ہو اور اس کی ایسی تاویل کرنی جو کتاب و سنت کے خلاف
ہو پس ایسے شخص کو اس کے فسق کی وجہ سے بلکہ کفر کی وجہ سے لعنت شامل
ہوگی (۲) اور ظلم کے ساتھ حاکم بننے والا، یعنی وہ انسان جو جبر و استبداد سے
اقتدار پر قابض ہو جائے۔ یا وہ حاکم جو تکبر اور حکومت و اقتدار کے زور سے

زبردستی لوگوں پر حکومت کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایسے آدمی پر بھی ہوتا ہے جو بلند درجوں کے دعووں کے ساتھ اپنے عیب چھپاتا ہو حالانکہ وہ اس بات کا مستحق نہ ہو۔ یا نااہل لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کرتا ہو اور اہل لوگوں کو ان عہدوں سے محروم رکھتا ہو (تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے) یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسکے فسق اور کفر کی وجہ سے ذلیل کیا ہو یہ اس کے مرتبے کو مسلمانوں پر بلند کرتا ہو اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بناتا ہو (اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے) اس طریقہ سے کہ وہ علماء اور صلحاء کو ان کے مرتبے سے گراتا ہو (۱) اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا (۲) اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا (۳) اس سے مراد حرم کعبہ ہے۔ یعنی حرم کعبہ میں وہ کام کرے جو از روئے شریعت وہاں کرنے حلال نہیں ہیں (۴) اور میری اہل بیت کے متعلق وہ بات حلال جاننے والا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے (۵) یعنی ان کو ایذا دینی اور ان کی تعظیم ترک کرنی اور عترت سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر آگے ان کی اولاد۔ اگرچہ ہر حرام کو حلال سمجھنے والا ملعون ہے لیکن حرم اور عترت کے ذکر کی تخصیص ان کی شرافت کی وجہ سے کی گئی ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ بیانیہ ہو اس طریقے سے کہ مستحل عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو اور اس میں ان سے صادر ہونے والے جرم کی بڑائی بیان کی گئی ہو (تیسری صدی کے محدث علامہ سید مومن شبلی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و آذانی

فی عترتی (نور الابصار ص ۱۲۳ طبع مصری)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اہل بیت کرام پر ظلم کرے
اور مجھے اہل بیت کے بارہ میں ایذا دے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا
(تنویر الازہار ص ۵۲۶)۔ (۶) اور میری سنت کو چھوڑنے والا (یعنی سنت کو ہٹکا
سمجھتے ہوئے اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کھلی طور پر یا جزوی طور پر اس سے
اعراض کرنے والا کافر و ملعون ہے۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان
صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”لعنت کی ان کو اللہ نے گویا کسی نے پوچھا کہ آپ
کیوں لعنت کرتے ہیں تو فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ ”کل نبی یستجاب“ کا
جملہ معترضہ ہے یعنی کلام علیحدہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب
اللہ کے۔ یہ کہ لفظ بڑھاوے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنی اس کے مخالف
ہوں اللہ کے حکم کے۔ اور مراد متسلط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہش
نفسانی اور غلبہ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے
ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عالموں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور حلال کرے بیچ حرام
اللہ کے۔ یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مانتہ شکار کرنے کے اور کاٹنے
درخت کے اور داخل ہونے کے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال
جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی ایذا دینی اولاد پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے۔ اس پر بھی لعنت ہے
یا مراد اس سے تنبیہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کی اولاد ہو کر خدا کے گناہ
نہ کریں۔ اور چھوڑ دیا سنت میری کو جو ازراہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ
گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت
میں دونوں گئے جاتے ہیں لیکن اول زہراً اور شدتاً اور دوسرا حقیقتاً اور اگر احیاناً

سنت ترک ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا مگر یہ بھی بُرا ہے کذا ذکر القاری والشیخ
اور سُنا میں نے مولانا اسحق سے کہ یہ وعید بیچ ترک کرنے سننِ حدی یعنی سنت
مؤکدہ کے ہے (مظاہر حق ص ۵۵)

قارئین کرام اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اس پر شارحین حدیث کی
شرح بھی نہایت غور سے پڑھیں اور پھر یزید کے کردار کو بنظر عمیق مشاہدہ کریں
جو کہ کافی حد تک اس کتاب میں بھی درج ہے پھر فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اسباب لعنت میں سے وہ کون سی بات ہے جو
یزید بے نصیب میں موجود نہیں تھی اور جب ان چھ اسباب میں سے ایک سبب
والا بھی زبانِ مصطفوی کے مطابق لائق لعنت ہے تو پھر یزید بد بخت جس میں
یہ چھ کے چھ اسباب لعنت بدرجہ اتم موجود ہیں کیوں لائق لعن نہ ہو گا بلکہ چھ اسباب
کے لحاظ سے ایک مرتبہ نہیں پورا چھ دفعہ مستحقِ شب و شتم و لائق لعن و طعن ہو گا
مثلاً استحقاقِ لعنت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتوں میں
سے پہلی بات ہے ”اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنا“ یعنی کتاب اللہ میں کوئی نئی
چیز داخل کرنے والا اور اس کے احکام کی ایسی تاویل کرنے والا جو مطالبِ قرآن
اور مفہومِ قرآن اور کتاب و سنت کے خلاف ہو“ اس بات کے تحت یزید کے
کافی افتراؤں میں سے بطور نمونہ اور بوجہ اختصار اس کا ایک شعر پیش کرتا ہوں آپ
پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اس لعنت کی زد میں آتا ہے یا نہیں؟ یزید کا
ایک شعر ہے۔ ما قال ربک دید للذی شربوا۔ بل قال ربک دید للمصلین
(تاریخ کامل ابن اثیر ص ۶۳) تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا
کہ شراب پینے والے کی بربادی ہو یا ہلاکت ہو۔ ہاں البتہ تیرے رب نے یہ کہا
ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو استغفر اللہ! اعظمیم یزید پلید

اذا لم تستحي فاصنع ما شئت کا مصداق بن کر کس دیدہ دلیری سے قرآن کی آیت اور اسلام کے ایک اہم رکن کا مذاق اڑا رہا ہے نعوذ باللہ من ذالک یزید کا یہ شعر پڑھ کر ضرور آپ کی زبان پر بھی استغفار ولاحول جاری ہوا ہو گا اور ضرور بالضرور آپ کے ہاتھ بھی خود بخود کانوں تک پہنچے ہوں گے تو کیا یہ تاویل مکمل طور پر نفس قرآن اور روح اسلام کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ نمازیوں کے متعلق کسی وعید کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تو جابجا ارشاد فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہی ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نہیں بلکہ نماز سے غفلت کرنے والوں پر غصہ کا اظہار فرمایا ہے جو کہ الفاظ قرآنی الذین هم عن صلواتهم ساهون سے مکمل واکمل طور پر ظاہر ہو رہا ہے تو کیا یزید بے نصیب نے اس آیت کی من بھاتی تاویل کر کے قرآن کریم پر زیادتی نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور جب اس نے قرآن کریم میں زیادتی کی ہے تو بمطابق فیصلہ مصطفوی وہ ضرور ملعون ہے۔ ان اسباب لعنت میں سے دوسرا سبب بیان کیا گیا ہے ”ظلم و جبر سے حاکم بنا۔“ اس بات کے تحت بھی ذرا کردار یزید پر نظر ثانی فرمائیں تو آپ کو ظلم و جبر و استبداد کے دھبوں سے یزید کا دامن داغدار ہی نہیں بلکہ مکمل سیاہ نظر آئے گا یزید کی بیعت پر جو انتشار و خلفشار اٹھا وہ بھی سب جانتے ہیں اور اس کی بیعت سے انکار پر جو کچھ اس نے کیا وہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر عرف واقعہ کر بلا اور واقعہ حرہ ہی کو دیکھ لیں اس کی کچھ تفصیل اس کتاب میں بھی کئی جگہ آپ مختلف عنوانات کے تحت پڑھ چکے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اپنے اس ظلم و فساد کے سبب حضور کے بیان فرمودہ اس سبب لعنت کی زد میں آتا ہے

یا نہیں؟ آتا ہے اور ضرور بالفور آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ یزید ان واقعات کا ذمہ دار ہے یا نہیں تو اس کا مکمل و مدلل اور انشاء اللہ مسکت جواب آگے اسی عنوان کے تحت آ رہا ہے تو اس طرح صحابہ و تابعین، مہاجرین و انصار، خیار و تابعین اور بگناہ عوام پر مظالم ڈھا کر یزید بمطابق فیصلہ مصطفوی ضرور بالفور ملعون ہے اور اس بات کی جو مختصر مگر جامع وضاحت حضور نے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ اس موضوع پر تو کچھ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہے مثلاً مسلم بن عقبہ جیسے ذلیل اور فاسق و فاجر شخص کو پورے شکر کا سپہ سالار بنادیا حالانکہ اس ذلیل کا ایک قول ہے۔

انی لہ اعمد عملاق بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان

محمد رسول اللہ احب الی من قتل اهل المدینۃ را بدایہ والنہایہ ص ۲۲۵

یعنی میرے نزدیک کلمہ پڑھنے کے بعد جو میرا سب سے پیارا اور پسندیدہ

کام ہے وہ جنگ حرہ میں مدینہ والوں کا قتل ہے۔ استغفر اللہ۔ اور یزیدی فوج

کے ایک افسر عبداللہ بن نمیر کا وقوعہ کر بلا کے متعلق نظریہ دیکھیں اور لاجول پڑھیں

یہ ذلیل کہا کرتا تھا۔ وانی لا رجوا ان یکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ

ہو لاء افضل من جہاد المشرکین و ابیہر ثوابا عند اللہ را البدایہ

والنہایہ ص ۱۸۱) یعنی میرے خیال (امید) کے مطابق میرا امام حسین

(رضی اللہ عنہ) سے لڑنا کافروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے سے زیادہ بہتر اور

زیادہ کار ثواب ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک صرف یہ ہی نہیں بلکہ اس طرح

کے سینکڑوں خرافات کتابوں میں موجود ہیں جو کہ ان لوگوں کے خبیث باطنی کی

واضح دلیل ہیں اور ان کے ذلیل و بے دین ہونے کا بین ثبوت۔ جن کو یزید

عنید عہدوں سے نوازتا رہا۔ اسی طرح ابن زیاد، شمر، خولی ابن سعد اور مروان

لعنہم اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگوں پر کیسے کیسے نوازشات و انعامات کرتا رہا۔ مروان کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”مروان علیہ اللعنة کو برا کہنا چاہیے اور اس کی عداوت اہل بیت کے خیال سے اس شیطان سے دل نہایت بیزار رکھنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی ص ۲۵ ص ۳۸) تو اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے ایسے ذلیل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر یزید عنید نے ان کی عزت افزائی نہیں کی اور کیا اس طرح وہ اس فرمودہ مصطفوی کے مطابق مستحق لعنت قرار نہیں پاتا؟ ضرور پاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے ظالم حاکم کے ظلم کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اس کا دوسرا حصہ ہے ”اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے“ یزید بے دید کی حکمرانی کی زندگی کو دیکھا جائے تو ایک دو یا دس بیس واقعات نہیں بلکہ اس کی حکمرانی کی زندگی کا ہر دن ہر رات بلکہ اُس کی اس محدود زندگی کا ہر لمحہ صاحب عزت و شرف و صاحب حسب و نسب حضرات کی بے ادبیوں اور گستاخیوں میں گزرا ہے۔ ان میں خاندان نبوت کے افراد اور گلشن رسالت کے ان کھلے اور نیم کھلے غنچے، چمنستان اسلام کے اشجار طیبہ، یعنی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام اور عام مسلمان سب ہی یزید کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور یہ ہستیاں جو دیدہ اسلام میں عزت و توقیر کا درجہ رکھتی ہیں یزید نے تاحد مقدور ان نفوس قدسیہ کو ذلیل کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ چاند پر تھوکنے سے چاند گندا نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تھوک اُلٹ کر واپس اس کے اپنے منہ پر ہی پڑتی ہے اور چاند پر تھوکنے والے کا اپنا ہی منہ فلیظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا جن کو اس نے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت میں ایسے چار چاند لگائے کہ جبین عالم آج تک ان کے سامنے سرنگوں ہے اور رہتی

دنیا تک ان کا نام منہ کو مشک و گلاب سے دھو دھو کر لیا جائے گا اور ان کے ذکرِ خیر کو باعثِ ثواب بلکہ عین عبادت سمجھ کر تا قیام قیامت جاری و ساری رکھا جائے گا لیکن اس کے برعکس یزید و ابن زیاد، شمر و غولی، ابن سعد و مروان، مسلم بن عقیلہ اور حصین بن نمیر وغیرہ کا نام مسلمانوں میں ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہی ثمرہ ہوتا ہے۔ اس وضاحت مصطفوی کے مطابق بھی یزید عنید مستحقِ صد لعن ہے۔ ۲ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جو مستحقِ لعنت ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے تیسرا سبب ہے۔ ”اللہ کی تقدیر کو ٹھٹھانا“ اس عنوان کو پیش نظر رکھ کر یزید کے کردار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یزید بے نصیب اس تیرہ بجتی کا مجروح باقروح نظر آتا ہے۔

اس عنوان کے تحت یزید بے دید کا صرف ایک شعر ہی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اُمید ہے یہ شعر پڑھنے کے بعد کسی اور وضاحت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شعر یہ ہے۔ لعبت ہاشم بالملک فلا + خبر حباء ولا وحی نزل (تذکرۃ الخواص ص ۲۶) ترجمہ: بنی ہاشم نے حکومت کے لیے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ ان کی طرف نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی“ استغفر اللہ، معاذ اللہ، یعنی معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے نبوت کا ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نقل کفر، کفر نباشد) آپ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہیں“ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہے بلکہ تقدیر الہی کے مطابق عطا ئے خداوندی سے ان نفوسِ قدسیہ کے مقدر میں یہ شرف ازل سے لکھا جا چکا ہے، تو جو شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ صرف ایک نبی کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حکم الہی اور تقدیر الہی کا بھی انکار کر رہا ہے۔ اسی طرح یزید بے دید نے حضور کی نبوت، حکم خداوندی اور

تقدیر الہی کا منکر ہو کر اپنے لیے لعنت کا یہ طوق بھی خرید لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استحقاق لعنت کا چوتھا سبب بیان فرمایا ہے وہ ہے ”اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے اُسے حلال جاننا“ اب ذرا اس عنوان کو ذہن نشین رکھ کر یزید کے کردار کا مطالعہ کریں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ اتنی بڑی برائی جو کہ انسان کو لعنت کا مستحق بنادیتی ہے یزید کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بلکہ اس کے شب و روز ہی اس برائی میں گزرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے لیکن یزید پلید شراب کو حلال جاننا تھا، اس کے کافی ایمان سوز اشعار میں سے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ اذما نظرنا فی امور قد یمتد وجدنا حلالا لشر بہا متوالبا ترجمہ ۱۔ ”جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو شراب کا متواتر

پینا حلال پاتے ہیں“ (تذکرۃ الخواص ص ۲۹) اس بات کی تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جن میں سے اکثر حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں موجود ہیں (تفسیر مظہری ص ۲۷، تفسیر مظہری ص ۲۷، تکمیل الایمان ص ۱، تاریخ یعقوبی ص ۲، صواعق محرقة ص ۲۲، تذکرۃ الخواص ص ۲۹، ماثبت من السنۃ ص ۴، تاریخ الخلفاء ص ۱۴، جذب القلوب الی یارالمحبوب ص ۳۹، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۶، تاریخ طبری ص ۲، تاریخ کامل ص ۲۱۶، سرالشہادتین ص ۳، اخبار الطوال ص ۲۶، امام حسین اور یزید ص ۲، ازقاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مستدرک ص ۵۲، حیاۃ الحیوان ص ۱، شرح فقہ اکبر ص ۱، شرح عقائد نسفی ص ۱۱، تفسیر روح المعانی ص ۲۶، فتاویٰ عبدالحی ص ۹، وغیرہم۔ اسی طرح وہ محرمات دائمہ کو بھی حلال جاننا تھا۔ تفصیل کے لیے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ تحقیق دوست حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ تکمیل الایمان ص ۱، مدارج النبوة

۱۲۶ ص ۱، مستدرک ۲ ص ۵۳۲، الاصابہ فی تميز الصحابة ۳ ص ۴۶۹، تاریخ اسلام علامہ ذہبی ۲ ص ۲۵۶، فتاویٰ عبدالحی ۴ ص ۷۹، تذکرۃ خواص الامہ ۲۸۹ ص ۲، تاریخ الخلفاء ۱ ص ۲۵۱، صواعق محرقة ۲ ص ۲۲۱، بیابح المودة ۳ ص ۳۲۶، طبقات کبریٰ ۲ ص ۲۸۳، ابن عساکر ۴ ص ۲۴۵، اوجز المناسک، شرح مؤطا امام مالک ص ۴۳۵ از مولوی زکریا صاحب دیوبندی، حذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۹، ما ثبت من السنۃ ص ۴۴، تاریخ طبری ۶ ص ۲۲۹، حیاۃ الحيوان ۲ ص ۱۷۵، اخبار الطوال ۲ ص ۲۶۶ وغیرہ۔

انسان کے دل و دماغ کو حلال و حرام کی تمیز سے مادر پدر آزاد کرانے میں سب سے زیادہ کردار شراب با عتاب ادا کرتی ہے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ المتولدة عن شرب الخمر من ترك الصلوة ومن تنزل النفس التي حرم الله ومن وقوع المحارم۔
رسائی شریف ۱ ص ۳۲۹ یعنی شراب پینے سے انسان میں ترک الصلوٰۃ قتل و غارتگری اور محارم کو حلال سمجھ لینا جیسی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے مذہب مہذب اسلام بانعام نے اس ام الخبائث کو حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں فان هذا شراب من لا يؤمن بالله واليوم الآخر رسائی شریف ۱ ص ۳۲۹ یعنی شراب وہی شخص پیے گا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔ جہاں تک قیامت پر یقین رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یزید بے دید کا ایک شعر پیش خدمت ہے۔ شعر پڑھیں اور یزید کے ایمان کا درجہ متعین فرمائیں۔ فان الذي حدثت عن يوم بعثنا۔
احادیث طسم تجعل القلب ساھیا یعنی مکرر دوبارہ اُٹھنے کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ دل کو دنیا سے مایوس کر دینے والی غلط کہانیاں ہیں (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی صاحب ایمان لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی علامات

میں سے ایک علامت ”وہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں“ بھی بیان فرمائی ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کافروں، منافقوں اور فاسقوں فاجروں کے تذکرہ میں یہ بات بھی بیان فرماتے ہیں کہ ”وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے“ اور یزید کے اس شعر سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اب قارئین کرام عقل و خرد اور عدل و انصاف کے مطابق خود فیصلہ فرمائیے کہ یزید بے دید کتنا پکا اور سچا مسلمان تھا۔ (صلانے عام سے یارانِ نکتہ داں کیلئے) اور اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وضاحت ”حرم مکہ میں وہ کام کرنا جو از روئے شریعت وہاں کرنا ناجائز ہو“ کو لیا جائے تو پھر بھی یزید اس حکم میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے پورا لشکر بھیج کر مکہ مکرمہ پر حملہ کرایا، اس کے حکم سے کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے گئے، کعبہ کا چھت اور پردہ جل گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے آنے والے مینڈھے کے سینگ کعبہ کے اندر آویزاں تھے وہ بھی جل گئے، کعبہ شریف میں پناہ لینے والوں کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ تمام کام یزید کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق کیے گئے تھے لہذا اس طور پر دیکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصاحت نشان نے استحقاقِ لعنت کا پانچواں سبب بیان فرمایا ہے ”اہل بیت ابنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات حلال جانا جو اللہ نے حرام کی ہے“ اس وجہ سے بھی یزید لعنت کی دلدل میں کانوں تک دھنسا نظر آتا ہے کیونکہ اگر اہل بیت میں سے ازواجِ مطہرات کا تذکرہ کیا جائے تو زوجۃ الرسول اور بحکم قرآنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یزید بے دید کا نکاح کا ارادہ کرنا اسکے مستحقِ لعنت ہونے پر کافی بھاری دلیل ہے اور اگر مطالعے کا رخ من اولادِ فاطمہ

کے مطابق آل اطہار کی طرف کیا جائے تو پھر بھی یزید کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کے لیے تنگ کرنا اور انکار بیعت پر آپ کے قتل کا حکم دینا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم دے کر ابن زیاد کو کوفہ بھیجنا، تمام سانحہ کربلا، مخدرات عصمت کا بے پردہ اپنے دربار میں پیش کرنا، و قوۃ کربلا پر یوم فتح منانا، اس لڑنے والے قافلے کو دیکھ کر طنز و اشعار کہنا، سر امام عالی مقام کو پھڑی مارنا، بطور نشان فتح تا زندگی سر امام اپنے خزانہ میں رکھنا وغیرہ۔ ایسے واضح افعال نتیجہ ہیں جن سے یزید کی اہل بیت کرام سے بغض و عداوت اظہر من الشمس واضح ہو رہی ہے۔ ان تمام افعال شنیعہ کا یزید کے ہاتھ اور زبان سے واقع ہونا ایسی متواتر چیز ہے کہ جس کا نہ تو انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان ملاہی کے مرتکب کو طوق لعنت سے آزاد کرایا جاسکتا ہے لہذا اس لحاظ سے بھی یزید بے نصیب لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۶۔ چھٹی چیز جو حضور نے اسباب لعنت میں سے بیان کی ہے وہ ”سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک کرنا“ ہے۔ تو جناب یہاں تو فرض عین صاب بھی یزید بے دید کی چہرہ دستیوں سے نالاں ہیں۔ سنت کی یہاں کیا اہمیت ہے اور پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ہی معاذ اللہ فراڈ قرار دے رہا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع یا اس کی عزت و پاسداری کی توقع کرنا ہی سراسر بے جا ہے بلکہ یوں کہہ لو کہ یزید کے ورق حیات میں سنت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، جو شخص نماز جیسے اہم فریضہ کا مذاق اڑا سکتا ہے اس کی نظر میں سنت کی کیا کچھ وقعت ہو گی۔ آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں۔ لہذا یزید اس ضمن میں بھی ضرور بالفور مستحق لعنت قرار پائے گا۔ قارئین کرام اختصار رسالہ کے پیش نظر ان عنوانات کے تحت

یزید کے کردار کا کچھ نمونہ دکھایا ہے اُمید ہے کہ آپ کے لیے یہ چند الفاظ مفید کرنے میں کافی ممد و معاون ہوں گے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے جو کچھ بیاں ہوا وہ آغازِ باب تھا

حدیث ۶۔ عن ام فضل بنت الحارث، انها دخت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رأیت حلما منکرا اللیلۃ قال وما هو قالت رأیت کان قطعہ من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت خیرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمة الحسین فكان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجری ثم کانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان

ترجمہ :- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری بھولی میں آگرا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو آپ کا خواب بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا چچی جان آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری شہزادی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ ایک شہزادہ عنایت فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی بھولی میں کھیدا کرے گا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں جناب حسین متولد ہوئے

الدعوة قالت فقلت يا بنی الله
بابی انت واهی مالک قال اتانی جبرئیل
علیه السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل
ابنی هذا (رواه البیهقی)

(دلائل النبوة ص ۵۶ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶)

(ما ثبت من السنہ ص ۳۲، مستدرک ص ۳۷)

طبقات ابن سعد ص ۱۲۲، نور الابصار ص ۳۹

خصائص کبریٰ ص ۳۲۲، الاستیعاب ص ۲۸

اسد الغابین بر حاشیہ، نور الابصار ص ۲۰۹

مسند امام احمد ص ۶، سر الشہادین ص ۸۵

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۸

جہا العلوم لام غزالی ص ۴۹، تہذیب التہذیب ص ۲۵۵

الاصابہ ص ۲۵۵، البراہین والنبایہ ص ۱۹۹، فوائد محرقہ ص ۱۹

علامہ نبہانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔

قالت ام سلمة واتاہ بتربة

فشمها ثم قال ريح كذب وبلا وقال يا ام سلمة ان هذا من تربة الارض التي

يقتل فيها... اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمى ان ابني قد قتل فجعلتها في

قارورة.... وكنت اقول ان يوما يتحول فيه دما ليوم عظيم فاستشهد

الحسين كما قال عليه السلام بكر بلاء من ارض العراق - واخرج

الطبراني عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم

قال اخبرني جبريل ان ابني الحسين يقتل بعدى بارض الطيف وحياء في

بهذه التربة واخبرني ان فيها مضجعة -

(حجة الله على العالمين ص ۴۷ طبع مصری)

اور حضور کے فرمان کے مطابق شہزادہ حسین
میری جھولی میں کھیل کرنا تھا۔ ایک دن
میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئی دیکھا کہ
نواسہ رسول اعظم آپ کی آغوش مقدس
میں ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول
اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں
کیا بات ہے کہ آپ رو رہے ہیں۔ آپ نے
فرمایا کہ ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس
حاضر ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میرے
اس پیارے نواسے کو میرے ہی امتی
ہونے کا دعویٰ کر نپوائے شہید کر دیں گے۔

قالت ام سلمة واتاہ بتربة

فشمها ثم قال ريح كذب وبلا وقال يا ام سلمة ان هذا من تربة الارض التي

يقتل فيها... اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمى ان ابني قد قتل فجعلتها في

قارورة.... وكنت اقول ان يوما يتحول فيه دما ليوم عظيم فاستشهد

الحسين كما قال عليه السلام بكر بلاء من ارض العراق - واخرج

الطبراني عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم

قال اخبرني جبريل ان ابني الحسين يقتل بعدى بارض الطيف وحياء في

بهذه التربة واخبرني ان فيها مضجعة -

(حجة الله على العالمين ص ۴۷ طبع مصری)

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ پیارا نواسہ حسین آپ کے کائنات سے پردہ فرمانے کے بعد طہ کی زمین میں شہید کر دیا جائے گا اور آپ نے وہاں کی سرخ مٹی بھی لاکر دی اور فرمایا اس زمین میں جناب امام کی آخری آرام گاہ ہوگی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس سے کربلا کی خوشبو آرہی ہے اور آپ نے وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دی اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسین شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کر لی آخر وہ سخت دن بھی آگیا جب وہ مٹی خون بن گئی اور اس دن جناب امام حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر!
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکان اہل بیت

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت ہے۔ حدیثی سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمة وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسہ وحبیبہ الذرائب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آنفا۔

(ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف ۵ ص ۵۶) معجم کبیر طبرانی ۲ ص ۳۴۳، طبع بغداد، دلائل النبوة بیہقی طبع بیروت ۲ ص ۴۸، ما ثبت من السنہ ۳ ص ۳، تاریخ الخلفاء ۱ ص ۱۴۵۔ ترجمہ :- حضرت سلمی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

میں ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر دھول پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے آپ اتنے پریشان ہیں اور آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا میرا پیارا نواسہ حسین شہید ہو گیا ہے اور میں مقتل حسین میں گیا ہوا تھا۔ یعنی آپ میدان کربلا میں موجود تھے (اور راضی برضا ہو کر دعا فرما رہے ہوں گے اللہم اعط الحسین صبراً و اجراً۔ اور وہیں سے غبار اُڑا کر آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر پڑا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان پر ہر طرح کے ظلم و ستم دیکھ دیکھ کر بزیلیوں کیلئے کیا فرما رہے ہوں گے۔

نوح لوں بال تیرے کھینچ لوں جلد تیری دل یہ چاہتا ہے زندہ ہی جلا دوں تجھ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے بدلہ میں ان ظالموں کو قیامت میں کیا کیا قہر و غضب بھینا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک اسی طرح کی ایک حدیث مسند امام احمد اور دلائل النبوة بیہقی میں بھی موجود ہے۔ عن ابن عباس انہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری الناس ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورة فیہا دم فقلت بالی انت و امی ما هذا قال هذا دم الحسین و اصحابہ ولم ازل النقطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاجد قتل ذالک الوقت۔ (دلائل النبوة بیہقی ص ۴۸، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پریشان حال ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شیشی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جسے میں اب تک اکٹھا کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا حتیٰ کہ جب شہادت امام عالی مقام کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو میں نے دیکھا آپ کی شہادت کا بالکل وہی وقت تھا جب مجھے حضور کی زیارت ہوئی تھی۔

بنا کردند خوش رسمے بنجاک و خون غلطین خدا رحمت کنذایں عاشقان پاک طینت را
نثار بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں
رواہ البغوی وابن السکن وغیرہما من ہذا الوجه وعتقہ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی ہذا یعنی
الحسین یقتل بارض یقال لہا کربلاء فمن شہد ذالک منکم فلینصرہ
والاصابة فی تمیز الصحابة ۱ ص ۶۷ (ترجمہ :- علامہ بغوی اور
ابن سکن وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن حارث فرماتے ہیں میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا پیارا بیٹا
حسین ایک ایسی زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہا جائے گا۔ پس تم میں
سے جو کوئی وہاں موجود ہو تو چاہیے کہ وہ پیارے حسین کی مدد کرے۔

رزم کامیڈاں بنا ہے علوہ گاہ حسن و عشق کربلا میں ہو رہا ہے استعان اہل بیت

علامہ شبلی نعمانی مصری نقل کرتے ہیں۔ فمورنا بارض کربلا فقال علی ھہنا
مناخ رکاء بہم وموضع رحالہم وصہراق وماثمہم فئۃ من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون فی ہذہ العرصۃ تبکی علیہم السہاء
والارض ونور الا بصارضا طبع مصری) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
میدان کربلا سے گزرے اور فرمایا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذوی الاثر
گروہ یہاں شہید ہو گا۔ یہ میدان اُن کے پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں ان کا (بے دریغ
ناحق) خون بہایا جائے گا اور ان کی شہادت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ نیز
عاشق رسول مولانا جامی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ
کا علم تھا اور آپ نے اس میدان سے گزرتے ہوئے مقتل حسین کی نشاندہی فرمائی
اور اس میدان کو ”میدان کرب و بلا“ کہہ کر پکارا (شواہد النبوة ص ۲۸۶)۔ البدایہ و
النہایہ ص ۵۰۵، مستدرک ص ۲۰۵، سرالشہادتین ص ۸۵، سوانح کربلا ص ۷۰ تہذیب
النہایہ ص ۲۴۲) رنگ جب لائے گی محشر میں تو اڑ جائے گا رنگ (نور البصار ص ۱۴)

یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین و مغموم کہ آپ کے آنسو تک جاری ہو
گئے۔ دیکھ کر شاید یہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے آپ کی پکیں بھی بھیک گئی ہوں اور
اگر ایسا ہے تو الحمد للہ، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ حب اہل بیت میں آپ کی آنکھوں
کی یہ معمولی سی تراوٹ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بہت ساری آگ کو ٹھنڈا کرنے
کے لیے کافی و وافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت کی محبت و عقیدت اور
اطاعت نصیب فرمائے اور اسی نعمت عظمیٰ پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل

کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

قارئین کرام آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سمجھ بھی لی ہو گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جب شہادت امام عالی مقام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کو ایسے ہی سخت صدمہ پہنچا جیسے ایک شفیق و رحیم باپ کو اپنی اولاد کا دکھ اور تکلیف دیکھ کر یا سُن کر پہنچتا ہے اور حضور کی رحمت تو اتنی لامحدود ہے کہ خود پروردگار عالم نے دَ مَ ا ر س ل نَا کَ ا ل ا ر ح مۃ ل ل ع ا ل م ی ن کے الفاظ باثواب فرما کر آپ کی رحمت لا منتہا کو تمام عالمین پر ممتاز فرمادیا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں جس عظیم ہستی کو خالق کائنات حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف الرحیم کے الفاظ باثواب کے ساتھ خراج تحسین پیش فرما رہا ہو، گالیاں دینے والوں کو دعائیں دینا جن کا ویرہ ہو، دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو قبائیں بخشنا جن کا طریقہ ہو، جن کا دل ہرنی کو پا باز نجیر اور اُونٹ کو بھوکا اور کمزور دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہو وہ رؤف و رحیم نانا جان اپنے اس پیارے نواسے کی مصیبت دیکھ کر کیوں غمناک نہ ہونگے جن کی محبت میں آپ نے اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو ان پر تصدق فرمادیا تھا (نزہۃ المعبوس ص ۱۱۱) اس حدیث سے یہ بات صاف نظر آرہی ہے کہ حضور کو اس المناک واقعہ کو سُن کر اتنا رنج ہوا، اتنا دکھ پہنچا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنی اذیت پہنچی کہ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ اب ذرا آپ یہ سوچیں کہ وہ کون نصیب ہے جس نے اللہ کے رسول کو رُلا یا ہے؟ جس واقعہ فاجدہ کو یاد کر کے آپ کو اذیت پہنچی اور آپ رونے، اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ کربناک و قوم کس ظالم کے حکم پر ہوا؟ اور مخبر صادق علیہ السلام نے کس فاسق و فاجر کے نام کی قبل از وقت نشاندہی فرمائی تھی؟ ضرور اور بالضرور آپ کے منہ سے ایک ہی نام نکلے گا؟ یزید عنید۔ ثبابت ہوا کہ اس ظلم کے ذریعہ سے یزید بے دید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے

کے لیے خداوند ذوالجلال کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان الذین یؤذون اللہ و
رسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلہم عذابا مہینا ۲۲ احزاب ۵۷
(اس آیت کا کچھ بیان آیات کے باب میں گزر چکا ہے) ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ
ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت
میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ”یقیناً
تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے کہ یزید بد بخت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایذا دی اور آپ کو رلایا لہذا اس پر اللہ کی لعنت ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت
فرما رہا ہے اس پر لعنت کرنے میں ہمیں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

حدیث ۱۷۰۰۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ	ترجمہ ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عنه... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے
ہلکۃ امتی علی بد غلمۃ من قریش۔	نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی۔“

(بخاری شریف ۱۰۴۵، مشکوٰۃ شریف ص ۵۴)

اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔
وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان ابا ہریرۃ کان یمشی فی
السوق ویقول اللہم لا تذکرنی سنۃ ستین وامارۃ الصبیان
وفی ہذا اشارۃ الی ان اول الاعیلمۃ کان فی سنۃ ستین وهو کذلک
فان یزید بن معاویۃ استخلف فیہا۔۔۔۔۔ ان اولہم یزید کما دل
علیہ قول ابی ہریرۃ رأس الستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان
غالباً ینتزع الشیوخ من امارۃ البلد ان الکبار ویولیہا الا صاغر
من اقاربہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ص ۱۳۷)

ترجمہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف

لے جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سزا دے اور لڑکوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ اس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے کہ پہلا حاکم لڑکا سزا میں تخت نشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یزید اس سن میں حاکم بنا۔ ان مہلک حاکم لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں سناٹا ہجری اور لڑکوں کی حکومت کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور یزید بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

و اولھم یزید علیہ صلیتھ و کان غالباً یبذر الشیوخ من

امارة البلدان و یولیہا الا صاعر من اقاربہ (عمدة القاری شرح تجرید ص ۱۸۷) ترجمہ :- اُمّتِ محمدیہ کو ہلاک کرنے والے حاکم لڑکوں میں سے پہلا حاکم یزید ہے۔ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور وہ بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی
ایک نکتہ ! اس عبارت میں یزید کے متعلق علیہ صلیتھ کے الفاظ علامہ عینی کے یزید کے متعلق خیالات کو کافی واضح کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ ہمارے ملجا و ماویٰ جناب محمد مصطفیٰ کے نام نامی اکرم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور بولا جاتا ہے دیگر انبیائے کرام کے اسما و مقدسہ کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ لکھے اور بولے جاتے ہیں اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے لیے رضی اللہ عنہ اور دیگر مومنین کا ملین اویا نظام کے لیے رحمہ اللہ کے الفاظ معمول و مقبول ہیں لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے یزید کے متعلق ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی تحریر نہیں فرمایا اس سے صاف

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز خاموشی ویسے بھی نیم رضا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیے رحمتِ خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ ما یستحق کہہ کر اس کے لیے خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذ سلم علیکم الیہود فقولوا علیکم (بخاری شریف ج ۹) یعنی جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو ”وعلیکم“ یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو ”تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو“ یعنی لعنت و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یزید کا نام لیا تو فرما دیا ”علیہ ما یستحق“ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے (یعنی.....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من رواية سيبك عن ابی طالم عن ابی هريرة رضي الله عنه ان فسادا متی علی یدی غلمة سفهاء من قریش و بزیادة سنهاء تقع المطالبة بین الحديث والترجمة وعند ابن ابی شیبہ من وجه آخر عن ابی هريرة رفعه اعوذ بالله من امارۃ الصیبان قال فان اطعموهم هلكتم ای فی دینکم وان عصیتموهم اهلكوكم ای فی دنیاکم۔ باذہاق

النفس او باذ هاب المال او بهم و عند ابن ابی شیبہ ان ابا
هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة
ستين والامارة الصبيان وقد

استجاب الله دعاء ابی هريرة فمات قبلها بسنة قال في الفتح وفي هذا اشارة
الى ان اول الاعیلة كان في سنة ستين وهو كذا لك فان يزید بن معاوية
استخلف فيها ارشاد الساری شرح بخاری عن ص

یعنی مسند امام احمد اور نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا فساد قریش کے کچھ بے وقوف کم عمروں
کے ہاتھوں ہوگا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع
روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگتا ہوں نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تمہارا دین تباہ
کر دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو تمہاری دنیا برباد کر دیں گے یعنی مہتیں
ہلاک کر دیں گے یا تمہارا مال پھین لیں گے یا پھر دونوں چیزیں ہی یعنی تمہاری جان
اور مال تباہ کر دیں گے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے ۶۰ اور نو عمروں کی حکومت
تک زندہ نہ رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول
فرمائی اور وہ ۶۰ اور نو عمروں کی حکومت سے ایک سال قبل ہی انتقال فرما گئے
اور اس دعا میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نو عمروں کی حکومت کی ابتداء ۶۰ میں
ہوئی چنانچہ یزید بن معاویہ اس سن میں حکمران بنا۔ (ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے جن نو عمر بے وقوف فسادی حکمرانوں سے اور ان کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگی تھی ان میں پہلا نو عمر بے وقوف اور فسادی حاکم یزید بے دید ہے۔)

نیز سوانح کربلا ص ۶۳۔

گندم از گندم بر دید جوز جو از مکافات عمل غافل مشو

اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

لعله ارید بهم الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید

و عبد الملک بن مروان وغیرہما (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ غاشّۃ) غالباً آپ کی مراد

ان حاکم لڑکوں سے خلفاء راشدین کے بعد کے خلفاء ہیں مثل یزید اور عبد الملک بن

مروان وغیرہما کے " شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مراد بآں علمہ کشندگان عثمان و علی و حسن

وحسین اند رضی اللہ عنہم..... و مراد یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان

انداز احداثت و نوسالان بنی امیہ خزلہم اللہ و بتحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل

بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بند کردن ایشان و کشتن خیابان مہاجرین و انصار آنچہ

شد (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۵) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ

قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً "اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے)

اور مراد ان لڑکوں سے حضرت عثمان و حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ

عنہم اجمعین کے قاتلین ہیں اور اس سے مراد یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اور

مانند ان کے ہیں اللہ انہیں ذلیل کرے اور ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم صادر ہوا (اور انہیں قید کیا اور مہاجرین و انصار کے بزرگوں کو قتل کیا) مظاہر

حق ص ۳۳) شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے لفظ

"غلمۃ اور اغیلۃ" کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وقد یطلق الصبی

والغلیمر بالتصغیر علی الضعیف العقل والتدبیر والذین ولو کان

محلماً و هو المراد هنا فان الخلفاء من بنی امیہ - (فتح الباری

شرح بخاری ص ۱۳ طبع مصری ، اور اس لفظ کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوتا ہے جو کم عقل غیر مدبر اور کمزور ایمان والا ہو اگرچہ وہ ظاہری طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو اور ان بے عقل کمزور ایمان والے غیر مدبر ظالم نو عمر حاکموں سے مراد بتو امیہ کے حکمران ہیں (یزید بے دید اور مروان وغیرہ) شیخ عبدالرحمان مالکی رحمہ اللہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلاک کریگی لوگوں کو یہ قریش کی قوم ابو ہریرہ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں (فساد کے خطرہ سے نام نہیں لیا) اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں کی خبر ہے چنانچہ امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد سینکڑوں اصحاب مدینہ میں یزید کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے (مشارك الانوار ص ۲۸۴)

علامہ شیخ محمد صدیق نجیب آبادی دیوبندی ابوداؤد کی شرح میں حدیث شریف عن حذیفة - قال قلت يا رسول الله هل بعد هذا الخیر شر قال فتنة عمياء صماء علیہا دعاة علی ابواب النار -

(ابوداؤد شریف ص ۵۳۸) کے تحت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کی تقاریر سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یبعد ان یحمل هذا علی ما وقع فی ایام یزید بن معاویة من قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وجماعة -

(انوار المحمود شرح ابوداؤد ص ۴۶۴) یعنی یہ بات بعید از احتمال نہیں ہے کہ اس اندھے اور بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہو جو یزید بے دید کے دور حکومت میں واقع ہوا یعنی امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا قتل

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وما اخبر به
الرسول صلى الله عليه وسلم من فساد الدين على ايدى
اغليمة من سفهاء قریش وقد كان ابوهريرة رضى الله عنه
يقول لو شئت ان اسميهم باسمائهم لفعلت او المراد
الاحاديث التي فيها تعيين اسماء امراء الجور والحوالهم
وذمهم وقد كان رضى الله عنه يبنى عن بعض ذالك ولا يصرح
خوفا على نفسه منهم بقوله اعوذ بالله سبحانه من رأس
الستين وامارة الصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنه الله
تعالى على رعم انف اوليائه لانها كانت سنة ستين من الهجرة
واستجاب الله تعالى دعا ابى هريرة رضى الله عنه فمات قبلها
بسنة (روح المعاني ٦ ص ١٩٢ طبع بيروت)

ترجمہ : اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بے وقوف کم عمر
حاکموں کے ہاتھوں سے دین کے فساد کی خبر دی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنه نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں یا وہ احادیث مبارکہ مراد
ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام انکے حالات اور انکی برائی بیان کی گئی ہے ۔
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کے خوف سے صاف صاف کسی کا
نام نہیں لیتے تھے البتہ اشارے کنائے سے بعض کا ذکر کرتے تھے اور آپ فرمایا
کرتے تھے میں اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں سنہ ۶ کے سرے سے اور نو عمروں کی حکومت
سے اور آپ کا اشارہ بیزید مردود کی خلافت کی طرف تھا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر
اور خدا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل کرے بیزید سنہ ۶ میں حکمران بنا اور حضرت ابوہریرہ کی
دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور وہ بیزیدی حکومت سے ایک سال قبل ۹ سنہ میں وفات
پا گئے تھے ۔

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بُکّا کے سامنے
کیا جوابِ حرمِ دو گے تم خدا کے سامنے

ترجمہ :- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا اُس سے میں خود لڑوں گا اور جو ان سے صلح و آشتی کا معاملہ رکھے گا میں اس کی سلامتی کا طالب ہوں گا۔

حدیث ۸ عن زید بن ارقم - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهم انا حارب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم -

ترمذی شریف ص ۲۲۴
مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲

یعنی جو شخص ان نفوسِ قدسیہ سے لڑے گا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم خزنی فی الدنیا ولہم فی الآخرة عذاب عظیم ہ ۷ سائدہ آیت ۲۳
یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا کی ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خولی بن یزید گرفتار کر کے مختار کے پاس

لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پیر کٹوائے پھر سولی چڑھایا پھر آگ میں جھونک دیا اسی طرح چھ ہزار (۶۰۰۰) کو فیوں کو جو کہ قتلِ امام میں شریک تھے مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا از مولانا نعیم الدین مراد آبادی ص ۱۱) دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے ان الذین یجادون اللہ و رسولہ کبنتوا پ ۲۸ سجدہ ۵۷ یعنی جو لوگ مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا۔ " ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔

ان الذین یجادون اللہ و رسولہ اولئک فی الاذلیلین پ ۲۸ سجدہ ۲۰ یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ " نیز فرمانِ الہی ہے اللہ یعلموا انہ من یجاد اللہ و رسولہ فان لم تارجھتمو خالداً فیہا ذلک الخزی العظیم پ ۱ سجدہ ۶۳ یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی پس واسطے اس کے آگ ہے دوزخ کی، ہمیشہ رہے گا وہ اس میں۔ یہ بہت بڑی ذلت ہے ان کے لیے۔ " قارئین کرام آپ نے فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیا اور فرامینِ خداوندی بھی ملاحظہ فرمائیے اب آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ جو شخص اذیتِ مصطفوی کا سبب بنا ہو جس کے مظالم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برستے رہے جس کے ظلم و فساد پر سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا روضۃ رسول پر بیٹھ کر روئیں جس کے جبر و استبداد کو جنابِ حیدر کرار نے دوزخ کی آگ فرمایا جس نے دھوکے کے ساتھ جنابِ امام حسن کو زہر دلو کر شہید کروایا جس نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان اور رفقاء کو شہید کرنے کے لیے احکامات جاری کیے اور بعد از سانحہ شہداد کے سروں کو دیکھ کر خوش ہوا اور جشنِ فتح منایا اور ملحدانہ شعر کہے۔ مدینہ طیبہ کو غارت کیا۔

بیت اللہ پر پتھر برسائے جس سے آگ لگ کر کعبہ شریف کا پردہ اور چھت جل گیا۔
وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام کیا مزید پلید نے یہ تمام افعال اور دیگر افعالِ قبیحہ کا ارتکاب
کر کے اللہ اور رسول سے مخالفت اور جنگ نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور اللہ اور
رسول سے مخالفت کر کے وہ ذلت و نبوی و اخروی اور عذابِ نار کا مستحق قرار پایا
ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ان الرسول لنور يستضاء به

مہند من سیوف اللہ مسلول

ترجمہ: حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری
اور حضرت عبداللہ بن عدی بن خیاری رضی اللہ
عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی نے
بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوا اور میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان
ہو گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اے وحشی میرے سامنے نہ بیٹھا کرو
کیونکہ جو میرے پیاروں کو قتل کرے میں
اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا۔
علامہ ہیشمی نے بھی مجمع الذوائد کی کتاب
المغازی میں غزوہ احد کے تحت باب مقتل حمزہ
رضی اللہ عنہ میں اسی طرح بیان کیا ہے اور
کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔

حدیث ۴۱۰ عن جعفر ضمری و
عبد اللہ بن عدی۔ فایتنا وحشی
بن حرب فحدثنا قال: اتیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشهدت
شہادۃ الحق فقال یا وحشی غیب
وجهک عنی فانی لا احب من
قتل الاحیة۔

(معجم اوسط طبرانی ص ۲۷۲)

(اوسط ص ۲۷۶)

فقد ذکر الہیشمی غوۃ فی مجمع
الذوائد کتاب المغازی والسير۔
غزوہ احد باب مقتل حمزہ وقال رواہ
الطبرانی واسنادہ حسن (حاشیہ معجم)

صواعق محرقة ص ۱۹۴، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۷۴، البدایہ والنہایہ ص ۱۷۴، حیات الصحابہ از

مولوی یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی ص ۵۹۷

قارئین کرام ! ذرا غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھنے سے بھی نفرت فرما رہے ہیں تو یزید عنید جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کا تمام گلستان اُجاڑ دیا۔ حتیٰ کہ پورے خاندان میں سے صرف ایک بچہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچے جن سے آگے نسل سادات چلی۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی تیغ ظلم سے شہید ہو جاتے تو آج ہستی کائنات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کا ایک فرد بھی موجود نہ ہوتا۔ خود یزید عنید نے بھی سانحہ کربلا کے بعد ایک شعر میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ظالم کہتا ہے۔

قد قتلنا القرن من ساداتہ + وعد لنا میل بدر فاعتدل
۱ اخبار السطوال ص ۲۶۸، تذکرۃ النحوص ص ۲۶، صواعق محرقة ص ۲۲، ینابیع المودة ص ۳۲۵
البدایہ والنہایہ ص ۲۲۴، نزل الابرار ص ۱۰۰ یعنی ہم نے آل محمد کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور بدر کا بدلہ لے لیا ہے، اب حساب برابر ہو گیا ہے.....“ یزید وہ ظالم شخص ہے جس کے دور حکومت سے حضور اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے نیز یزید وہ بد بخت شخص ہے جس کی پیدائش سے بھی تقریباً ۲۰ برس پہلے اس کا نام لے کر اس کا فاسق و فاجر ہونا بیان فرما دیا تھا، چنانچہ تمام محدثین مہلک امت نوحوان بے وقوف حاکموں میں سے پہلا ظالم اور بے وقوف نو عمر حاکم یزید بے نصیب کو قرار دیتے ہیں اس ظالم کی چہرہ دستیاں اس کتاب میں جا بجا بکھری پڑی ہیں اور زمانہ انہیں جانتا ہے تو جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو فرمایا تھا۔ وہ بیان

مصطفوی مد نظر رکھ کر ذرا مفصلہ فرمائیں کہ جب خاندان نبوت کے ایک فرد کو قتل کرنے والے سے حضور اتنی نفرت فرما رہے ہیں کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں فرما رہے تو تمام اہل بیت اطہار کو تیغ ظلم سے فربح کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت ہوگی۔ اور کیا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم روز محشر اس ظالم کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے اور کیا اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت لامتناہی سے اس ظالم کو کچھ حصہ مل سکے گا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمت کا مدد کے بغیر انسان کو چارہ نہیں جن کے وسیلہ جلیہ کے بغیر رحمت خداوندی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ وسیلہ رحمت خداوندی قیامت کے دن جب انبیاء بھی اذہبوا لی غیری فرما رہے ہوں گے اس یزید پلید کا چہرہ دیکھنا گوارا فرمائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب آپ خاندان نبوت کے ایک قاتل کے صحیح مسلمان ہو جانے کے بعد بھی اس کا چہرہ دیکھنے کے روادار نہیں ہیں تو تمام خاندان کے قاتل کا چہرہ دیکھنا آپ کیسے گوارا کر لیں گے اور جو بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا وہ انی بد بخت دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوا اور عذاب الہی میں گرفتار ہوا۔

ابتداءً عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر عنایت فرمائے اور غضب مصطفیٰ اور قہر الہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ اللہم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقریبنا الیک و احفظنا من غضب رسولک۔ آمین ثم آمین

حدیث ۱۰۰۰ - عن ابی ذر انہ قال وهو آخذ بباب الکعبۃ	ترجمہ :- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے باب کعبہ کو پکڑ کر فرمایا میں نے
---	---

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان مثل اهل بیتی
فیکم مثل سفینة نوح من
رکبها نجا ومن تخلف عنها
هلك رواه احمد -

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنا آپ نے فرمایا بے شک تم میں میری
اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی
کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوگی نجات
پاگی اور اس کشتی سے جس نے تخلف کیا
وہ ہلاک ہوگی۔ اس حدیث شریف کو حضرت
امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت اطہار کو حضرت نوح علیہ السلام
کی کشتی کی مانند امت محمدیہ کے لیے باعثِ نجات قرار دیا۔ جیسا کہ جو بھی حضرت
نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے رد کیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا چاہے وہ آپ کا سکا بیٹا
ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص نے اہل بیت کرام کی موذت و اطاعت
کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ضرور بالفور تباہ و برباد ہو گیا چاہے وہ کون
بھی ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے فاجیناہ واصحاب السفینۃ ۲ عنکبوت
یعنی ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور آپ کے تمام کشتی والے ساتھیوں کو۔
قارئین کرام کردارِ یزید کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید بے دید سفینۃ اہل
بیت میں سوار ہوا ہے؟ ضرور آپ کے ہوش و خرد سے آواز بلند ہوگی ”نہیں
ہرگز نہیں“ بلکہ اس ظالم نے تو سفینۃ اہل بیت کو تاحہٴ مقدور پاش پاش کرنے
میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ خاندانِ نبوت کے ساتھ اس بے دید نے کیا کچھ نہیں کیا
حتیٰ کہ عارف حقانی امام ربانی حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ
فرماتے ہیں ”در بد بختی“ او کرا سخن است کارے کہ آن بد بخت کردہ بیچ کافرو
فرنگ نکند (مکتوبات شریف ۲ ص ۳۳) یعنی یزید بد نصیب کی بد بختی میں کیا شک

ہے جو کام اس بد بخت نے کئے کوئی کافر و فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔ محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی امام ربانی کے ہم نوا ہیں آپ فرماتے ہیں ”ہماری رائے کے مطابق یزید مبعوض ترین انسان ہے اس بد بخت نے جو کارہائے بد سرا انجام دیئے ہیں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت اہل بیت (تکمیل الایمان ص ۸۷) غیر مقدمہ حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان رقمطراز ہیں ”خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے (تیسیر الساری ص ۹۶) مشہور دیوبندی محدث، مفسر اور فقیہ مولانا سید امیر علی لکھتے ہیں ”یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی (تفسیر مواہب الرحمن سورہ حشر) متقدمین و متاخرین تو جو کچھ فرما چکے ہیں وہ کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ آگے پڑھ لیں گے۔ ان کے فرامین سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یزید بے دید کے اپنے اشعار ہی اس کی ہر برائی کی گواہی دینے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ اہل بیت اطہار میں سے اس وقت سفینہ اہل بیت کے سربراہ حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق ذرا یزید عنید کا نظریہ دیکھیں اور منبہ فرمائیں کہ یزید بے دید کے متعلق جو جو الفاظ اس کے عقیدت مند حضرات کی طرف سے بولے جاتے ہیں کیا وہ ان بزرگیوں اور عظمتوں کا مستحق ہے؟ شعر ملاحظہ ہو!

ماثل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعزاء والحساد
یعنی ابن زیاد میرا وہ دوست ہے جس نے (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کیا
اور یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے (تذکرۃ النواص ص ۲۹)

یعنی معاذ اللہ یزید عنید۔ سبط خیر الانام، علامت اسلام، روح ایمان حضرت امام
عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی کہہ رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ حصین ہیں
جن کے متعلق مخیر صادق علیہ السلام صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی جوانوں کے
سردار ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ”خارجی“ کا
لفظ آپ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بے نصیب میں سے کس نام کے
ساتھ لگانا پسند فرمائیں گے۔ یقیناً آپ اس غلیظ لفظ کی نسبت امام پاک کی
طرف کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکیں گے بلکہ ہر صاحب ایمان کا یہی ایمان ہے
کہ جن نفوس قدسیہ کی طہارت و نزہت زبان و ما ینطق عن الہوی سے
ادا ہو چکی ہے ان کے متعلق کسی ناپاکی و نجاست کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔
ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ اکابرین اسلاف نے جو الفاظ یزید عنید کے حق میں
استعمال فرمائے ہیں۔ ان میں ایک اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور یوں
کہا جائے۔ یزید خارجی، مروان خارجی، شمر خارجی، ابن زیاد خارجی، خولی خارجی
مسلم بن عتبہ خارجی، حصین بن نمیر خارجی وغیرہ وغیرہ۔ بقولے شخصے!

کارے پا کاں راقیاس از خود مگیں
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

باب ۳ حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ کیا یزید جنتی ہے؟

چونکہ اس سے قبل یزید عنید کی مذمت سے متعلق اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دس (۱۰) احادیث مبارکہ پیش کی گئی ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ ہی جو حدیث یزید دوست حضرات یزید کی نجات و مغفرت کے بارہ میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی تحقیقی جائزہ مفصل و مدلل پیش کر دیا جائے تاکہ صاحب عقل و دانش حضرات اس مسئلہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں اور حق نکھر کر سامنے آجائے اور ویسے بھی یزید دوست حضرات کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر ان حضرات نے ایک عالم سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہماری اس تحقیقی وضاحت کے بعد کوئی صاحبِ منہم و ذکا، شخص اس مسئلہ میں متذبذب نہیں رہے گا نیز انشاء اللہ تعالیٰ اس مکمل و اکمل تحقیق کو نقص و ہٹ و صرمی کی عینک اتار کر پڑھ لینے کے بعد کوئی سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش بھی نہیں کرے گا۔ البتہ جس شخص نے ”میں نہ مانوں“ کی گردان پورے صیغوں کے ساتھ یاد کر رکھی ہے اس کے لیے دفتر ناپیدا کنار بھی بے کار ہے۔ بقولے اقبال :-

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر !

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ایمان لاتے ہوئے
عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو ضد و عناد اور بفسق و تعصب
کی لعنت سے بچائے۔ آمین

تو جناب جو ایک حدیث یزید دوست حضرات اس کے جنتی ہونے کے ثبوت میں پیش
کرتے ہیں وہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۲ پر اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا اسحاق بن یزید دمشقی حدثنا يحيى بن حمزة قال
حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان ان عمير ابن
الاسود العنسي حدثه انه اتى عبادة ابن الصامت وهو نازل
في ساحل حمص وهو في بناء له ومعه ام حرام قال عمير
فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول
اول جيش من امتي يغزون البحر قد اوجبوا قلت ام حرام
قلت يا رسول الله انا فيهم قال انت فيهم ثم قال النبي صلى الله
عليه وسلم اول جيش من امتي يغزون مدينة تبصر مغفور لهم
فقلت انا فيهم يا رسول الله قال لا۔

ترجمہ :- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا انکے
یہ جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں سے ہے۔ پھر
آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دار الخلافہ پر حملہ کرے گا
اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے پھر عرض کی
یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا نہیں "یہ ہے وہ رایت

[Click For More Books](#)

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جب ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر حضرت علی کی شکایت کی تھی اور اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا "فقال مثل مقالته" یعنی اس نے بھی حضرت علی کے بارہ میں بارگاہ نبوی میں وہی شکایت کی جو پہلا کر چکا تھا۔ پھر تیسرا آدمی کھڑا ہوا۔ "فقال مثل مقالته" اس نے بھی وہی کچھ کہا جو اس سے پہلا کر چکا تھا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ وہ چاروں شخص باری باری اُٹھ کر ایک ہی واقعہ بیان کر رہے تھے یا ہر کوئی کسی دوسرے آدمی کے متعلق کوئی اور واقعہ بیان کر رہا تھا۔

ظاہر بات ہے کہ چاروں باری باری اُٹھے اور ایک ہی طرح کا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے علاوہ کوئی اور صورت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تو جناب! جب اس حدیث میں راوی کے "فقال مثل مقالته" کے الفاظ ایک ہی طرح کے واقعہ پر دلالت کر رہے ہیں تو حضرت ام حرام کی روایت میں یہی الفاظ دونوں مرتبہ کے ایک ہی طرح کے واقعے ہونے پر کیوں دلالت نہ کریں گے۔

لہذا یہ بات اس دلیل قافیہ سے ثابت ہو گئی کہ حضرت ام حرام کی روایت میں حضور کے بیان فرمودہ دونوں لشکر بحری ہی تھے کیونکہ وہاں بھی دوسری مرتبہ کے متعلق یہی "فقال مثل مقالته" کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جناب! جس بخاری کی روایت سے آپ اپنے غلط ہتھیرے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں اگر اسی بخاری سے میں اپنا صحیح مدعا ثابت کر دوں تو پھر تو شاید آپ کو یہ وضاحت ماننے سے کوئی انکار نہ ہوگا۔ ویسے فرمانِ خداوندی خطبہ علی قلوبہم فہم لا یفقیہون کے تحت اس بات کی اُمید بہت کم ہے الا ماشاء اللہ تو آئیے جناب آپ کی پیش کردہ شاذ اور مضطرب روایت کی نوک پلک متواتر مرفوع اور صحیح حدیث سے سنواریں۔ پڑھیں اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایمان بھی لائیں۔ فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ یفصح

قالت: فقلت ما يضحك يا رسول الله؟ فقال ناس من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون شجر هذا البحر ملوكا على الاسرة او قال مثل الملوك على الاسرة قلت ادع الله ان يجعلني منهم فدعا ثم وضع راسه فنام ثم استيقظ يضحك فقلت ما يضحك يا رسول الله قال ناس من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون شجر هذا البحر ملوكا على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة فقلت ادع الله ان يجعلني منهم قال انت من الاولين (بخاری شریف ۲ ص ۹۲۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما رہے ہیں پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری اُمّت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا اب میرے سامنے میری اُمّت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان (کشتیوں پر) اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو۔

یقیناً اس حدیث شریف کی اتنی کھلی وضاحت کے بعد ہر وہ قلب و دماغ

جس کا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچتہ ایمان ہے ضرور بالضرور مکمل و اکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہو گا۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ میں اگر کوئی ابہام پیدا ہو جائے تو اس میں سب سے زیادہ معتبر اور قابل قبول وہ حل ہوتا ہے جو بزبان مخبر صادق علیہ السلام ادا ہو۔ پہلی تمام روایات اور بخاری کی اس روایت میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا بیان و کلام ایک ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں راوی نے حضور کا ایک مرتبہ کا فرمان نقل کر دیا اور دوسری مرتبہ صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا۔ لیکن اس روایت میں راوی نے بجائے اختصار سے کام لینے کے دوسری مرتبہ بھی آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ پورے کے پورے نقل کر دیے ہیں اور بالکل صاف صاف بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دو مختلف بحرئیں شکر کے ذکر کیا ہے ایک میں حضرت ام حرام کی شمولیت ہو سکے گی اور دوسرے میں نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین و بمنہ ہمارا مدعا بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بالکل صاف ثابت ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی کسی لمبی چوڑی تقریر کے زور سے کوئی کمزور استدلال نہیں کیا۔ اب تو یقیناً کسی کو کوئی انکار نہ ہو گا۔

البتہ: آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا!

آئیے اب ذرا دیکھیں کہ اس حدیث پر شارحین محدثین نے اس کی کیا شرح فرمائی ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ ہم اکیسے نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہمارا ہم خیال ہے۔

یہ روایت شاذ ہے: شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے

ہیں: ثم وضع رأسه فنام - ثم قام ثانية فقات مثل قولها

فاجابها مثلها - وكل ذلك شاذ والمحفوظ من طريق انس ما اتفقت عليه روايات الجمهور - قلت وظاهر قوله فقال مثلها ان الفرقة الثانية يركبون البحر ايضا وقال القرطبي الاول في اول من غزا البحر من الصحابة والثانية في اول من غزا البحر من التابعين -

(فتح الباری شرح بخاری ع ۱۱ ص ۶۳ طبع بیروت)

یعنی اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روایتیں مذکور ہیں ان میں سے جو روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل محفوظ ہے اور جمہور (محدثین) کی روایات بھی اس سے اتفاق کرتی ہیں (الحمد للہ ہم نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں نقل کی ہیں سب کی سب حضرت انس بن مالک سے روایت ہیں) علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں فقال لہا مثلہا کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ دوسرا لشکر بھی پہلے لشکر کی طرح بحری ہی تھا۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا بحری لشکر صحابہ کرام کے زمانہ میں گیا تھا اور دوسرا بحری لشکر تابعین کے زمانہ میں گیا تھا۔ نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے۔

شاذ کی تعریف - ان الشاذ ما رواه المقبول مخالف لمن هو اولیٰ مند

(نخبۃ الفکر ص ۵) الشاذ هو الحديث الذي يتفرده به ثقة من الثقات وليس له اصل متابع لذلك الثقة فلم يعتبر المخالفة - نزہۃ النظر ص ۵
یعنی شاذ روایت وہ ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے
اولیٰ راوی کے خلاف نقل کرے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

شاذ وہ حدیث ہوتی ہے جس میں ثقہ راویوں میں سے کوئی راوی ایسا منقرو ہو کہ اسکی متابعت کی کوئی اصل نہ ملے پس اس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

یاد رہے جو روایت بخاری ص ۴۴ والی یزید دوست حضرات پیش کرتے ہیں وہ حضرت انس سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی کی تحقیق کے مطابق وہ روایت شاذ ہوئی اور ظاہر بات ہے کہ متواتر اور محفوظ روایت کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے

یہ روایت منکر ہے۔ نیز فرماتے ہیں ولکن قیدہ بالثقة۔ یعنی یہ بات ضروری ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں کیونکہ ان الشاذ والمنکر کلا هما ضعیف لکن الشاذ روا یہ قد یؤخذ مقبولا والمنکر راویہ الضعیف یعنی شاذ اور منکر ہوتی تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔ و یفترقان فی ان راوی الشاذ مقبول و راوی المنکر ضعیف۔ اور شاذ اور منکر روایت میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

چند غور طلب امور ۱۔

۱۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت انس کو اسی طرح روایت پہنچی تھی تو غور طلب بات یہ ہے کہ اولاً تو حضرت انس بلا واسطہ خود اپنی سگی خالہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور پھر آپ ۲۔ حضرت ام حرام کے سامنے تمام زندگی اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن حضرت ام حرام نے نہ انہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی بری اور بکری دو طرح کے شکروں کے متعلق تصحیح فرمائی۔ یاد رہے کہ حضرت ام حرام کا انتقال حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں ۳۰ھ میں ہوا تھا۔

۲۔ اگر بالفرض والمحال حضرت ام حرام نے حضرت انس کو وہ مختلف الواقعہ،

شاذ اور مضطرب روایت نہیں، بتائی تو جب آپ مدینہ شریف میں بیٹھ کر تمام زندگی دونوں دفعہ کے لشکر بحری بیان فرماتے رہے تو آپ کے خالو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس اختلاف واقعہ سے کیوں باخبر نہ کر دیا

۴۔ دونوں دفعہ کے لشکر بحری ہونے والی روایت حضور کے ایک صحابی حضرت انس بن مالک اپنی سگی خالہ صحابہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور مدینہ شریف میں تمام صحابہ کے سامنے اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن بری اور بحری جنگ والی روایت حمص کا رہنے والا ایک آدمی بیان کر رہا ہے اور آگے نامیوں سے ہی وہ روایت بیان کرتا رہا۔ کسی صحابی کے سامنے کبھی یہ روایت بیان نہیں کی گئی۔ ۵۔ اگر بالفرض والہمال حضرت عبادہ بن صامت حمص میں جا کر یہ روایت اس طرح سنا آئے تھے تو تمام زندگی مدینہ شریف میں آپ نے وہ روایت کسی کے سامنے کیوں بیان نہ فرمائی۔

۶۔ ان دونوں روایتوں میں واقعات والفاظ کا اتنا فرق ہے کہ کسی طرح ان دونوں مختلف الواقعہ روایتوں کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ مثلاً.....!

صحاح ستہ کی دیگر روایتیں

حمص والی روایت

۱۔ دیگر تمام روایات میں حضور کا آرام فرمانا اور ہر دو مرتبہ بیدار ہو کر ایک ایک لشکر کی خبر دینا بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ اس روایت میں ویسے ہی کہیں بیٹھے ہوئے حضور کا ایک واقعہ بیان فرمانا بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ دیگر روایات میں یہ قید کہیں مذکور نہیں ہے۔

۲۔ اس روایت میں ہر دو شکروں کیلئے ہمیشہ اولیٰ کی قید ہے۔

۳۔ دیگر روایات میں اس لشکر کے لیے کسی خصوصی بشارت کا تذکرہ نہیں کیا گیا

۳۔ اس میں ہمیشہ اولیٰ کے لیے وجوب جنت کی بشارت مذکور ہے۔

- ۴ اس روایت میں مذکور حدیث ثانی بدینہ
قیصر پر حملہ آور ہوگا
- ۵ اس روایت میں مذکور دوسرے
شکر کیلئے مغفرت کی بشارت مذکور ہے۔
- ۶ اس روایت کے الفاظ و واقعات
کی ۱۲۴۰۰ صحابہ یا تابعین میں سے
کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور نہ ہی یہ
روایت ان شامیوں کے علاوہ کسی
اور سند سے بیان کی گئی ہے۔
- ۷ اکابر اسلاف میں سے کسی محدث،
مفسر یا مورخ نے اس روایت کی تائید
کرتے ہوئے دیگر روایات پر
اعترض نہیں کیا۔
- دیگر روایات کے مطابق دوسرے شکر
بھی دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنا چاہتا ہے۔
- دیگر روایات میں اس بشارت کا
کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔
- حضرت انس کی روایت خود بخاری نے
تین سندوں سے مسلم نے چار سندوں سے
ابوداؤد نے تین سندوں سے نسائی نے
دو سندوں سے، ترمذی اور ابن ماجہ نے
ایک ایک سند سے بیان فرمائی ہے۔
- جبکہ ان روایات کی تائید اور اس ثانی
سند والی روایت سے اختلاف کرتے
ہوئے مفسر ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

تفرد بہ البخاری دون اصحاب الکتب الستة (البدایہ والنہایہ ۶ ص ۲۲۲) یعنی
بخاری اس روایت میں صحاح ستہ کے اصحاب میں بالکل اکیسے ہیں۔

یعنی دو طرح کی بحری اور بری جنگ اور پھر پہلے شکر کے لیے وجوب جنت
اور دوسرے شکر کے لیے مغفرت کی بشارت والی روایت میں بخاری تمام محدثین
صحاح ستہ میں بالکل اکیسے ہیں اور کسی کتاب و روایت سے ان کی اس انفرادیت
کی تائید نہیں ہوتی۔

۸ اور تو اور خود بخاری بھی اسی اپنی صحیح میں اس روایت بشارت سے چند
صفحے قبل دیگر محدثین کرام کی طرح حضرت انس والی روایت تین مختلف طریقوں سے

(ص ۲۹۱، ص ۴۰۳، ص ۴۰۵ پر) بیان کی ہے جس میں دونوں لشکر ایک ہی طرح کے بیان کئے گئے ہیں اور کسی لشکر کے لیے کوئی خصوصی بشارت بیان نہیں کی گئی بلکہ آگے جاکر بخاری نے (ص ۲ ص ۹۲۹ پر) یہی حضرت انس والی روایت بیان کرتے ہوئے بغیر کسی اشارے کنائے کے بالکل صاف صاف لکھ دیا اور تسلیم کر لیا ہے کہ واقعی دونوں دفعہ حضور کے بیان فرمودہ لشکر بکری ہی تھے اور آپ نے ان کیلئے کوئی مخصوص بشارت بھی بیان نہیں فرمائی۔ باقی تمام محدثین تو ایک طرف خود بخاری نے ہی اپنی اس روایت میں اضطراب پیدا کر دیا۔

۹۔ یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صاحب فتح الباری شرح بخاری علامہ عسقلانی حضرت انس والی روایت کو محفوظ اور اس کے علاوہ دیگر (شامی سند والی) روایت کو شاذ قرار دے چکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ روایت مدرج ہے۔ اس وضاحت کو بغور پڑھنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ایک ہی راویہ سے الفاظ و واقعات کا جو اتنا فرق بیان کیا گیا ہے، وہ اختلاف اور بشارت و مغفرت کے الفاظ مذکورہ راویہ کی طرف سے نہیں بلکہ بعد کے کسی راوی کی طرف سے روایت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

اس لحاظ سے یہ منفرد اور شاذ روایت مدرج المتن کے حکم میں آ جاتی ہے نیز ہمہ النظر شرح نخبۃ الفکر علامہ عسقلانی شارح بخاری مقدمہ ترمذی ص ۲ پر علامہ جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ هو ما درج فی الحدیث من کلام بعض الرواة فیظن انه من الحدیث۔ یعنی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ لگا دینا اور گمان یہ ہو کہ یہ فقرہ بھی حدیث کا ہے۔ اور ظاہر ہے حضور مجرب صادق علیہ السلام کے ارشاد فرمائے ہوئے الفاظ و واقعات کے مقابلہ میں اہل اسلام کسی راوی کے اضافہ شدہ الفاظ کو کب قابل قبول سمجھ سکتے ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے بھی

ان کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہوگی۔

منظور ہے گذارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

حدیث قسطنطنیہ کے راوی

قارئین کرام! الفاظ حدیث پر مختصر مگر جامع و مدلل بحث کرنے کے بعد اب ذرا اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہیں اور اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرتے ہوئے روایت کے صحت و سقم کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی یہ ہیں ۱۔ اسحاق بن یزید دمشقی ۲۔ یحییٰ بن حمزہ دمشقی ۳۔ ثور بن یزید حمصی ۴۔ خالد بن معدان حمصی ۵۔ عمیر بن اسود عسلی۔

اولاً تو صاحب بصیرت حضرات کے سمجھنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس منفرد شاذ اور مدرج روایت جس سے یزید دوست حضرات یزید عنید کی مغفرت پر استدلال بے اعتدال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، کے تمام راوی شامی ہیں جیسا کہ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والاسناد کله شامیون (فتح الباری شرح بخاری ۶ ص ۷ طبع بیروت) اور شامیوں کے دل میں اہل بیت کرام کی جو کچھ عظمت و محبت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بخاری شریف کے صفحہ ۵۳ اور ص ۸۶ پر اور دیگر کتب صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ سألہ رجل عن دم البعوض فقال ممن انت فقال من اهل العراق قال انظر والی هذا یسأ لنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال النبی صلی الله علیه وسلم هما ریحانتای من الدنیا۔

ترجمہ: کہ آپ سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے بارے

میں (احرام کی حالت میں مچھر مارنا) مسئلہ پوچھا، آپ نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا

ہے اُس نے کہا عراق کا۔ آپ نے فرمایا لوگو اس عراقی کو دیکھو، یہ مجھ سے مجھ کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے نواسے کو شبہید کیا ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ دونوں شہزادے (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔ ان شامیوں کی زبان بے لگام سے خاندان بنو امیہ کی تعریف کوئی تعجب والی بات نہیں ہے بلکہ وہ تو بنو امیہ کی محبت میں اتنے سخت ہیں کہ انہوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو امیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین ص ۱۱۱) لہذا کسی شامی راوی سے یہ بات بالکل بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب خلیفہ یزیدؓ کی شان کو چار چاند لگانے کے لیے کسی روایت میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرے البتہ اس اضافے کی شرعی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب ذرا ان راویوں کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ روایت کا ضعف بالکل واضح ہو جائے۔ مذکورہ روایت کا پہلا راوی ہے اسحاق بن یزید دمشقی۔ اس کا اصل نام اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے اور یہ اپنے والد کی بجائے دادا کی نسبت سے معروف ہے (تقریب التہذیب ص ۲۱) اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم سمعت ابان زرعۃ یقول ادرکناہ ولم نکتب عنہ دروی له الازدی فی الضعفاء

قال ابن عدی وھذا غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ص ۲۱۹)
یعنی حضرت ابو زرعہ فرمایا کرتے تھے اسحاق بن یزید ہمارا ہم عصر تھا لیکن ہم (اس کے نامعتبر ہونے کی وجہ سے) اس کی روایت نہیں لکھا کرتے تھے اور ازدی نے اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا ہے اور ابن عدی نے اس کی بیس

روایتیں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کی روایت کردہ یہ تمام روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن عدی کا یہ بیان نقل کر کے اس کی ان بیس حدیثوں کو غیر محفوظ لکھا ہے (میزان الاعتدال ص ۱۷۱) اس روایت کا دوسرا راوی ہے یحییٰ بن حمزہ دمشقی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وکان یرمی بالقدر... عن ابن معین کان قدوریا (تہذیب التہذیب ص ۲۷۱) (مقدمہ فتح الباری ص ۲۹۲) یعنی یحییٰ بن حمزہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا بلکہ وہ قدری تھا۔ حضرت ابن معین بھی یہی فرماتے ہیں۔ تیز شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رُمی بالقدر یعنی یہ قدری تھا (تقریب التہذیب ص ۲۷۱) علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کے ہمنا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کان یرمی بالقدر یعنی وہ قدری تھا (میزان الاعتدال ص ۱۷۱) (مقدمہ فتح الباری ص ۲۹۲)

اس روایت کا تیسرا راوی ہے ثور بن یزید حمصی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ثبت الا انه یرمی القدر۔ یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ثور بن یزید قدری تھا (تقریب التہذیب ص ۲۷۱) علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں قال ابن معین ما رأیت احدا يشك انه قدری قال احمد بن حنبل کان ثور یرمی القدر وکان اهل حمص نفوه و اخرجوه - وقال ابو مسهر عن عبد الله بن سالم قال اد رکت اهل حمص وقد اخرجوا ثورا و حرقوا داره بكلامه القدر۔ کان الاوزاعی سیئ القول فی ثور عن ابی رواد انه کان اذا اتاه من یرید الشام قال ان بها ثورا فاحذر لا ينطحك بقرنيه - (تہذیب التہذیب ص ۲۷۱) میزان الاعتدال ص ۱۷۱

مقدمہ فتح الباری ص ۲۹۲ (۵۷۲) یعنی ابن معین فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں، میں نے دیکھا اہل حمص نے ثور کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اس کو غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ملک شام کو جانے تو خیال رکھے کہ وہاں ایک بیل رہتا ہے (ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہیں وہ اپنے سینگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ رجال کے ہمہوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں انہ کان قد ریا۔ یعنی بے شک ثور بن یزید قدری تھا (تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۳) نیز فرماتے ہیں کان الاوزاعی یتکلف فیہ ویہجوہ قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ ثور بن یزید کان یری القدر۔ فتمی مالک عن مجالستہ و لیس لبالك عنہ روایۃ۔ اوزاعی اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی برائی بیان کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ثور قدری تھا، امام مالک اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے اور امام مالک اس کی روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ چونکہ اس حدیث کے دو راوی یحییٰ بن حمزہ اور ثور بن یزید قدری ہیں لہذا ہم زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدریوں کے متعلق کیا ہوا فیصلہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجئة والقدریۃ۔ (ترمذی شریف ۲ ص ۳۴) (ازالۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۵۳)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ان میں سے ایک مرتبہ ہیں اور دوسرے قدری“

قدریہ کا عقیدہ کفریہ ؛ القدریۃ هم المنکرون للقدرة۔ القائلون

بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرۃ اللہ و ارادته ۔

رحمۃ ربی شریف قدری فرقہ اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے کام ان کی اپنی قدرت (طاقت) کا نتیجہ ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادے کا کچھ عمل دخل نہیں ہے۔“ (استغفر اللہ)

۲۔ عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تشهدوهم رواہ احمد و ابو داود ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

ازالۃ الخلفاء مترجم ص ۲۵۳، حیاۃ الصحابہ ص ۳۸، خصائص کبریٰ ص ۲۲۴۔

ترجمہ :- مسند امام احمد بن حنبل، ابو داؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! قدری اس اُمت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔“ ان دو روایات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے متعلق بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادۃ المریض و اتباع الجنائز الخ (مشکوٰۃ ۱۲۵) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱۔ سلام کا جواب دینا ۲۔ اگر وہ بیمار ہو جائے

تو اس کی عیادت کرنا ^{۱۱۸} اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر جانا... الخ
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدیوں کے متعلق ان تمام باتوں سے منع فرما رہے ہیں۔
علامہ ملا علی قاری راویوں کی جرح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں واما الکفر فهو
خارج عن المبحث لان الكلام في الراوى الاسلام رشرح نخبة الفكر ^{۱۱۹}
یعنی جس راوی کا کفر ظاہر ہو جائے اس کے متعلق تو پھر کسی بحث کی ضرورت
ہی باقی نہیں رہتی۔ " نیز اسی نوثر بن یزید کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی
رحمہ اللہ لکھتے ہیں اذا ذكر عليا قال لا احب رجلا قتله جدى -

یعنی جب اس کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کیا جاتا تھا
تو وہ کہا کرتا تھا میں اس شخص کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے میرے دادا کو
قتل کیا تھا " (تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۳) اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ
کے مقابلہ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ حضرت شیر خدا سے اتنا بغض رکھتا تھا کہ آپ کا
نام تک سننا گوارہ نہیں کرتا تھا۔ اختصار کا دامن تھامے ہوئے ضمناً یہ بھی عرض
کرتا جاؤں کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی محبت یا (معاذ اللہ) عداوت کے متعلق
مخبر صادق علیہ السلام کا کیا فرمان ہے یا اس کے متعلق نجوم ہدایت صحابہ کرام کا کیا
عقیدہ تھا۔ ۲ ص ۱۰۱ : مسلم شریف ۲ ص اور ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۵ پر خود جناب
حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا - يا علي لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق -

یعنی اے علی جو مومن ہو گا وہ تم سے ضرور محبت کرے گا اور جو منافق ہو گا وہ تم
سے بغض رکھے گا۔ ۲ ص۔ نیز ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احب عليا فقد
احبنى ومن احبنى فقد احب الله ومن ابغض عليا فقد ابغضني
ومن ابغضني

فقد ابغض الله رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا جو علی سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس کی محبت مجھ سے ہو گئی گویا اس کی محبت خدا سے ہے اور جو علی سے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ ” یا مختصر الفاظ میں یوں کہہ لو۔ علی کی محبت خدا کی محبت علی کی دشمنی خدا کی دشمنی۔

۱۴۷ مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنا نعرف المنافقين ببغضهم عليا (ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶) ہم گروہ صحابہ منافقوں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔ ” یعنی صحابہ کرام اس شخص کو منافق سمجھتے تھے جو حضرت علی سے بغض رکھتا ہو۔ ۲ نیز برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے معاملہ بالکل ہی صاف فرمادیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ نزد اہل سنت بغض اہل بیت و امیر المؤمنین از قواعد صحت روایت است (تحفہ اثنا عشریہ ص ۶) یعنی ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل بیت کرام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنے والے شخص کی روایت نامعتبر ہے۔ ” قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی عداوت رکھتا ہے کہ آپ کا نام سُننا بھی گوارا نہیں کرتا اس کی بیان کردہ روایت کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا اہمیت و وقعت ہوگی بلکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تو کسی بھی ” ما انا علیہ واصحابی“ پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت علی کے کسی

دشمن کی روایت کو قبول کرے۔ اللہ عزوجل رزقنا حسب محمد وآلہ واصحابہ واحفظنا
عن بغضہم اس روایت کا چوتھا راوی ہے خالد بن معدان حمصی اس کے متعلق
شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کان برسل کثیرا
(تقریب التہذیب ص ۶۹) یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روایتیں بیان کیا کرتا تھا اور
مرسل کی تعریف ہے یقول التابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کذا او فعل کذا۔ (مقدمہ ترمذی ص ۲، نخبۃ الفکر ص ۶۳)
یعنی تابعی اپنے اوپر والا صحابی راوی بیان نہ کرے اور تابعی براہ راست حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرے۔ یعنی تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمایا، یا یوں کیا۔ مرسل روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رقمطراز ہیں۔
لم یقبل المرسل ولا ارسله العدل (نخبۃ الفکر ص ۶۹) شرح نخبۃ علی قاری ص ۱۵۲
(یعنی احکام اور عقائد میں) مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ اسے ارسال کرنیوالا
عادل ہی کیوں نہ ہو۔ اس روایت کا پانچواں راوی ہے عمیر بن اسود عنسی اسکے
متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ خلیس لہ البخاری
سوی ہذا الحدیث (فتح الباری شرح بخاری ص ۶۷) یعنی بخاری کے نزدیک یہ راوی
اتنا با اعتماد ہے کہ پوری بخاری میں اس ایک روایت کے علاوہ صاحب بخاری نے
اس عمیر بن اسود عنسی کی کوئی روایت نہیں لی۔ نیز اسود عنسی نے حضور کے زمانہ میں
نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا یہ ہیں اس حدیث قسطنطنیہ کے راوی۔ اب آپ
خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے بدعتیہ دشمن اہل بیت، مجروح اور ضعیف راویوں کی
روایت ہمارے لیے حجت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رواۃ کے مجروح،
مطعون اور ضعیف ثابت ہو جانے کے علاوہ یہ روایت مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں
بلکہ منکر اور شاذ مردود بھی ثابت ہو چکی ہے، چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں

قال الشافعي رحمه الله الشاذ ما رواه الثقة عن الفالما رواه

الناس قال ابن الصلاح فما خالف مفردة احفظ منه واضبط فشاذا مردودا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی یہ ابن الصلاح اور علا علی قاری کی وضاحت ہے " نیز علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں فان الائمة لا يردون عن الضعفاء شيئا يحتجون به على انفرادة في الاحكام۔ (مقدمہ مسلم ص ۲، نووی شرح مسلم بر حاشیہ ارشاد الساری ص ۱۶۲ طبع مصری) یعنی احکام میں ضعیف روایت حجت نہیں ہوتی، تو کیا ایک منکر روایت کو عقیدہ کے مسئلہ میں دلیل اور حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا اثریامی رود دیوار کج !

جس مذہب کی بنیاد ایسی مضطرب، شاذ بلکہ منکر اور مدرج روایات پر استوار کی جائے گی اس مذہب کا پھر خدا ہی حافظ ہوگا۔ لہذا یزید دوست حضرات سے ہمدردانہ عرض ہے کہ " شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیے۔ "

بشارت اور یزید

اگرچہ تمام راویوں کے نام معتبر ثابت ہو جانے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن مسئلہ کی مزید وضاحت کی خاطر اب ہم حدیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہیں۔ اول تو گزشتہ وضاحت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایتوں میں حضرت ام حرام

رضی اللہ عنہا کے سکے بھانجے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ استراحت فرمانے کے بعد بیدار ہو کر جن دو لشکروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دونوں لشکر بحری ہیں (اور یزید کسی بحری لشکر میں شامل نہیں ہوا) اور پھر صحاح ستہ کی ان تمام احادیث مبارکہ میں کسی لشکر کے لیے کسی مخصوص بشارت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لہذا ایک طرح کے واقعہ کو دو مرتبہ کے وقوع سے دو الگ الگ بحری اور بری لشکر مراد لینا اور ان کے لیے دو الگ الگ بشارتیں بیان کرنا یہ محض ایک ڈرامہ ہے جو بغض اہل بیت میں یار لوگوں نے کھیلا ہے لیکن اگر تمام حقائق کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی دروغ گور حافظہ نباشد والی بات سامنے آتی ہے کہ بشارت بھی گھڑی تو وہ جو بیچارے ڈوبتے یزید کو تنکے کا سہارا بھی نہ دے سکی اور جملہ محدثین اس روایت بشارت کی موجودگی میں بھی یزید عنید کو جنتی ماننے سے انکار کر رہے ہیں یا پھر شاید حدیث کا جو مفہوم آج یار لوگوں نے سمجھا ہے وہ متقدمین محدثین اور مفسرین کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ بلکہ تارٹنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے جب بعض من پسندوں کا یہ استدلال بے اعتدال سنا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ! اجیب بان هذا جار علی طریق الحمیة لبني امیة۔ (ارشاد الساری شرح بخاری ص ۱۴۵) یعنی یہ استدلال بے اعتدال بنو امیہ کی محبت میں سرشار لوگوں نے ان کی حمایت کے لیے گھڑا ہے۔ بہر حال مذکورہ روایت کے متن پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان کردہ بشارت بھی عام نہیں ہے بلکہ اس بشارت کو بھی اول حبش کے الفاظ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ لہذا یہ بشارت قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہونے والے لشکروں کو شامل نہیں ہو سکتی۔ اب اگر بشارت کا رخ فتح قسطنطنیہ کی طرف کیا جائے پھر تو فیصلہ ایسا نکھر کر سامنے آتا ہے کہ ہر کوئی تسلیم کے بغیر چارہ نہیں پاتا جیسا کہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ ”مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے پورا کرنے کے لیے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی ص ۶۹۹)۔ اس بیان سے تو یہ ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس بشارت کا تعلق قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ تھا اور ہر باہمت اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آئی اور اس فتح کے بعد اس نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا اور کہا تھا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس لشکر کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ الحمد للہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اگر علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس تحقیق کو مان لیا جائے تو پھر ہر قسطنطنیہ پر حملہ آور لشکر کے دل میں اس آرزو کا ہونا بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مذکورہ بشارت کا مستحق سلطان محمد فاتح کا لشکر بنتا ہے۔ پس جھگڑا ختم ہوا۔ سلطان محمد خان علماء و فضلاء، عابدوں اور زاہدوں اور اپنے پیرومرشد کو دعا کے لیے عرض کر کے ۲۰ مئی ۸۵۷ھ کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیرومرشد نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اسی لیے یہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔ سلطان نے ایشیائے کوچک کے پانچ ہزار (۵۰۰۰) مسلمانوں کو یہاں آباد کیا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے متصل ایک مسجد بنوا دی۔ اس طرح سلطان محمد خاں ثانی، سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۵۲۸) اور اگر بشارت کو صرف حملہ کرنے تک محدود رکھا جائے تو پھر بھی یزید بے دید اس ضمن میں نہیں آسکتا کیونکہ تاریخ کی

ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کی زیر سرپرستی کیا گیا تھا چنانچہ مورخ ابی یعقوب رقمطراز ہیں۔ واغزی عثمان جیشا امیر ہم معادیة علی الصالعة سنة اثنتین وتلاثین فبلغوا الی مضیق القسطنطنیة وفتحوا فتوحا کثیرة (تاریخ یعقوبی۔ طبع بیروت) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں۔
فی سنة ۳۲ھ غزا معادیة مضیق القسطنطنیة ومعه زوجته عاتكة (تاریخ کامل ۲ ص ۳۲) مورخ اسلام مفسر قرآن علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔
غزا معادیة بلاد الروم حتی بلغ المضیق القسطنطنیة (البدایہ والنہایہ)
مورخ اسلام علامہ ابن خلدون ایک اور لشکر کا تذکرہ کرتے ہیں و دخل المسلمون سنة اثنتین واربعین الی بلاد الروم فہزموہم وقتلوا جماعۃ من البطارقة واشتخنوا فیہا ثم دخل بسرب ارطاط ارضہم سنة ثلاث واربعین ومشی بہا وبلغ القسطنطنیة (تاریخ ابن خلدون ۲ ص ۱۹)
عصر حاضر کے مورخ شاہ معین الدین ندوی تقریباً "تواریخ مذکورہ بالا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں بلکہ تقریباً" ان کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں "ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور فتوحات بھی حاصل ہوئیں۔
نیز ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا" (تاریخ اسلام ندوی ۱ ص ۲۵۷)
قارئین کرام! آپ نے پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات سے دیکھ لیا کہ جس راہ والی جنگ میں یزید عنید بادل نا خواستہ مجبور و مبنغوض ہو کر گیا تھا وہ جیش اولی نہیں تھا بلکہ اس سے بہت پہلے ۳۲ھ اور ۳۳ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر حملہ آور ہو چکے تھے۔
جب یزید والا لشکر جیش اولی نہیں ہے تو پھر اس روایت میں بیان کردہ

بشارت کا مستحق بھی نہیں ہے کیونکہ بشارت اول حبش کے الفاظ کے ساتھ صرف حبش اول کے ساتھ مختص ہے۔ ایس منکر رجل رشید اور حبش اول بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ کے زیر کمان ۲۵ھ میں گیا تھا لیکن یزید کی پیدائش بالاتفاق ۲۵ھ یا ۲۶ھ کی ہے، جیسا کہ علامہ دمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، انه لم یکن من الصحابة لانه ولد فی ایام عثمان - (حیة الحيوان ۷ ص ۱۴۵) ترجمہ: یزید بے دید

صحابہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا تھا۔ نیز مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔ ولد یزید فی سنة ست وعشرين۔ (البدایہ والنہایہ ۷ ص ۱۴۶) ترجمہ: یزید عتید ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ خاتم الحفاظ محدث و مفسر و مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی ولد سنة خمس اوست وعشرين تاریخ الخلفاء ۱۴۳ ص ۱۴۳ ترجمہ: ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ نیز محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ولد یزید الشقی المرید سنة خمس اوست وعشرين فی خلافة سیدنا العثمان رضی اللہ عنہ۔ (ما ثبت من السنہ ۴) یعنی یزید بد بخت شقی و سرکش ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔

اسی طرح حاشیہ مکتوبات شریف ۷ ص ۱۴۳ اور تاریخ ابن خلکان ۷ ص ۳۵ پر بھی مذکور ہے۔ بلکہ تاریخ کی تمام کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ بلکہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو ایک قول ۲۵ھ کا بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ ۷ ص ۲۳۶)۔ قارئین کرام! بحوف طوالت صرف سات

حوالہ جات پیش کئے ہیں، ویسے باقی تمام تواریخ بھی انہی کی مہنوا ہیں کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حساب سے یزید بے دید کی عمر ۳۲ھ میں ۲۵ کے مطابق سات سال، ۲۶ کے مطابق چھ سال اور ۲۷ کے مطابق پانچ سال بنتی ہے تو کیا پانچ یا چھ یا سات سال کا بچہ کسی جنگ میں جانے کے قابل بھی ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی لشکر کا سپہ سالار بنے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اتنے کم عمر بچے کو تو ابھی مکمل طور پر اپنی ہوش بھی نہیں ہوتی۔ دنیا کا کوئی احمق ترین انسان بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہو گا۔ نیز ۳۵ھ میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت سفیان بن عوف کے زیر کمان ایک لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا تھا اور یزید کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا لیکن یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا اور لشکر میں نہ گیا چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ سنة خمسین سیر معاویة جيشا کثیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیہم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتناقل واعتل فامسک عنه ابوہ -

(تاریخ کامل ۲ ص ۱۸۹) ہاں البتہ یزید منید حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں بادل نا خواستہ بلکہ جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل کتب تواریخ میں موجود ہے۔ مثلاً مؤرخ ابی یعقوب لکھتے ہیں۔ واغزی معاویة یزید ابنہ الصائفة ومعه سفیان بن عوف فسبقه بالدخول الی بلاد الروم فتال المسلمین فی بلاد الروم حمی وحیدری وکانت ام کلثوم بنت عبد اللہ تحت یزید وکان لہا محبا فلما بلغه ما نال الناس من الحمی والجدری فقال -

ما ان ابالی بما لاقت جموعہم
بالغز قد ذنت من حمی و من موم

اذ انکأت علی الامط فی غرت - بدیر صرمان عندی ام کلثوم
فبلغ ذالک معاویة فقال اقسم بالله لتدخلن ارض الروم
فلیصیبک ما اصابهم فاردت به ذلک الجیش ففرابه
حتی بلغ القسطنطنیه -

تاریخ یعقوبی ص ۲۲۹

مورخ علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عربی عبارت کا ترجمہ
ہے) ۳۵ھ میں سفیان بن عوف کے زیرِ کمان امیر معاویہ نے ایک لشکرِ حِوَارِ بِلَادِ
روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا
حکم دیا۔ یزید جیسے بہانے بنا کر بیٹھ رہا امیر معاویہ نے اس کو رخصت دے دی
شومی قسمت سے اس لشکر میں وبا پڑ گئی جب اس کی اطلاع یزید کو ملی تو اس
نے دو شعر کہے ”مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس لشکر پر بخار اور بلائیں
نازل ہونی ہیں، میں تو اُونکے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوں اور ام کلثوم (یزید
کی محبوبہ بیوی) میری آغوش میں ہے۔“ جب امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو
انہوں نے قسم کھالی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا
تاکہ اس کو بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو لشکر والوں کو پہنچی ہیں (تاریخ کامل
ابن اثیر اردو ص ۱۹۷، تاریخ ابن خلدون اردو ص ۲۸، مروج الذهب ص ۲۲۲
شہید کر بلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۸۴) اور جو معزز صحابہ اس
جیشِ ثانی میں شامل تھے وہ یزید کے ماتحت نہیں تھے بلکہ وہ حضرت سفیان
بن عوف کے ماتحت تھے جیسا کہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۵۲ پر بھی ہے۔ نیز
شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ بہت واضح فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں الاظہران هو لاء السادات من الصحابة كانوا مع

سفیان بن عوف ولم یکنوا مع یزید بن معاویۃ لانه لم یکن
اهلا ان یكون هؤلاء السادات فی خدمته.... ای منقبۃ کانت
لیزید وحالہ مشہور (عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۹۸)
یعنی آپ فرماتے ہیں یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس شکر
میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف کے ساتھ تھے اور وہ یزید بن معاویہ
کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اسکی
مانحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی درحالیکہ اس کا کردار عام مشہور
ہے۔ اسی طرح ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۴ میں قسطنطنیہ پر حملہ کی روایت مذکور ہے
اور روایت کے الفاظ ہیں نرید القسطنطنیۃ وعلی الجماعۃ عبد الرحمن
بن خالد بن ولید۔ یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت شکر اسلام کی ایک جماعت
حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن کے زیر کمان تھی " اور یہ
وہی لشکر ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے جیسا کہ
ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۶ کی روایت سے صاف ظاہر ہے۔ اور اگر ابتدا حملہ میں
یزید وہاں موجود ہوتا تو ضرور اس کا بھی کہیں ذکر ہوتا لیکن ان دونوں روایتوں
میں یزید بے دید کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد میں جبراً و زبراً
بھیجا گیا تھا اور شرعی اعتبار سے انہما الاعمال بالنیات کے تحت اس طرح کا
بالا کراہ زبردستی دھکیلا ہوا شخص کسی بشارت و مغفرت کا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ
ارشاد خداوندی ہے۔ لن ینال اللہ لحومہا ولا دمعہا ولکن ینالہ التقوی
منکم ؕ ۱۲ س ج ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری قربانیوں
کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارا تقویٰ (دل کی کیفیت)
دیکھا جاتا ہے۔

مغفورلہم کی تحقیق

برصغیر پاک و ہند میں بالاتفاق علی الاطلاق حدیث کے اُستاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-
تمسک بعض الناس بهذا الحديث في نجات يذيد لانه
كان من جملة هذا الجيش الثاني بل كان رأسهم ورأسهم
على ما يشهد به التواريخ والصحيح انه لا يثبت بهذا الحديث
الا كونه مغفور له ما تقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان
الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات ازالة الذنوب السابقة
عليها لا الواقعة بعدها لو كان مع هذا الكلام انه مغفور له الى
يوم القيامة يدل على نجاته واذ ليس فليس بل امره مفوض
الى الله تعالى فيما ارتكبه من القبائح بعد هذه الغزوة من
قتل الحسين عليه السلام وتخريب المدينة والاصرار على
شرب الخمر ان شاء عفا عنه وان شاء عذبه كما هو مسطر
في حق سائر العصاة على ان الاحاديث الواردة في شأن من التحف
بالعترة الطاهرة والملحد في الحرم والميدل للسنة تبقى مخصصات لهذا العموم
لو فرض شموله بجميع الذنوب رشرح تراجم بخاری ص ۳۲)
ترجمہ :- جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”بعض لوگ مغفور
لہم کے الفاظ کو دلیل بنا کر یزید کی نجات پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے
شکر کا سپہ سالار تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا
ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جہاد کفارات

میں سے ہے، کفارات سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد کے گناہوں کا بھی۔ ہاں البتہ اگر حضور یوں فرما دیتے کہ اس غزوہ میں شریک ہونا قیامت تک کے لیے بخشا ہوا ہے تو پھر واقعی اس سے استدلال ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں لہذا مذکورہ الفاظ سے یزید کی نجات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز اس غزوے کے بعد اس نے جن برائیوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل، مدینہ منورہ میں قتل و فساد اور شراب نوشی وغیرہ۔ تو پھر جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے متعلق حکم ہے ایسے ہی اسکے متعلق کہیں گے کہ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے یعنی اگر چاہے تو معاف کر دے، اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر اسکی شمولیت ان تمام (کردہ) گناہوں میں مان کر فیصلہ کیا جائے تو پھر اس کے لیے وہ عموم بھی باقی نہیں رہتا بلکہ پھر اس کے لیے وہ حدیثیں مذاہب کو ثابت کر دیں گی جن میں اہل بیت کرام کی توہین کرنے والوں، حرم محترم کی توہین کرنے والوں اور سنت مصطفویٰ کو تبدیل کرنے والوں کے لیے وعید مذکور ہے "نیز ملاحظہ فرمائیں سراج المنیر ص ۱۵۸ اور شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۸۱ نیز ان برائیوں پر کچھ بحث احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ستۃ لعنہم ولعنہم اللہ کے تحت لکھی جا چکی ہے وہاں سے دوبارہ مطالعہ فرمائیں تاکہ مسئلہ ہذا مزید واضح ہو جائے۔

اور سنت کو تبدیل کرنے کے متعلق تو خود مخبر صادق علیہ السلام نے یزید بے دید کا نام لے کر اس کی برائی بیان فرمائی تھی جیسا کہ مسند فردوس ص ۵۲ ص ۹۲ طبع بیروت، صواعق محرقة ص ۲۳ طبع مصری، تطہیر الجنان ص ۶۴ طبع مصری، البدایہ والنہایہ ص ۲۳ طبع بیروت، تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵ طبع دہلی، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابھاء

ص ۲۱ طبع مصری اور ثابت من السنہ ص ۳۴ وغیرہ پر مذکور ہے (احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۱۷ کے تحت یہ مضمون مختصر طور پر بیان کیا جا چکا ہے) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یشلمہ رجل من بنی امیہ یقال له یزید۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال له یزید۔ یعنی میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ اندازی اور میری سنت میں تبدیلی بنو امیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ان "مغفور لہم" کے الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قلت لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله مغفور لہم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم۔

(عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۴۹ طبع بیروت) انہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں۔ انه لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لہم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقاً قدل ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه متہم۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۱۴۹)

ان ہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ قسطلانی حاشیہ آرائی فرماتے ہیں۔ ولا یلزم

من دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا خلاف ان قوله عليه الصلوة والسلام مغفور لهم مشروط بكونه من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً -

(اتنے بیان پر تو تقریباً تمام شارحین یک زبان ہیں لیکن علامہ قسطلانی آگے مزید اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) فیما نقد المولیٰ سعد الدین للعن علی یزید لما انه کفر بقتل الحسين واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتله او امر به او اجازة ورضی به و الحق ان رضاه بقتل الحسين واستبثارة بذالك واهانة اهل بيته صی الله علیه وسلم مما تواتر معناه وان كان تفاصيله احاداً فحق لا نتوقف فی شأنه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلى اعوانه وانصاره -

(ارشاد الساری شرح بخاری ص ۱۷۴ طبع مصری)۔ یعنی

اس بشارت میں کسی کے عمومی طور پر (اجتماعی طور پر) داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس بشارت سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ حضور کا فرمان ”مغفور لهم“ مشروط ہے صرف اس شخص کے لیے جو منفرت کا مستحق بھی ہو۔ یعنی اگر کوئی آدمی بالفرض اس بشارت ولے غزوے میں شامل ہونے کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس شکر میں شامل ہونے کے باوجود بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوگا (آگے علامہ قسطلانی کی زائد عبارت کا ترجمہ ہے) اس مسئلہ میں علامہ سعد الدین تفہیم فی شرح الشرح ووضاحت فرماتے ہیں۔ بے شک یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے کفر کیا ہے اور اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ وہ شخص ضرور ملعون ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا

آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کی اجازت دی اور جو آپ کے قتل پر راضی ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا (اس بات کی تفصیل اگلے باب میں انشاء اللہ مفصل و مدلل آئے گی) اور اہل بیت اطہار کی توہین کی۔ اور یہ بات معنوی لحاظ سے تو اتر کو پہنچ چکی ہے اگرچہ اس کی تفصیل احاد ہیں پس ہم صرف اس کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔“

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ ”اس حدیث سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکو خلافت تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (بات دراصل یہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے تو اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکلے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے

قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اسلئے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر (تیسرے الباری شرح بخاری ص ۹۶)

کاروان دیوبند کے سرخیل بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ چنانچہ برتاریخ دانوں و حدیث خوانوں پوشیدہ نیست غایت مافی الباب خرابیہائے پنهانی کہ داشت، ہمچوں منافقان کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ نصیب او شاں نشد بزیہم از فضائل ایں بشارت محروم ماند (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۳) ترجمہ: چنانچہ تاریخ جانتے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح بزیہم بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔ "حالانکہ فرمان خداوندی ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۚ فَمَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ فِي خُسْرٍ ۖ" (سورۃ فتح البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جنہوں نے بیعت کی آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔" اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی بیعت کو خدا تعالیٰ اپنی بیعت قرار دے رہے ہیں اور جن بیعت کرنے والوں کے لیے رضائے خداوندی کا قرآن کریم میں بیان ہو رہا ہے اگر ان میں سے کسی کے دل میں کوئی خرابی ہو تو وہ منافق ان آیات مقدسہ کی موجودگی اور صحت کے باوجود بھی رضائے الہی سے محروم رہے تو ایک شرابی، زانی، قاتل اور ظالم و موہن شخص اگر زبردستی کسی جنگ میں دھکیل بھی دیا جائے تو تمام لشکر اسلام کے

کفارات ذنوب ہو جانے کے باوجود بھی وہ بد بخت ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا اُسے
اس کی بد نعمتی کی وجہ سے ثواب، رضا یا مغفرت کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ علامہ سبط ابن
جوڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قيل فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
اول جيش من امتي مغفور له يزيد اول غزاهما قلنا فقد قال
النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله من اخذ اهل المدينة -
ان يزيد اخذ اهل المدينة وسبي اهلها نهبرها واياحربها وتسمى
وقعه الحرّة بعد ما قتل الحسين والآخر ينسخ الاول -
(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۸) ترجمہ :- اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تھا جو پہلا لشکر میری امت میں سے جنگ کرے گا وہ بخشا جائے گا تو چونکہ یزید
نے اول غزوہ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اللہ
کی لعنت ہو اس شخص پر جو اہل مدینہ کو ڈرائے۔ بے شک یزید بے دید نے اہل
مدینہ کو ڈرایا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنایا، مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کیا۔
حرم محترم میں ہر ناجائز کام کی اجازت دی، اس وقوع شنیعہ کا نام واقعہ حرہ رکھا گیا
ہے۔ اور یہ واقعہ شہادت امام عالی مقام کے بعد پیش آیا۔ اور یہ ایک مسلم
اصول ہے کہ بعد والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے "لہذا مغفرت والا حکم
منسوخ ہے اور لعنت جاری و ساری ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چہرہ تو اک قطرہ خون نہ نکلا!

بہارِ باریاب

اکابرین اسلام کے نظریات کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کا سوال کرتا ہے
طریقہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ صراطِ الذین انعمت علیہم
یعنی حبیبِ محمد سے صراطِ مستقیم کا سوال کرو تو ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ اسے اللہ
تجہ سے اسی راستے اور طریقے پر چلنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو تیرے انعام
یافتہ بندوں والا راستہ ہے۔ دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم
ہوتا ہے فہد اہم امتدہک سوانعام^{۹۰} اے حبیبِ سخی اللہ حبیبِ وسلم آپ
بھی ان ہدایت یافتہ گروہ (انبیاء سابقین) کی اتباع کریں۔ سورہ لقمان میں ارشاد
خداوندی ہے واتبع سبیل من اناب الی پال لقمان^{۱۵} اور اتباع کراں کے
راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا "سورہ عنکبوت^۹ میں ارشاد خداوندی ہے
والذین آمنوا و عملوا الصالحات لندخلنہم فی الصالحین پ^{۱۳}
یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بطور انعام نیک
لوگوں کی سنگتِ خنایت فرمانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا الذین
آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم^۲ طوریٰ یعنی جو لوگ
ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے انکی
اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا۔" بلکہ سورہ توبہ میں تو اللہ تعالیٰ نے مابین اولاد

کی اتباع پر صاف صاف اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان عام فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ پل تو بہت اور ان نفوس قدسیہ کی سنگت اور اتباع پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی بشارت بھی دی گئی ہے چنانچہ فرمان خداوندی ہے واعدلہم جنتا تجری تحتہا (الانہار خالدين فیہا ابدًا پل تو بہت اور سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پل فجر ۲۹ نیز ذالک الفوز العظیم پل تو بہت فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ ان نفوس قدسیہ کی اتباع بہت بڑی کامیابی ہے۔ غرضیکہ یہ تمام مذکورہ بالا آیات اور دوسری سینکڑوں آیات (جو بغرض اختصار ذکر نہیں کی گئیں) اس بات پر بین دلیل ہیں کہ منشائے خداوندی یہی ہے کہ بعد میں آنے والا ہر مسلمان اپنے سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو اس پر اس متبع کو رضائے الہی بھی نصیب ہوگی اور وہ کامیاب و کامران ہو کر مستحق جنت بھی قرار پائے گا۔ نیز جہاں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر سلف صالحین کی اقتدا و تعلیم کا حکم فرمایا ہے وہاں ان کی مخالفت پر وعید بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویلتبع غیر سبیل المؤمنین تولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا پل نسا ۱۱۵ ترجمہ اور جو خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بعد کہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو اور وہ اختیار کرے مومنوں کے راستہ سے جدا راستہ۔ ہم اس کو اس کے حال پر پھوڑ دیں گے اور بالآخر اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

یعنی جو شخص اجماع امت مسلمہ کے خلاف طریقہ یا عقیدہ رکھے وہ حکم خداوندی دوزخی قرار پاتا ہے۔ نیز متعدد احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے بھی اس بات کا

ثبوت ملتا ہے مثلاً حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے قرآن کریم اور سنت مصطفوی کے بعد تیسرے درجہ کی مشعل راہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ینظر فیہ العابدون من المؤمنین (دارمی شریف ص ۲۸) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مسئلہ میں صاحب ایمان حضرات میں سے نیک لوگوں کا طریقہ دیکھو۔

نیز آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر میری سنت کو نمونہ سمجھنا اور اس کے بعد فانظر ما اجتماع علیہ الناس فخذ به (دارمی شریف ص ۲۹) اجماع امت مسلمہ پر عمل کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا کہ بب تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے تو سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر سنت مصطفوی کو مشعل ہدایت تصور کرنا اور اس کے بعد فاقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ص ۲۰۲ دارمی شریف ص ۲۳) نیک لوگوں سے کئے ہوئے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً فلیقتضی بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ص ۲۰۳، دارمی شریف ص ۲۴) نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے

مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً
فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ۲: ۳۰۳، دارمی شریف ص ۳)
نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔ " ایک اور روایت کے الفاظ ہیں
فما اجمع علیہ المسلمون (دارمی شریف ص ۲۴) یعنی اجماع امت مسلمہ کے
مطابق فیصلہ کرو۔ "

قارئین کرام ! ان آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن
کی طرح واضح ہو گئی کہ صراطِ مستقیم، یعنی سیدھا راستہ اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف
وہی ہے جو سلف صالحین اور اجماع امت مسلمہ کے عقیدہ و نظریہ کے مطابق
ہو۔ نیز ہدایت یافتہ اور ناجی گروہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین کا
صحیح متبع ہے۔ لہذا اب ہم اپنے موقف کی مزید وضاحت کے طور پر مسئلہ ہذا
کے متعلق چند مشہور و معروف اکابرین اسلام کے فرامین نقل کرتے ہیں تاکہ آپ
بھی ان اسلاف جیسا عقیدہ قائم کر کے رضائے الہی حاصل کر سکیں اور وسیع
غیر سبیل المؤمنین کے تحت غضب الہی اور وعید عذاب کے مستحق قرار نہ پائیں

یزید کے متعلق اسلاف کا عقیدہ

لاؤ تو حکم نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

ویسے تو اپنے مقام پر مسئلہ ہذا کے متعلق متعدد آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ پیش کی جا چکی ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کو شروع کرنے سے پہلے بھی بطور تبرک ایک آیہ مبارکہ اور ایک حدیث شریف نقل کر دی جائے۔ اس کے بعد اکابرین اسلام کے وہ فرمودات پیش کئے جائیں گے جن سے ان پیشوایان اسلام کا یزید کے متعلق عقیدہ اور نظریہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق بات ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا۔ بجاء سید المرسلین

فرمان خداوندی | امن کان موصنا کمین کان فاسق لا یستون

اما الذین امنوا و عملوا الصالحات فلهم جنات المآدی نزلاً بما کانوا یعملون
واما الذین فسقوا فمأواہم النار ۲ سجۃ ۱۸-۱۹-۲۰

ترجمہ :- تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے۔ یہ برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے، پس واسطے ان کے ٹھہرنے کے جنتیں ہیں اور ان کے اعمال کی وجہ سے وہاں ان کی مہمان نوازی ہوگی اور جو فاسق ہیں پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔

فرمان مصطفوی | عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شر الناس عند اللہ و فی

روایۃ ابو سعید ان ابغض الناس (منزلة يوم القيامة روتی
روایۃ ابو سعید۔ وشدھم عذابا وابعدهم منہ مجلسا) امام جاثر
خرق - مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۵۔ ترمذی شریف ص ۱۰۰ ترجمہ :- حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرا ظالم حاکم ہے اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ
کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ”تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور سب
سے زیادہ سخت عذاب اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری ظالم حاکم کے لیے ہے“

فرمان ام المؤمنین | حبیبۃ الرسول فقیہۃ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لا یرک اللہ فی یزید الطعان اللعان
(ما ثبت من السنۃ ص ۳) اللہ تعالیٰ یزید طعان و لعان کی عمر خراب میں برکت نہ
دے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
واقعہ کربلا سے پہلے وصال فرما چکی تھیں لہذا آپ کا وقوعہ کربلا کے بیان کرتے
ہوئے یزید کے لیے بد دعا کرنا اس بات کا یقینی ثبوت پیش کرتا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کا ذمہ دار
نام لے کر یزید بے وید کو ٹھہرایا تھا۔ تبھی تو ام المؤمنین یزید پر ناراضگی کا اظہار
فرما رہی ہیں۔ اگر حضور یزید کا نام نہ لیتے تو ام المؤمنین یزید کا نام کیوں لیتیں
جیسا کہ احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث را کے تحت مسند فردوس کی حدیث
اور دیگر حوالہ جات نقل کئے جا چکے ہیں) نیز جنابہ صدیقہ کی یزید کے حق میں
بد دعا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ام المؤمنین کو جناب امام عالی مقام
رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت تھی۔

جناب حمید رکرار کا نظریہ | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اور مؤرخ

ابن اثیر نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت نقل کی ہے لکھتے ہیں۔
وقد ظهرت کرامات علی ابن ابی طالب فی هذا فانه لقی عمر
بن سعد یوما وهو شاب فقال ویحک یا ابن سعد کیف بک اذا
قمت یوما مقاما تخیر فیہ بین الجنة والنار فنتختار
النار - (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۴۲، تاریخ ابن اثیر ص ۱۴۱)۔

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک
دن عمر بن سعد (ابن سعد - یزیدی فوج کا کربلا میں سپہ سالار) سے ملے جبکہ وہ
ابھی نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اے ابن سعد (یا تیری
بربادی ہو) اُس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے جنت (معیتِ امام) اور
دوزخ (معیتِ یزید) میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کریگا۔

تم نے اجاڑا حضرت زہرا کا بوستان
تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی

امام حسین کا نظریہ | سید الشہداء امام کرب و بلا جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعتِ یزید
سے انکار فرمادیا۔ لانه کان فاسقا مد منا الخمر ظالما (سہ الشہادتین
ص ۳۶ سوانح کربلا ص ۶۴، انوار المحمود شرح البوداؤد از مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی
ص ۶۵) یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے (لہذا میں اس کی
بیعت کیسے کر سکتا ہوں) نیز مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کی بیعت
کے متعلق جناب امام عالی مقام اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ایک
مختصر مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”حضرت امام حسین نے مسجد نبوی میں حضرت
عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے ولید (یزید کی طرف سے گورنر مدینہ) نے بلایا ہے

وہ مجھ سے یزید کی بیعت طلب کرے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے (مرج البحرین ص ۲۸۳)

علامہ ابن خلدون (یزید دوست حضرات کا معتمد مؤرخ) علامہ ابن جریر، مؤرخ ابن اثیر اور مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی، حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے بھائی، بچوں اور عزیزوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے ہو کر خود لڑائی شروع فرمانے سے پہلے بطور اظہار حق اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ الا ان هؤلاء قد لزمو اطاعة الشيطان وتركوا اطاعة الرحمان و اظهروا الفساد و عطلوا الحدود و ستاثروا بالفسق و احلوا حرام الله و حرموا حلاله و انا حق من آثارنا ابن خلدون اردو ص ۲ ص ۹، تاریخ طبری ص ۲۲۹، تاریخ کامل ص ۴ ص ۴۸، حیاة الصحابة ص ۵۴۹، ترجمہ:۔ اے لوگو! کان کھول کر سن لو۔ انہوں (یزیدیوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدود اسلام کو معطل کر دیا ہے، فی کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کروں۔“

علامہ مومن شبلی مہتری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب امام عالی مقام تمام اقرباء و خدام کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو بعض عاقبت نا اندیش گستاخی کے ارادے سے محذرات کے خیموں کی طرف بڑھے تو آپ نے یزیدیوں کو لٹکار کر فرمایا دیکھم یا شیعۃ الشیطان کفو اسفہاء کم عن الحریح۔ (نور الابصار طبع مصری ص ۱۴۴، تنویر الازہار ص ۲۳۳) ترجمہ:۔ اے شیطان کے لشکر۔

ان اپنے بے جیاؤں کو مخدراتِ عصمت کی طرف جانے سے تو روکے رکھو۔
میں شیر ہوں جو گرج رہا ہوں کچھار میں
بلی نہیں کہ گھر میں کروں میاؤں میاؤں
سیدہ زینب کا نظریہ | لختِ جگر سیدۃ النساءِ نورِ چشمِ شیرِ خدا، ہمیشہ
جناب سید الشہداء و حسنِ محبتی، پروردہٗ آغوشِ سیادت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
نے یزید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے ”اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا جان
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان
کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں“ (صحابت و عارفات ص ۴۲)
امام زین العابدین کا نظریہ | حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب
مع اسیرانِ خاندانِ اہل بیت، دربارِ یزید میں پہنچے تو ایک درباری نے کہا کیف
اصبحتم یا علی بن حسین فقال اصبحنا فی قومنا بمنزلة بنی
اسرائیل فی آل فرعون ید بحون ابنائنا ویستحیون نساءنا ویلعنون
سیدنا وشیعنا علی المنابر ویمنعونا حقنا (تذکرۃ الخواص ص ۲۲۸) کشف المحجوب فارسی
طبع ایران ص ۶۴) اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا ہمارا حال
اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعونوں میں تھا۔
انہوں (یزیدیوں) نے (فرعونوں کی طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری
عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بنا کر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی
ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔ تمام تواریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اموی دورِ حکومت
میں جمعہ کے خطبوں میں علی الاعلان حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا تھا، بلکہ اموی
بادشاہوں کے دربار میں کسی کو حضرت علی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں تھی۔
قارئین کرام! امام عابد کا یہ چھوٹا سا مگر جامع فقرہ بار بار پڑھیں آپ کی اس

تشبیہ پر غور فرمائیں اور آپ کا نظریہ یزید اور یزیدلوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے خاندانِ نبوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے اور یزید اور یزیدلوں کو فرعون اور فرعونوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سیدہ سکینہ کا نظریہ | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ

رضی اللہ عنہا کا ایک فرمان علامہ ابن جریر مؤرخ ابن اثیر اور علامہ شبلی صہبانی مصری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں: ”سانحہ کربلا کے بعد جب لوگ یزید کے خلاف ہو گئے تو یزید کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آنے لگی لہذا اُس نے پھر خدمتِ اہل بیت کا ڈرامہ شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بڑا محبِ اہل بیت ہے اور حادثہ کربلا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ محذراتِ عصمت کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور لگا ہر طرح خدمت کرنے۔ چنانچہ سیدہ سکینہ اس کے اس حال کا ذکر فرماتی ہیں کانت سکینۃ یقول ما رأیت رجلاً کافراً باللہ خیر من یزید (تاریخ طبری ۵ ص ۳۶۴، تاریخ کامل ۲ ص ۸۶، نورالابصار ص ۱۴۵، تنویرالازہار ص ۴۴) ”سیدہ سکینہ فرمایا کرتی تھیں میں نے یزید سے اچھا کوئی خدا کا منکر نہیں دیکھا“ شاید کوئی کور بن شخص ”خیر“ کے لفظ پر بغلیں بجانے کا ارادہ کرے لیکن ذرا غور سے اس سے ماقبل کے الفاظ بھی زیرِ نظر رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہ نہ آنے پائے۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی

سلام! سلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

عمراد مصطفیٰ کا نظریہ | حیرالامت مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہا نے حادثہ کربلا کے بعد واقعہ حرہ سے قبل یزید کو اس وقت ایک خط لکھا تھا جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بغاوت کر دی تھی تو یزید نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور آپ کو ایک خوشامدی خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ اس میں سے چند اقتباسات مطالعہ فرمائیں اور یزید کے متعلق آپ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔ ما اردت حمدك ولا ودك ترانی كنت ناسيا قتلک حسینا..... و کتابک الی ابن مرجانہ تأمرہ بقتله وانی لا رجو من الله ان يأخذک عاجلا حیث قتلت عترۃ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بذالک..... وانی علی یقین من الله ان یعذبکم کما عذب قوم عاد و ثمود و قوم لوط و اصحاب مدین..... قالو یل لک من دیان یوم الدین..... قوالله لنظفرن غدا بین یدی الحاکم العدل الذی لا یجور فی حکمہ و سوف يأخذک سریعا الیناد یخرجک من الدنیا مذ صوما مدحورا اثیما۔ (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۷، تاریخ کامل ص ۲۵) ترجمہ: اے یزید نہ تو مجھے تجھ سے محبت ہے اور نہ ہی میں تیری تعریف کرتا ہوں کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا حسین کو قتل کرنا بھول گیا ہوں..... اور تو نے ابن مرجانہ کی طرف حسین کو قتل کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا اور میں بارگاہ خداوندی سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور تجھے جلدی پکڑے گا۔ کیونکہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو شہید کیا ہے اور تو ان کی شہادت پر راضی تھا، اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور تم سب کو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح عذاب کرے گا..... پس اے یزید قیامت کے دن کا بدلہ تیرے لئے

بربادی اور تباہی ہے..... پس خدا کی قسم ہم کل قیامت کو اس حاکم عادل کے سامنے جس نے کبھی ظلم کا حکم نہیں دیا۔ ضرور غلبہ حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر جلد ہی المناک گرفت فرمائے گا اور تو اسی طرح گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے ذلیل و خوار اور راندہ بارگاہ کر کے نکالے گا۔“ آپ کا یہ مکتوب گرامی کئی ایک مسائل کو واضح کر رہا ہے مثلاً یہ کہ راجناب ابن عباس یزید سے حد درجہ متنفر تھے ۱۲ آپ قتلِ امام کا ذمہ دار یزید کو قرار دیتے ہیں ۱۳ یزید نے قتلِ حسین کا حکم دیا تھا ۱۴ اس دنیا میں آپ یزید سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا پورا پورا بدلہ ملنے کے اُمیدوار ہیں ۱۵ یزید کے ان مظالم کے سبب اس کی طرف سے توبہ کے متعلق بھی مکمل طور پر آپ ناامید ہیں ۱۶ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ بطور عذاب ظاہری یزید کے لیے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے خواہاں اور اُمیدوار ہیں ۱۷ آخرت میں آپ یزید کے مظالم کی بنیاد پر اُسے بارگاہِ خداوندی سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحابِ مدین کی طرح ذلت ناک اور سخت ترین عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ | حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ نبایع من یلعب بالقرود والکلاب ویشرب الخمر ویظہر الفسوق ما حجتنا عند اللہ (تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۸ طبع بیروت) یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کر لیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔“

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی

نے لکھا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت جسے ابو نعیم نے علیہ میں بیان کیا ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ عبادت گزار تھے، اکثر روزہ رکھتے (صائم الدھر) اور تقریباً ساری ساری رات مصلے پر گزار دیتے (قائم اللیل) تھے۔ اور آپ کے اتنا زیادہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو لوگ مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ (حیۃ الصحابہ ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا صدیق اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے مختصر خطبہ دیا۔ اسکا ایک فقرہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، پڑھیں اور یزید کے متعلق آپ کے خیالات کا اندازہ فرمائیں آپ نے فرمایا رحمہ اللہ حسینا واخزی قاتلہ ولعن من امر بذا اللک ورضی بہ (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۶) ترجمہ :- پس اللہ تعالیٰ جناب امام حسین پر رحم فرمائیں اور آپ کے قاتل کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اور جس (یزید) نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس میں من امر سے مراد یزید ہے جیسے کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے نیز آپ نے فرمایا اما واللہ ما کان یبدل بالقرآن غیا ولا بالبکاء من خشیۃ اللہ حدا ولا بالصیام شرب الخمر ولا بالمجالس فی حق الذکر بکلاب الصید یعرض بیزید فسوف یلقون غیا۔

(تاریخ کامل ص ۱۳) ترجمہ :- خدا کی قسم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بجائے گمراہی کی طرف بلانے والے نہ تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے حد گریہ زاری کرنے والے تھے اور آپ روزہ رکھنے کے بجائے شراب نوشی نہیں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی محفلوں کو اللہ کے ذکر کے بجائے شکاری کتوں کے ذکر سے آلودہ نہیں کیا کرتے تھے اور آپ نے یہ تمام باتیں یزید کے متعلق کہی تھیں۔

(نیز آپ نے فرمایا) پس جلد ہی ایسے لوگ (یزید جیسے) جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

نیز علامہ محمد بن موسیٰ دیمیری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ وعاب یزید

بشرب الخمر واللعب بالکلاب والہتھاون بالدين واطهر تلبيم حياة الحيوان (ص ۶)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے

فرمایا وہ شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور دین کی توہین کرتا ہے۔

اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی برائیاں بیان کیں۔

واقعہ حرہ سے قبل جب یزید نے اہل مدینہ پر اپنی بیعت پیش کی تو حضرت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ لاطاعة لمخلوق في معصية

المخالق وقد فسد علينا ديننا (تاریخ یعقوبی ص ۲۲۵ طبع بیروت) اللہ تعالیٰ

کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اور (میں یزید کی بیعت

کس طرح کروں حالانکہ) اس نے ہم پر ہمارے دین کو خراب کر دیا ہے۔“ نیز

بسط ابن الزبیر لسانہ فی یزید بن معاویۃ وتنقصہ وقال بلغنی انہ

یصبح السکران ویمسی کذا لک۔ (الانساب الاشراف بلاذری ص ۲۱۷

حیاء الحيوان ص ۶) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کرنا

شروع کیں نیز فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یزید شام کو سوتا بھی شراب کے نشہ

میں ہے اور صبح کو جاگتا بھی شراب کے نشہ میں ہے۔“

جب شامیوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید کی موت کی خبر

پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یا اهل الشام قد اهلك

طاغتيكم۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۶) اے شامیوں تمہارا گمراہ کنوالا لیدر گیا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

حضرت ابوہریرہ کا نظریہ | مفسر قرآن علامہ آلوسی، مفسر قرآن علامہ قاضی شامی، پانی پتی، شارح بخاری علامہ عسقلانی، شارح بخاری علامہ قسطلانی، محدث ابن ابی شیبہ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر، شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب، علامہ ابن حجر مکی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہم اللہ عیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دعا نقل کی ہے ان باہریدۃ یقول اعوذ باللہ سبحانہ من رأس السیتین وامارتہ الصبیان یسیر فی خلافتہ بنید الطرید لعنہ اللہ تعالیٰ علی رعمہم انف۔

(تفسیر روح المعانی ۱۷ ص ۱۲۱ طبع بیروت)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ”میں سترہ کے اخیر اور بڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی حکومت کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس ذلیل پر۔ کیونکہ یزید سترہ میں حکمران بنا تھا۔“ نیز فتح الباری شرح بخاری ۱۷ ص ۱، تفسیر مظہری ۱۷ ص ۱۲۱، ارشاد الساری شرح بخاری ۱۷ ص ۱، الاما بہ فی تفسیر الصحاح ۱۷ ص ۱۲۱، مظاہر حق ۱۷ ص ۱۲۲، البدایہ والنہایہ ۱۷ ص ۲۳، جذب القلوب الی دیار المحبوب فارسی ص ۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷ ص ۱، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ۱۷ ص ۱۷ سوانح کربلا ص ۱۳ وغیر ہم پر بھی حضرت ابوہریرہ کی یہ دعا موجود ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کا فرمان | عن اباسعید الخدری . یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون خلف من بعد ستین سنة اضاعوا الصلوة والتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا . (البداية والنهاية ۲ ص ۲۳۰ ، مسند امام احمد ۲ ص ۲۸۹ ، فتح القدیر ۲ ص ۲۳۹ ، تفسیر ابن کثیر ۲ ص ۱۳۸ ، مجمع الزوائد ۶ ص ۲۳۱ وغیرہم) ترجمہ :- مشہور صحابی رسول حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستھ کے بعد ایسے لوگ (حاکم) ہوں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے پس جلد ہی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ چنانچہ ستھ کے آخر میں یزید حکمران ہوا اور پھر ساٹھ کے بعد اس کے دور حکومت میں ستھ کے ابتداء میں سانحہ کربلا اور ستھ میں حرہ کا شرمناک واقعہ ہوا۔ اسی واقعہ حرہ میں راوی حدیث ہذا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یزیدیوں نے بہت توہین کی۔ آپ کا تمام اسباب غانہ لوٹ لیا اور آپ کی دارُہی مبارک نوچ ڈالی۔ تفصیل کے لیے اخبار الطوال ص ۲۶۹، تطہیر الجنان ص ۶، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴، تاریخ مدینہ ص ۴ دیکھیں۔

حضرت معقل بن سنان کا نظریہ | مشہور صحابی رسول حضرت معقل بن سنان

اشجعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ نے جب زبردستی یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے لیے گرد و نواح کی طرف بھیجا تو وہاں جا کر آپ نے جو بیان دیا آپ بھی پڑھیں ذکر معقل یزید بن معاویہ فقال معقل انی خرجت کرہا لبيعة هذا الرجل وقد كان من القدر والقضاء خروجی الیہ وهو رجل یشرب الخمر وینى بالحرم ثم نال منه و ذکر خصالا کانت فیہ - (مستدرک ۳ ص ۵۲۲، طبقات ابن سعد ۴)

ص ۲۸۳ طبع بیروت، سوانح کربلا ص ۶۲) ترجمہ: حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص (یزید) کی بیعت لینے کے لیے زبردستی بھیجا گیا ہے اور اس کام کے لیے میرا نکلنا میری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے (ورنہ میں تو خود بھی یزید کا قائل نہیں ہوں کیونکہ) وہ ایک ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے اور محارم (جنکے ساتھ شرعی لحاظ سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے

اس کی ان دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا جو اس میں تھیں۔“

حضرت منذر کا حلفیہ بیان | صحابی رسول حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں انی قد اجازنی بمائة الف ولا يمنعنی ما صنع بی ان اخبرکم خبرہ واللہ انہ یشرب الخمر واللہ انہ یسکر حتی یدع الصلوۃ۔ (تفسیر کامل ص ۴۲)

وفاء الوفاء ص ۹۹) ترجمہ: میں مانتا ہوں کہ یزید نے مجھ کو ایک لاکھ درہم دیئے ہیں البتہ اس کا یہ عطیہ مجھے تمہارے سامنے اس کے حالات بیان کرنے سے نہیں روک سکتا۔ خدا کی قسم یزید شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ شراب میں اس حد تک محمور رہتا ہے کہ اسے نماز کا خیال ہی نہیں رہتا۔“ نیز انہی حضرت منذر کا مفصل فرمان آیات کے باب میں آیت ذاک کے تحت جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۹ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے

ابن عسیل ملائکہ کا حلفیہ بیان | حضرت عبد اللہ بن فضلہ رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ علامہ ابن خلدون اور ابن عساکر شافعی رحمہما اللہ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے پڑھیں اور غور فرمائیں۔ عبد اللہ بن حنظلہ۔ دکان اشیاخ من اهل المدینة يتحدثون ان ممن وفد الى يزيد عبد الله بن حنظله ومعه ثمانية بنين له فاعطاه مائة الف واعطى بنيه كل واحد منهم عشرة آلاف سوى كسوتهم وحملاتهم فلما قدم عبد الله المدينة اتاه الناس فقالوا ما وراءك قال اتيتكم من عند رجل والله لو لم احب الا بني هؤلاء لجاهدتهم قالوا فانه بلغنا انه اكرمك واعطاك قال قد فعل وما قبلت ذالك منه

الا ان اتقوى به عليه وحفض الناس فبايعوه ان اهل المدينة
لما وثبوا الى الحرية فاخرجوا بني امية عن المدينة واظهروا عيب
يزيد بن معاوية دخلاه اجمعوا على عبد الله بن حنظلة وقال
يا قوم اتقوا الله فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان نرمي بالحجارة من
السماء ان رجلا بينكم الامهات والبنات والاخوات ويشرب الخمر -

تاریخ ابن عساکر ۲ ص ۲۴۴ طبع بیروت، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۱۲۲ نفیس الیومی
تاریخ کامل ۲ ص ۲، طبقات ابن سعد ۵ ص ۶۶، تذکرۃ الخواص ۲ ص ۲۸۸، ماثبت من السنہ
ص ۴۴، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۹، سوانح کربلا ص ۶۲، مستدرک ۲ ص ۳۵۵، مجرم نامہ
از خواجہ حسن نظامی ص ۸۶، تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۴۶ اردو ص ۲۶، انساب الاشراف بلاذری
۲ ص ۲۱، حیاة الصحابہ ۲ ص ۶۱، علامہ ابن حجر عسقلانی نے اتنا زیادہ لکھا ہے۔

و یقتل اولاد آل یاسین ولحم یرک الله فی عمره - (صواعق مخرقة ص ۳۳)
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بزرگوں (سرداروں) میں
سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ بھی اس وفد کے ایک رکن تھے جو اہل مدینہ کی
طرف سے (یزید کے حالات معلوم کرنے کے لیے) یزید کے پاس گیا تھا۔ آپ کے
ساتھ آپ کے آٹھ (۸) بیٹے بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر یزید نے آپ کو (بطور
خوشامد) ایک لاکھ درہم دیئے اور آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک کو دس، دس ہزار
(۱۰۰۰۰) درہم دیئے۔ اس کے علاوہ انہیں سواریاں اور خلعتیں بھی دیں۔ جب حضرت
عبد اللہ مدینہ منورہ پہنچے، لوگ پوچھنے لگے وہاں کی کیا خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں
ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں کہ اگر میرے ان بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی
میرا ساتھ نہ دے تو پھر بھی میں اُس سے ضرور جنگ کروں گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو
سننا ہے کہ اس نے آپ کی عزت کی ہے اور آپ کو کچھ مال بھی دیا ہے۔ آپ نے

فرمایا ہاں یہ تو اس نے کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ میں نے اس سے اس لیے قبول کیا ہے کہ اس کے ساتھ میں اس کے خلاف تقویت حاصل کروں۔ لوگ بھڑک اٹھے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

واقعہ حرہ کے زمانہ میں اہل مدینہ نے بنو امیہ کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور علی الاعلان یزید کی بُرائی بیان کرنے لگے اور سب نے یزید کے خلاف حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ نے کہا اے قوم خدا سے ڈرو۔ پس خدا کی قسم ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت نہیں توڑی تھی کہ ہمیں خوف ہوا کہ (ظلم و معصیت کی زیادتی کے سبب) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں (برائی یہاں تک عام ہو گئی اور بڑھ گئی ہے) کیونکہ یزید ایک ایسا شخص تھا جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا اور شراب بھی پیتا تھا۔ "نیز علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یزید وہ ظالم شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو شہید کیا اللہ تقائے اس کی عمر میں برکت نہ دے۔"

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہو بے سبب

اظہارِ واقعات ہے کوئی گلہ تو نہیں

حضرت عبداللہ بن ابی عمر کی گواہی | وقال عبد اللہ ابن ابی

عمر بن حفص المخزومی قد خلعت یزید کما خلعت عما متی
ونزعها عن رأسه وانی لا قول هذا وقد وصلنی واحسن جائزتی ولكن
عدوالله سکیر۔ (وفاد الوفاء ص ۹۹)

اسی واقعہ کو محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں، "عبداللہ بن ابی عمر عمامہ خود را بر آورد و گفت دے دشمن خدا دائم اسکر است

من اور از بیعت خود بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود بر آوردم (حزب القلوب
الی دیارالمحبوب ص ۳۹) یعنی یزید کے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ
کے معززین کا جو وفد یزید کے پاس بھیجا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن ابی عمر خزومی
بھی تھے جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اگرچہ یزید نے مجھے انعام و
کرام دیا ہے لیکن چونکہ وہ خدا کا دشمن پکا شرابی ہے لہذا میں اس کی بیعت کو توڑتا
ہوں اور آپ نے اپنا عمامہ (پگڑی) اتار کر پھینک دیا اور فرمایا جس طرح میں
نے اپنی پگڑی اتار دی اسی طرح میں نے اپنے سر سے یزید کی بیعت اتار دی۔
شرفاء مدینہ کا فیصلہ | علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

فكتب يزيد الى عثمان بن محمد عامله ان يوجه اليه وفد يستمع مقالته ثم
يستميل قلوبهم (انساب الاشراف ص ۲۱) یعنی یزید نے عثمان بن
محمد بن ابوسفیان (یزید کا چچا زاد بھائی) گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ مدینہ منورہ سے (شرفاء
مدینہ کا) ایک وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کے خیالات سنوں اور (انکی خوشامد
اور مالی خدمت کر کے) ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کروں۔
لیکن علامہ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ ابن اثیر وغیرہم لکھتے ہیں۔

ولما رجع الوفد المدینة اليها اظهروا شتم يزيد وعيبه
وقالوا قد منا من عند رجل ليس له دين يشرب الخمر ويضرب الطنا بiero
يعذب عنده القبان ويلعب بالكلاب وليبصر عنده الحراب وهم للصمصم
(البدایہ والنہایہ ص ۲۱، تاریخ طبری ص ۲، تاریخ کامل ص ۲، خلاصۃ الوفا
ص ۲، وفاد الوفا ص ۲، حزب القلوب الی دیارالمحبوب ص ۳۹۔ ترجمہ: وہ حبیب وہ
وفد مدینہ منورہ واپس پہنچا تو علی الاعلان یزید پر سب و شتم کرنے لگا اور اسکے
عیب (جو وہاں دیکھ کر آئے تھے) بیان کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایسے

شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کے پاس دین نہیں ہے، وہ شراب پیتا ہے
طنبور سے بجاتا ہے اور لونڈیاں اس کے پاس گایا کرتی تھیں۔ کتوں کے ساتھ کھیلا کرتا
تھا اور رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنایا کرتے تھے۔
پھر سب نے بیک زبان کہا۔ انا نشہد کما نا قد خلعنا
فتا بعہم الناس علی خلعه۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ”اے لوگو! ہم تمہیں گواہ
بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی ہے۔ پس تمام لوگوں نے انکا اتباع
کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑ دی۔“ حالانکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
کی روایت ہے کہ دعا نا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبايعناہ
۔۔۔۔۔ ان لا ننازع الامر اهلہ الا ان تروا کفرا بواحا
عندکم من اللہ فیہ برہان۔ (بخاری شریف ۲ ص ۱۰۵، نسائی
شریف ۲ ص ۱۰۱، مشکوٰۃ شریف ۳ ص ۱۱۳) آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم حاکموں سے اس وقت تک بھگڑا نہیں
کریں گے جب تک ہم ان میں کوئی کفر صریح نہ دیکھ لیں جس پر ہمارے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اختلاف کرنے کی) دلیل بن جائے۔“
علامہ ملا علی قاری ”ان لا ننازع“ کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا نطلب الامارة ولا نعزل الامیر منا ولا نخاربه۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲ ص ۳، حاشیہ مشکوٰۃ ۲ ص ۳) یعنی ہم نہ خود (مسلمان حاکم
کے ہوتے ہوئے) حکومت کے طالب ہوں گے اور (جب تک کوئی شرعی عذر
پیدا نہ ہو جائے) نہ خلیفہ وقت کو معزول کریں گے اور (جب تک شرعی حدود
سے وہ تجاوز نہ کرے) ہم اس سے لڑیں گے بھی نہیں۔“

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دستِ حق پرست پر یہ بیعت کی تھی کہ جب تک حاکم وقت میں ہم کفر صریح نہ دیکھ لیں گے اس سے کسی قسم کا نزاع نہیں کریں گے چنانچہ جب صحابہ کرام نے یزید کے فسق و فجور کا چرچا سنا تو فوراً کوئی کاروائی نہ کی بلکہ معتمدینِ مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا تاکہ اس کے شب و روز کے معمولات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ مدینہ شریف کے معززین کا وفد یزید کے ہاں گیا چند دن وہاں رہا اور کردارِ یزید کی تحقیق کر کے واپس آئے اور آکر باقی تمام مسلمانوں کو یزید کے آنکھوں دیکھے حال سے مطلع کیا اور سب کے سامنے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا۔ اس طرح شرعی حجت قائم ہو جانے کے بعد لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے فرمانِ مصطفویٰ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعتِ صحابہ نے یزید کی بیعت بھی توڑ دی، اس کو معزول کرنے کی بھی کوشش کی اور جب وہ حکومت سے دست بردار نہ ہوا تو پھر اس سے جنگ بھی کی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر ہم ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو پھر کل قیامت کو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے (حوالہ گزر چکا) تو جناب اگر ابتداءً بعض صحابہ نے بوجہ یزید کی بیعت کر لی تھی۔ تو اس کو دلیل بنانے والے دوست بعد کا فعل تنسیخِ بیعت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد کا قول و فعل پہلے والے قول و فعل کو منسوخ کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور منسوخ قول و فعل کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا لہذا تمام صاحبِ ایمان حضرات پر لازم ہے کہ ارشادِ خداوندی والذین اتبعوہم باحسان اور فرمانِ مصطفویٰ ما انا علیہ و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یزید کو فاسق و فاجر مرتکبِ کبائر اور جبر و استبداد سے بننے والا ظالم اور جہلکِ امتِ بے وقوف نوجوان حاکم تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ حق پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقاضا ہے موجوں کا طوفاں سے کھیلو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے
ملت عربیہ کا فیصلہ | علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔
ولما فعل یزید باہل المدینۃ ما فعل مع شربۃ الخمر واتیانہ
المتکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم
یبark اللہ فی عمرہ - (صواعق محرقة ص ۲۲) ترجمہ: جب یزید نے اہل
مدینہ کے ساتھ ظلم بے انتہا کیا (واقعہ حرہ) اور اس کے شراب پینے اور اس کی دیگر
برائیوں کا جب لوگوں کو علم ہوا تو لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور
(مملکت عربیہ کے) بہت لوگوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اللہ تعالیٰ یزید
بے دید کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔“

یہ بیعت توڑنے والے ظاہرات ہے یا صحابی تھے یا تابعی۔ تو ان خیر القرون
والوں کا اور وہ بھی قرن اولیٰ اور ثانیہ کا جب یزید کے فسق و فجور پر اجماع ہو چکا
ہے اور یہ پاکباز ہستیاں جب اسے امیر المؤمنین ماننے سے انکار کر رہی ہیں
تو آج کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے امیر المؤمنین کہے۔

شب دیجور تاروں سے سنورتی ہے عبث شیدا
بری صورت کسی کو کب بھلی معلوم ہوتی ہے

حضرت عمران بن حصین کا انکشاف | عن عمران بن حصین

قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یکرہ ثلاثۃ
احیاء ثقیف وبنی حنفیۃ وبنو امیۃ - (ترمذی شریف ص ۲۳۳)
مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳ مشہور صحابی رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک تین قبیلوں سے نفرت

فرماتے رہے "ثقیف ۲ بنی حنفیہ اور ۲ بنو امیہ" اس حدیث شریف کے الفاظ "بنی امیہ" کے تحت شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما از ایثاں بود کذا قیل و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبید اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامروے و برضائے وے کرد و باقی بنی امیہ ہم درکار ہائے بد تقصیر کردہ اند یزید و عبید اللہ را چگونید و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ بوزہنا بر منبر شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم بازی میکنند و تعبیر آن بہ بنی امیہ کردہ دیگر چیز ہا بسیار است چہ گوئید (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۲ ص ۳۴۳)

اسی حدیث کے انہی الفاظ کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بنی امیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو مباشر تھا قتل امام حسین کا بڑا ہی پلید تھا اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا۔ اور جو کچھ کہ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں (مظاہر حق ۲ ص ۶۵۵)

حضرت سمروہ بن جندب کا نظریہ [مشہور صحابی رسول حضرت سمروہ بن جندب

رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں بیٹھے تھے جب یزید نے امام حسین کے لبوں پر پھری

ماری تو آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا " اللہ تیرا ہاتھ کاٹے، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے۔ اے ظالم تو خاندان نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے لیکن اب تک تجھے بس نہیں ہے۔ " (مرج البحرین ص ۲۵۹)

حضرت حسن بصری کا نظریہ | علامہ شیخ مومن شبلی مہری رحمہ اللہ مشہور

تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک فرمان نقل فرماتے ہیں جس سے آپ کا احترام نبوی، محبت اہل بیت اور آپ کی دشمنان اہل بیت سے بے حد نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔ وکان الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ یقول لوکان لی مدخل فی العصبة مع قتلة الحسین بن علی وخیرت بین الجنة والنار لاخترت دخول النار جبار من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع بصرہ علی فی الجنة۔

(نور الابصار ص ۱۲۹ طبع مصری)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر (خدا نخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہوں جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ سے دوزخ میں جانا پسند کروں گا، تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے۔ " (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال جنت میں تشریف فرما ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں چلا جاؤں اور قاتلین حسین سے میری کچھ رشتہ داری ہو تو حضور جب مجھے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے نواسے کا قاتل تیرا رشتہ دار ہے تو میں آپ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاؤں گا۔ لہذا اگر خدا نخواستہ امام پاک کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ ہو تو میں دوزخ میں جانا گوارہ

کروں گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔
یزید دوست حضرات کے لیے لمحہ فکریہ۔

جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو

اعظم اگرچہ وہ اپنی ہستی ہی کیوں نہ ہو

نیز آپ کا ایک بیان وضاحت نشان خاص یزید کے متعلق بھی ہے۔

آپ نے حضرت امیر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ استخلا فہ بعدہ ابنہ

سکیرا خمیرا (تاریخ کامل ۲ ص ۱۹۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کے بعد آپ کا

بیٹا یزید حکمران ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔

حضرت عمر ثانی کا فیصلہ | تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دور حکومت میں بکری اور بھیڑیا اکٹھے چرتے تھے

حنور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنو امیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہوگا جو دنیا

کو انصاف سے بھر دے گا۔ تمام دنیا نے اسلام آپ کو عمر ثانی اور خلیفہ راشد خامس

مانتی ہے۔ صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمع اپنے رفقاء

کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لاتے دیکھا۔

بہر حال آپ وہ عادل خلیفہ ہیں کہ تمام دنیا نے اسلام آپ کے عدل و انصاف

اور آپ کی شرافت و بزرگی کو مانتی ہے۔ فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ عبدالعزیز قزلباشی

شارح بخاری علامہ عسقلانی، مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر، خاتم الحقاہ علامہ جلال الدین

سیوطی، علامہ ابن حجر مکی اور محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ بیان

فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں یزید کو امیر المؤمنین

کہہ دیا تو آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔ اتقول له امیر المؤمنین فامر

به فضرع عشرین سوطا (نبراس شرح، شرح عقائد ص ۵۵، تہذیب التہذیب ص ۳۱۱،

صواعقِ حرقہ ص ۲۲ ، البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۲۴ ، تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۳۶ اردو ص ۲۰۵
ما ثبت من السنۃ ص ۳۴) ترجمہ :- کیا تو اسے امیر المؤمنین کہتا ہے ، پھر آپ نے
حکم دیا تو اُسے (یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے شخص کو) بیس کوڑے لگائے گئے۔
حالانکہ آپ بھی اموی خلیفہ تھے لیکن ایک منصف مزاج شخص حق بات میں اپنے
پرائے کا فرق نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
کو خلیفہ راشد ماننے کے باوجود یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے حضرات عبرت حاصل کریں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایسے ظالم و جابر حکمرانوں کا دور تھا کہ جب
لوہے کے عھد سے حکومت قائم کی گئی تھی اور زبان سے کسی اصلاحی لفظ کا نکالنا
اپنے خون سے کھینا تھا اسی لیے بڑے بڑوں کے پائے استقلال ڈگمگاہے تھے۔
خواجہ حسن بھری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور شعبی جیسے ائمہ عظام کے لیے فاموشی
کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲) اکثر دیکھا جا رہا
تھا کہ زبان سے بات نکلی نہیں کہ سرتن سے جدا ہو گیا (امام اعظم کی سیاسی زندگی
ص ۱۱) ان حالات میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا کسی مسئلہ میں سکوت فرمانا دلیل
نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ۔ ما اتانا عن اللہ و
رسولہ قبلناہ علی الرأس والعین وما جاءنا اور ما اتانا عن
الصحابۃ اخترنا احسنہ ولم نخرج عن اقاویلہم (نور الابصار ص ۲۲ طبع مصری)
یعنی آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین و آثار میں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی ان کے فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔“ اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک قول مخالفت حضرات بھی اکثر بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اذا صح الحدیث فہو صدق ہی یعنی جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ تو جناب جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب، مؤطا امام مالک، مسند فردوس، سنن الکبریٰ بیہقی، معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رویانی، مشارق الانوار، مستدرک، مسند امام احمد وغیرہم بمع ان کی مشہور و معروف اور مستند و معتبر تشریح سے خوب اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید عنید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

اموی فرماں روا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ھجرت ۱۰۵ میں کوفہ کا گورنر ابن النضرانیہ خالد بن عبداللہ تھا وہ نہایت ظالم اور بے دین شخص تھا۔ اس نے مسجدوں کے مینار گروا دیئے اور اپنی نصرانی ماں کے لیے کوفہ میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا۔ اموی خلفاء کو راضی کرنے کے لیے حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ بلکہ بے دین خوشامد میں یہاں تک بڑھا کہ کہنے لگا۔ ان الخلیفۃ ہشاماً افضل من رسول اللہ۔ (تاریخ کامل ص ۵۳۸) یعنی (معاذ اللہ) خلیفہ ہشام رسول اللہ سے افضل ہے، بیت المال سے اس نے عالیشان گرجا بنوانے اور اپنی جاگیر میں سات نہریں نکلوانے اور دیگر اپنے تعیش پر خزانے کا پچاس کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ہشام کے پوچھنے پر کہا کہ میں نے اس رقم کا بڑا حصہ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کے پاس جمع کر رکھا ہے۔

ہشام نے آپ کو کوفہ بلایا اور وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بھلا جو شخص ہمارے
آباؤ اجداد کو ہمیشہ گالیاں دیتا ہو وہ ہمارے پاس مال کیسے بھیجے گا۔ خلفاء بنی امیہ
ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کوفہ میں نہ آنے پائے
لیکن ہشام نے مکمل اطمینان کر لینے کے بعد بھی حضرت زید بن علی بن حسین کو
بجائے واپس مدینہ منورہ بھیجنے کے کوفہ بھیج دیا۔ کوفہ والوں نے بھوے سید سے
پھر وہی رویہ اختیار کیا جو وہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین سے کر چکے
تھے۔ کوفیوں نے ہشام کے خلاف حضرت زید بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع
کی حتیٰ کہ تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کوفیوں نے بیعت کر لی۔ اہل بیت کے حب
حضرات اگرچہ حضرت زید کو اہل کوفہ کی بے وفائیاں یاد دلاتے رہے لیکن آپ نے
اہل کوفہ پر پھر اعتماد کر ہی لیا اور ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ حضرت زید نے
اپنے ایک خادم فضیل بن زبیر کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا آپ بیماری کی وجہ
سے فوج میں شامل تو نہ ہو سکے لیکن سامان حرب کے لیے حضرت زید بن علی
کی خدمت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے نذرانہ پیش کیا اور عوام الناس کو سید زادے
کی معاونت پر ابھارنے کے لیے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرمایا کہ خروجہ
ایضا ہی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم بدر
(روض النقیۃ ص ۲۶، ہدیۃ المہدی ص ۹۷، اسعاف الراغبین ص ۲۴۵، نور الابصار طبع معری
ص ۲۲۷، الجصاص ص ۵۷، تاریخ طبری ص ۴۸۲، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۵۱،
تنویر الازہار ص ۲۴۳، تحفۃ اثنا عشریہ ص ۷) یعنی اموی خلیفہ ہشام کے خلاف
سید زادے کی معاونت میں لڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور کے ساتھ غزوہ بدر
میں شمولیت تھی۔ ”وہ علیحدہ بات ہے کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت زید
بھی اپنے دادا حضرت امام حسین کی طرح شہید ہو گئے لیکن اس واقعہ سے حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں اموی خلفاء سے نفرت اور سادات کرام سے محبت و مودت بالکل واضح ہو رہی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بعد میں جب کبھی بھی حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بہت رویا کرتے تھے (مناقب موفق ص ۲۹۱، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۹)

۱۳۲ھ میں سلطنت بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنو عباس کا پہلا فرمانروا ابو العباس سفاح تخت نشین ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ۱۳۶ھ میں اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا، منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کر دی کیونکہ سادات خلافت کا خیال رکھتے تھے اور یہ ان کا حق بھی تھا۔ اگرچہ سادات کی طرف سے اس وقت کوئی سازش ظاہر نہیں ہوئی تھی پھر بھی صرف بدگمانی پر منصور نے سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ محمد بن ابراہیم کو زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ جو لوگ سادات میں ممتاز ہوتے ان کے ساتھ زیادہ بے رحمیاں کرتا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔ آخر تنگ آکر ۱۴۵ھ میں انہی مظلوم سادات میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی نفس زکیہ رضی اللہ عنہم نے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا تو حضرت محمد نفس زکیہ نے اپنے بھائی حضرت ابراہیم کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا اس وقت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی عمر تقریباً پھیاسٹھ (۶۶) برس ہو چکی تھی۔ اس وقت کا آپ کا رویہ یوں مذکور ہے۔ کان ابو حنیفۃ یجاہر فی امرہ ویامر بالخر وج معہ۔ (ابی نعیم الشافعی ص ۳، سیرۃ النعمان از شبلی ص ۵۵، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۴۳، تاریخ الخلفاء ص ۱۸، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۳۴۳) یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علانیہ لوگوں کو حضرت ابراہیم (حسنی سید) کی رفاقت پر ابھارتے تھے اور لوگوں کو ان سیدوں کی معیت میں ظالم حکومت کا

مقابلہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔ نیز کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا نقلی حج کرنا زیادہ ثواب ہے یا محمد نفس ذکیہ کی رفاقت میں حکومت سے لڑنا۔ تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس جنگ میں شرکت پچاس نقلی حجوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (مناقب موفق ص ۵۲، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲۴) تیرا آپ نے چار ہزار درہم بطور تدارک بھی دیا (سیرۃ النعمان ص ۱۷۱) اسی طرح آپ کی حب اہل بیت اور دشمنان اہل بیت سے دشمنی کے متعلق علامہ شبلی نعمانی مصری رحمہ اللہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقالت له امرأة اشترت علي ابني بالخروج مع ابراهيم ومحمد بن عبد الله بن حسن حتى قتل فقال ابو حنيفة ليتني مكان ابنك۔ (نور الابصار ص ۲۲۷ طبع مصری، تنویر الازہار ص ۲۴۳) یعنی حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی عباسی خلیفہ ابو جعفر کے ساتھ لڑائی کے بعد ایک عورت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ خروج پر ابھارا تھا۔ وہ اب ان کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا کاش تیرے بیٹے کی جگہ سادات کی معیت میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں ہوتا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ ہمیشہ سادات کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے مخالفت کا تھا چنانچہ ان اہل بیت کے دشمن خلفاء نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کو زیر دام کرنے کے لیے اپنا ملازم بنانا چاہا، آپ کو کبھی وزارت عظمیٰ کی پیش کش کی گئی (معجم ص ۱۷۱) یہ پیش کش مروان کی حکومت میں ۱۳۱ھ میں گورنر کوفہ (ابن ہبیرہ) یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے اس ظالم کا نام بھی یزید تھا۔ کبھی قاضی القضاة کا عہدہ پیش کیا گیا (مناقب موفق ص ۱۷۱) لیکن آپ نے ہمیشہ محبت اہل بیت میں سرشار ہو کر دشمنان اہل بیت کی

ہر فرمائش کو ٹھکرا دیا حتیٰ کہ اہل بیت کرام کی اسی وفاداری کے تحت آپ گرفتار ہوئے۔ آپ پر کئی مرتبہ کوڑے برسائے گئے لیکن آپ کا قدم مصائب دنیا پر کبھی نہ ڈل گیا۔ حتیٰ کہ ۱۴ رجب المرجب ۶۱ھ کو عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح یہ شیدائے اہل بیت محبت اہل بیت سے سرخرو ہو کر اکابر سادات شہداء کے خادموں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بلکہ کتابوں میں یہاں تک مذکور ہے کہ جب امام اعظم رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالا اور آپ کو وقوعہ کربلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حب اہل بیت کے طور پر نہر فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نہر کا پانی اہل بیت کرام پر بند کیا گیا تھا ابوحنیفہ بھی اس پانی کو اپنے اوپر بند کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حب اہل بیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کونا کہ ”یزید کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ تھا۔“ اب بہت آسان ہو گیا ہے اور جہاں تک اس مسئلہ پر آپ کے سکوت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب مروان کے دور حکومت میں گورنر کوفہ یزید بن عمرو کے حکم پر امام کو کوڑے مارے جا رہے تھے تو تقریباً بیس کوڑے لگانے کے بعد یزید نے جلاد کو روکا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں۔ اسی اشارہ میں ایک یزیدی خوشامدی بقبض امام میں کھڑا ہوا اور گورنر سے کہا کہ یہ اموی خلفاء کو حق پر نہیں سمجھتے چنانچہ آپ سے یزید کے بارہ میں پوچھا گیا لیکن آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اموی گورنر کے سامنے آپ پہلے ہی زیر عتاب ہیں اور اس کیلئے آپ کو مزید سزا دلوانے کے لیے یہ مسئلہ پھڑا تھا لہذا آپ نے اس ذیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ غصے سے خاموش ہو گئے ہوں کہ جاہل ابھی تو واقعہ کربلا و حرہ اور اہانت بیت اللہ و غیرہ کل کے واقعے ہیں کیا ایسے واضح اور کھلے مسئلے پر بھی کسی فتوے کی ضرورت باقی ہے۔ بہر حال سکوت کا سبب کچھ بھی مراد لیا جائے لیکن یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے وقت میں دشمنان اہل بیت کے متعلق اپنا مال اور قلم استعمال کر کے اہل بیت اطہار کی خدمت بجالانے والا شخص اپنے سے قبل اس سے بڑے مظالم اہل بیت پر کرنے والے کے متعلق نیک لگاں رکھتا ہو۔ اس بات پر آپ کے وہ فتاویٰ جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دیئے وہ شاہد مادل ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص دنیا کی کسی معتبر کتاب سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید کی شان اور فضیلت میں یا یزید کا خلیفہ برحق ہونا یا یزید کے صنتی اور بخشتے ہوئے ہونے کے متعلق دکھا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو فی حوالہ مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ہا تو ابرہہ انکم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والجمادۃ اعدت للكافرين۔ والسلام علی من التبع الهدی۔

اور پھر جو لوگ مثل غزالی کے تخصیص و تعین لعنت سے منع کرتے ہیں وہ بھی یزید کو اچھا نہیں کہتے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ لعنت کا فر کے لیے مخصوص ہے اور یزید جیسا بھی تھا اس نے کلمہ پڑھا تھا لہذا وہ ایک دن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکالا جائے گا لیکن اکثر اکابر علماء نے اتنی بات ماننے سے بھی انکار کیا ہے اور اگر کوئی شخص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے سکوت کو غلط رنگ دے تو پھر اکابر اسلاف حنفیہ مثلاً علامہ ابن ہمام، علامہ ملا علی قاری، علامہ عبدالعزیز فرہارومی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ حقانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہم کے فتوے، تصریحات و تلخیصات کا کیا جواب ہوگا (جو کہ اسی کتاب میں اپنی اپنی جگہ تحریر کر دیئے گئے ہیں) نیز مہر حاضر کے حنفی علماء و مشائخ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، علامہ قطب الدین خان، مولوی عبدالحی لکھنوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا رکن عالم، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولوی زکریا صاحب دیوبندی، شبلی نعمانی دیوبندی، سید سلیمان ندوی دیوبندی شاہ معین الدین ندوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم علی نانوتوی دیوبندی، قاری محمد طیب دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی، سید امیر علی دیوبندی، مولوی عبدالرب دیوبندی، مفتی محمد شفیع کراچی وغیرہم کے فتاویٰ اور نہایت واضح بیانات کا کیا جواب ہوگا! ظاہر بات ہے کہ اگر یہ علماء و مشائخ حنفیہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا فتویٰ یزید کے حق میں پاتے تو کبھی بھی اس وضاحت و صراحت سے یزید بے دید کے خلاف فیصلہ دے کر حضرت امام اعظم کی مخالفت نہ کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اکابر علماء حنفیہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دشمن اہل بیت یزید عنید کے خلاف فتوے دے کر اپنی محبت اہل بیت اور تقلید امام اعظم رحمہ اللہ کے اپنے صحیح حنفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ فاعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا فتویٰ | حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ صراح نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آپ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ کیف لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقال عبد اللہ قد قرأت کتاب اللہ عزوجل فلم اجد لعن یزید فقال الامام ان اللہ تعالیٰ یقول فہل عسیتم ان تولیتم ان

تفسد وافی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم
اللہ الخ وای فساد قطیعة اشد مما فعلہ یزید ۔

و تفسیر روح المعانی ۲۶ ص ۷۷ طبع بیروت، تفسیر مظہری ۷ ص ۴۴، صواعق محرقة ص ۲۲
مکتوبات قاضی شہداء اللہ ص ۲۰۳، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۷، فتاویٰ عبدالحی ص ۷۸ نسیم الریاض
شرح شفا قاضی عیاض ۷ ص ۵۵۶، شرح فقہ اکبر ص ۸۷، حاشیہ ہدیت المہدی ص ۹۷ از
مولوی وحید الزمان غیر مقلد، تفسیر معارف القرآن ۷ ص ۴۳ از مفتی محمد شفیع دیوبندی،
مکتوبات شیخ الاسلام ۷ ص ۲۵۸ از مولوی حسین احمد دیوبندی، تکمیل الایمان ص ۷۷
اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار طبع مہری ص ۲۱، نبراس ص ۵۵۴۔

یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اس شخص پر
کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔
آپ کے بیٹے نے عرض کی ابا جان قرآن پاک تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن مجھے
تو قرآن کریم میں کہیں یزید پر لعنت کا ذکر نہیں ملا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا بیٹے
فرمان خداوندی ہے ” پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد
پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت
کی ہے۔ “ پس جو کچھ یزید نے کیا ہے اس سے بڑھ کر کون سا فساد ہوگا۔

جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ، حضرت امام احمد کے اس فتویٰ پر
تبصرہ فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام احمد بكفرة وناهيك به
ورعا وعلما يقتضيان انه لم يقل ذاك الا لما ثبت عنده
من امور صريحة وقعت منه توجب ذالك ووافقه على
ذالك جماعة كابن الجوزي وغيره واما فسقه فقد اجمعوا
عليه واجاز قوم من العلماء لعنة بخصوص اسمه وروى

ذالك عن الامام احمد قال ابن الجوزي صنف القاضي ابو يعلى كتابا فيمن كان يستحق اللعنة وذكر منهم يزيد (اسعاف الراغبين برعاشيه نور الابصار ص ۲۱) اور تحقیق حضرت امام احمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام کا علمی مقام اور آپ کی پرہیزگاری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ نے یزید کو تنہی کافر کہا ہو گا جب کہ آپ کے نزدیک اس کو کافر کہنے کے واضح دلائل ثابت ہو گئے ہوں گے اور اس بات پر علماء کی ایک جماعت نے آپ سے موافقت کی ہے مثلاً ابن جوزی وغیرہ۔ اور یزید کے فاسق ہونے پر تو تقریباً سب کا اجماع ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے تو یزید کا نام لے کر لعنت کرنا بھی جائز کہا ہے اور حضرت امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے مستحقین لعنت اشخاص کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اور ان (مستحق لعنت) لوگوں میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔“

میں نے تو یوہنی خاک پہ پھری تھیں انگلیاں

دیکھا جو غور سے تو تیری تصویر بن گئی!

علامہ تفتازانی حنفی کا فیصلہ | فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ سعد الدین

تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی

ایمانہ لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره.....وكان

یزید اِنَّه شرب الخمر وامر بالملاهی والغناء ومنع الحق علی اهلہ

وفسق فی دینہ (شرح عقائد نسفی^{۱۱} ارشاد الساری شرح بخاری ص ۱۳۱، تفسیر روح المعانی ص ۲۶

ص ۲۷) ترجمہ :- پس ہم یزید کے حق میں (لعنت کہنے میں) خاموشی اختیار نہیں کرتے

بلکہ اس کے ایمان کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں (یعنی اس کے ایمان کی گواہی

نہیں دیتے) اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام

ساتھیوں پر، اور یزید شراب پیتا تھا اور برائیوں کا حکم دیتا تھا اور گانے بجانے کا شوقین تھا اور حق دار کو اس کا حق نہیں دیتا تھا اس طرح اس نے اپنا دین خراب کر لیا تھا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی | علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔

قال ابن الہمام ما يدل على كفره من تحليل الخمر ومن تفوهه بعد قتل الحسين واصحابه اني جازيتهم بما فعلوا باشباه قریش
(شرح فقہ اکبر ص ۵)

علامہ ابن الہمام حنفی | یعنی فقہ حنفی کے مستند مصنف علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ

نے فرمایا۔ یزید کے کفر پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں وہ اس کا شراب پینا اور اسے حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کرنے کے بعد جو بیہودہ گوئی کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انہیں اس بات کی جزا دی ہے جو انہوں نے جنگ بدر میں قریشی بزرگوں کے ساتھ کیا تھا اس وجہ سے میں اس کی تکفیر کو جائز سمجھتا ہوں۔

علامہ عبدالعزیز حنفی | فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی

رحمہ اللہ فرماتے ہیں و بعضهم اطلق اللعن عليه منهم ابن الجوزي المحذو
المحدث صنف كتابا سماه الرد على المتعصب العنيد لمانع عن ذم
يزيد ومنهم قاضي ابو يعلى - (نبراس، شرح، شرح عقائد ص ۵۵)

اور علماء اسلاف میں سے جو یزید پر لعنت کا اطلاق کرتے ہیں ان میں سے محدث ابن جوزی بھی ہیں آپ نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ”الرد على المتعصب العنيد لمانع عن ذم يزيد“ ہے (یعنی اس متعصب عنید کا رد جو یزید کی بُرائی کرنے سے روکتا ہے) اور یزید پر لعنت کرنے والے اسلاف علماء میں سے قاضی ابویعلیٰ بھی ہیں۔

قاضی ابویعلیٰ | علامہ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ

صنف القاضی ابو یعلیٰ کتابا فیمن کان یشحق اللعنة و ذکر منهم یزید -

(اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۲۱۱) ترجمہ :- علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس میں آپ نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔

یعنی علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اور آپ نے جن اشخاص کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ ظاہر بات ہے ان کے استحقاق لعنت پر آپ نے دلائل بھی قائم کئے ہوں گے کیونکہ آپ جیسا عالم بلا دلیل تو فتویٰ نہیں دے سکتا۔

علامہ ابن جوزی | محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے یزید کے مستحق لعنت ہونے پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

لیس العجب من فعل عمرو بن سعد و عبید اللہ بن زیاد بل انما العجب من خذلان یزید و ضربه بالقضیب علی سنیۃ الحسین لا نقنع لفاعله و معتقده باللعنة و قد حصل مقصوده من القتل و لكن احقاد جاہلیۃ دلیلہا ما تقدم من اشعارہ - لیت اشیاخی بیدر شہد و الخ (الرد علی المتعصب العنید لمافع عن ذم یزید ص ۹۲)

ترجمہ :- مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا تعجب نہیں ہے جتنا تعجب مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس آیا تو اس نے آپ کے دندان مبارک پر پھڑی ماری (اور اس نے جو باقی سلوک آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم صرف اس کی اس وجہ سے لعنت پر قناعت نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی بہت کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اس کا سر اقدس

ابن زیاد نے بھی سر امام کی توہین کی (بخاری ص ۵۳)

کی توہین کرنا، یہ اس کی جاہلیت کے حسد و کینہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا، کاش کہ میرے بدر و لے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد کی اولاد سے آج بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔“

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میزان الاعتدال میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

یزید بن معاویہ: ليس باهل ان يروى عنه وقال احمد بن حنبل لا ينبغي ان يروى عنه۔ (میزان الاعتدال ص ۴۴)

یزید بن معاویہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے نیز حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی یزید سے روایت کرے۔
علامہ عسقلانی | شارح بخاری فن رجال کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی

رحمہ اللہ بھی علامہ ذہبی کے ہمنا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ وليس باهل ان يروى عنه۔ (تقریب التہذیب ص ۲۸۴) یعنی یزید بن معاویہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے۔“

نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بخاری مسلم وغیرہما کی حرمت مدینہ والی حدیث یعنی جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے..... کے تحت لکھتے ہیں۔

ويحتمل ان يكون المراد لمن اراد هاني الدنيا بسوء وانه لا يميل بل يذهب سلطانه عن قرب كما وقع لمسلم بن عقبة وغيره فانه عوجل عن قرب وكذلك الذي ارسله۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۴۵) ترجمہ :- احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اس دنیا میں اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو مہلت نہیں دیتا بلکہ جلد ہی اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ ہوا

وہ بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا اور اسی طرح اس کو بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا۔
شیخ صبان | جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں واما

جواز لعن من قتل الحسين او امر بقتله او اجازة اورضى به
من غير تسمية فاتفق عليه كما يجوز لعن شارب الخمر واكل
الربا۔ (اسعاف الراغبين برعاشيه نور الابصار ص ۲۱۱) ترجمہ: یہ کہ

جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا یا جس نے
آپ کے قتل کی اجازت دی یا جو آپ کی شہادت پر راضی ہوا، ان سب پر بغیر
نام یہ لعنت کرنے کے جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، جیسے شراب پینے والے اور
سو دینے والے پر لعنت کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں۔“

اس عبارت سے (جو کہ آیت ۱۷ کے تحت آیات قرآنیہ کے باب میں تفسیر
روح المعانی ۲/۱۷۷ کے حوالہ سے بھی بیان کی جا چکی ہے) یہ تو صاف صاف ثابت
ہو گیا کہ حضرت امام کا قتل، قتل کا حکم، قتل کی اجازت اور قتل امام پر راضی ہونا بہر حال
موجب لعنت ہے۔ جب یہ تمام افعال قبیحہ لعنت کا سبب بنتے ہیں اور اس بات
پر سب کا اتفاق ہے تو پھر جس شخص کے بارہ میں معتبر دلائل و براہین سے یہ بات
ثابت ہو جائے کہ اس نے امام عالی مقام کے قتل کا حکم دیا تھا اور وہ آپ کی شہادت
پر راضی ہوا تھا، اس شخص کے مستحق لعنت ہونے پر بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا
اُنذہ باب میں ہم انشاء اللہ تقائے اس بات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔
کہ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور میدانِ کربلا میں
جو کچھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور اجازت سے ہوا، آپ کی شہادت پر یزید راضی
ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ امام حسین کو شہید کرنے کے سبب ابن زیاد کا مرتبہ
یزید کی نگاہ میں بہت بڑھ گیا، اس نے یومِ فتح منایا، مبارک بادیں وصول کیں

اور فخریہ اور طنزیہ اشعار کہے بلکہ بعض اشعار تو کفریہ بھی ہیں وغیرہم۔ اور یہ سب باتیں یزید کو امام عالی مقام کے قتل کا ذمہ دار ثابت کرنے کے لیے کافی و دانی ہیں۔
علامہ قسطلانی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والحق ان رضاہ بقتل الحسين واستبشارہ بذلك واهانة
اهل بيته صلى الله عليه وسلم... فنحن لاننوقف في شأنه بل في
ايمانه لعنة الله عليه وعلى اعدائه وانصاره (ارشاد لساری شرح بخاری ص ۵۰)
اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر
خوشی کا اظہار کیا اور اہل بیت اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توقف
نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت
ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن محدث ذیشان موڑخ اسلام علامہ جلال الدین
عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ واقعہ کربلا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔
لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيد ايضا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۷)
(تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۵۱ اردو ص ۳۷) ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل
پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

علامہ عینی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ حدیث شریف
”میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے وقوف حاکموں کے ہاتھوں سے ہوگی۔“
بیان فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں۔ **واولهم يزيد عليه ما يستحق**
(عمدة القاری شرح بخاری ص ۲۴ ص ۱۸) اور پہلا نوجوان بے وقوف فساد کا حکم یزید تھا۔
اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔ ”سیہ ما يستحق کی تشریح حدیث ۷ کے تحت دیکھیں

علامہ کرمانی | شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ
بخاری کی حدیث ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے گا وہ اس طرح
گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“ (اس حدیث کی دیگر
روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں ”اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو
اور وہ دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔ اور اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔“ کے
تحت لکھتے ہیں۔ کما انقضی شان من حاربہا ایام بنی امیہ مثل
مسلم بن عقبہ فانہ ہلک فی منصرفہ عنہا ثم ہلک مرسلہ
الیہ یزید بن معاویۃ علی اثر ذالک۔

(المکوک الدراری شرح بخاری ص ۶۸)

علامہ نووی | تقریباً یہی الفاظ علامہ شرف الدین نووی رحمہ اللہ نے بھی نقل
فرمائے ہیں (نووی شرح مسلم حاشیہ مسلم ص ۴۴) ترجمہ :- جیسا کہ بنو امیہ کے ان
لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ سے لڑے، جیسے مسلم بن عقبہ، وہ مدینہ شریف سے
واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے بعد جلد ہی اس کو بھیجنے والا یزید بھی ہلاک ہو گیا۔
علامہ مسعودی | علامہ مسعودی رحمہ اللہ نے یزید کی موت کا ذکر کیا ہے اور
اس کی قبر کے متعلق کسی شاعر کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

یا ایہا القبر بحوارینا + ضمت شر الناس اجمعینا
(مروج الذهب ص ۶۳)

اے وہ قبر جو حوارین کے مقام پر ہے۔ تو تمام انسانوں سے بُرے آدمی کو
پھپھپائے ہوئے ہے۔

علامہ آلوسی کا نظریہ | وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان
الخبیث لم یکن مصداقاً برسالة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالى و اهل حرم نبيه
صلى الله عليه وسلم و عترته الطيبين الطاهرين في الحيات
و بعد الممات و ما صدر منه من المخازي ليس باضعف دلالة
على عدم تصديقه (تفسير روح المعاني ۲۶ ص ۲۷) ترجمہ: علامہ آلوسی رحمہ اللہ
فرماتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے
اہل مکہ اور اہل مدینہ اور اہل بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کئے ان کی
زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد اور یہ کام اس کی عدم تصدیق کے ثبوت کیلئے
کافی و دافی ہیں۔"

قال ابو هريرة اعوذ بالله سبحانه من رأس السنين وامارة
الصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنه الله تعالى على رغم انفس
(تفسير روح المعاني ۶ ص ۱۹۲) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں
شہ کے سرے اور نو عمروں کی حکومت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ کا اشارہ
یزید مردود کی خلافت کی طرف تھا۔ اس ذلیل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

مفسر قرآن علامہ آلوسی حب علی کے علامت ایمان
اور بغض علی کے علامت نفاق بنونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔
انه عليه اللعنة كان يبغضه رضى الله عنه اشد
البغض وكذا يبغض ولديه الحسن والحسين على جد هما
وابويهما و عليهما الصلوة والسلام كما تدل على ذلك الآثار
المتواترة معني وحينئذ لا مجال لك من القول بان اللعين كان منافقا
ترجمہ: بے شک یزید ملعون حضرت علی سے شدید بغض رکھتا تھا اور اسی طرح

آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین۔ آپ پر اور آپ کے
آباد ابداد پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ کے ساتھ بھی حد درجہ کی عداوت رکھتا تھا جیسا کہ
اس پر آثار متواترہ دلالت کرتے ہیں۔

(اے قاری) اب تو یقیناً سمجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہ ہو گا کہ.....!

”یزید لعین منافق تھا۔“

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ عاقل ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قد روی ان یزید کان قد اشتہر بالمعازف و شرب الخمر
والغناء والصید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والتطاح
بین الکباش والریاب والقروہ۔ ما من یوم الا یصبح فیہ مخمور البدایہ والنہایہ
ترجمہ: یزید کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ گانے بجانے کا شوقین ہے اور شراب
پیتا ہے، غنا اور شکار کا دلدادہ تھا، لونڈے اور لونڈیوں کا شوقین تھا، کتے پالنا
مینڈھوں اور بچھوں اور بندروں میں لڑائی کراتا تھا۔ ہر روز وہ شراب کے نشہ میں
مست بیدار ہوتا تھا۔“

مؤرخ ابو یعقوب | تیسری صدی کے مؤرخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں۔

هو یلعب بالکلاب والقروہ وید من الشراب (تاریخ یعقوبی ۲)
ص ۲۲ طبع بیروت) یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ
شراب پیا کرتا تھا۔“

مؤرخ دینوری | مؤرخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی کی

یعنی گواہی پیش کرتے ہیں۔ قال محمد بن ابی جہم فرجعت الی المدینۃ
اشہد علیہ بشرب الخمر۔ (اخبار الطوال ص ۲۶۶، طبع بیروت)

حضرت محمد بن ابی جہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہو کر واپس

مدینہ شریف آیا تو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پیتا ہے۔
مورخ ابن خلدون | علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ لما حدث فی
یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حينئذ فی شأنه۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۷۱)

لما ظهر فسق یزید عند الکافة من اهل عصره بعثت شیعة
اهل بیت بالكوفة للحسین (مقدمہ ص ۱۸۱)
ترجمہ :- یزید کے فسق و فجور کے متعلق جب وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ کہ ظاہر ہوا تھا
(ماحدث کے الفاظ سے پردہ ڈالا گیا ہے) تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں
اختلاف پیدا ہو گیا۔

جب یزید کے ہم عصر تمام لوگوں پر اس کا فسق و فجور ظاہر ہو گیا تو اہل بیت
کے شیعہ کوفہ سے امام حسین کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ "یعنی آپ کو
بلانے کے لئے خطوط لکھنے لگے۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن خلدون ہیں جن پر عباسی صاحب کا مکمل اعتماد ہے
عباسی صاحب رقم طراز ہیں "پسح کو بھوٹ سے تمیز کرنے کی یا وضعی روایتوں اور
مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ نقد و روایت سے جانچنے کی کوئی کوشش
سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی (خلافت معاویہ و یزید ص ۱۷۱)
مورخ اصفہانی | علامہ ابوالفرج اصفہانی یزید کے ایک جج کا حال

لکھتے ہیں۔ ولما حج فی خلافة ابيه جلس بالمدینہ علی شراب—
فاستأذن علیه عبد الله ابن العباس والحسین بن علی فامر بشارب—
نرفع وقیل له ابن عباس ان وحید ریم شرابك عرفه فحجبه واذن
للحسین فلما دخل وحید رائحة الشراب مع الطیب -

(کتاب الانانی ص ۱۷۱) یعنی جب حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید بفرض حج مدینہ منورہ میں آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اندر آنے کے لیے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کو بوسے پہچان لیں گے پس شراب کو ڈھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو ملی شراب کی بو محسوس کی ”چنانچہ آپ نے پوچھا (آگے مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں)

مورخ ابن اثیر | ثم دعا بقدر فشربه ثم دعا بآخر

فقال اسق ابا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين لك متى فقال يزيد

الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تجب

الى الفتيات والشهوات والصمها واطرب

فنهض الحسين بن علي - (تاریخ کامل ص ۶ ص ۵)

یعنی پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پی لیا پھر ایک اور پیالہ منگوایا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے پاس ہی رکھو میں تو اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا !

اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لوندیوں، شہوت کے

سامان، شراب اور گانے کی طرف رغبت نہیں کرتا

سید علی ہجویری | سید الاولیاء جناب سید علی ہجویری المعروف داتا گنج

بخش رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ ”چوں ایشان را بر اشتراں برہنہ بد مشق

اندر آوردند پیش یزید بن معاویہ اخذہ اللہ (کشف المحجوب فارسی طبع مصری ص ۶۴)
جب محذرات عصمت برہنہ اُونٹوں پر سوار کر کے دمشق میں یزید کے دربار میں
لائی گئیں، اللہ تعالیٰ یزید کو ذلیل کرے۔“

واقعہ تو خیر طویل ہے لیکن صرف ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے کیونکہ فی الحال
ہمارا مقصود صرف حضور داتا صاحب رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق نظریہ بیان کرنا ہے
اور وہ ”اخذہ اللہ“ یعنی خدا اسے ذلیل کرے۔ کے الفاظ سے ظاہر و باہر
ہے۔ فافہم۔

شیخ احمد سرہندی حنفی | امام ربانی مجدد الف ثانی برصغیر پاک و ہند میں
دو قومی نظریہ کے بانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اپنے مشہور زمانہ مکتوبات
شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یزید بے دولت از اصحاب نیست در بختی او کرا سخن است کارے کہ آں
بد بخت کردہ بیچ کافر و فرنگ نکند (مکتوبات شریف ۲ ص ۲۲)
مستحق لعنت است..... ایں سخن در باب یزید میگفت گنجائش داشت....
یزید بے دولت از زمرہ فسق است توقف در لعنت او بابر اصل مقدار اہل سنت
است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بقیں معلوم کند کہ خاتمہ او
بر کفر بودہ..... نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات شریف ۲ ص ۶۹)
یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید بد بخت اصحاب
میں سے نہیں تھا اس کی بد بختی میں کیا کلام ہے۔ جو کارہائے بد اس بد بخت
نے کئے ہیں کسی کافر فرنگی نے بھی نہیں کئے۔“

مستحق لعنت۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش ہے
یزید بد بخت فاسقوں میں سے ہے اس پر لعنت میں جو (بعض علماء کی طرف سے)

توقت کیا جاتا ہے۔ وہ اہل سنت کے ایک اصول کے مطابق ہے کہ جب تک کسی کے متعلق یقین نہ ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ کسی شخص معین پر لعنت نہیں کرتے۔ یہ وقت اس لیے نہیں ہے کہ یزید لعنت کا مستحق نہیں ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی | محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مراد بآں علم (ہلکۃ امتی علی یدی غلمۃ من قریش) یزید بن معاویہ، عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان خزیم اللہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۵) ان مہلک امت بے وقوف نو عمر ظالم قرشی حاکموں سے مراد۔ یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان جیسے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ذلیل کرے۔ "یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے زانی ہے تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا (۲۲ سہرا خراب ص ۵۷) کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذاب نار نہیں ہے (تکمیل الایمان ص ۱۷۸) نیز فرماتے ہیں۔ لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد و معہ یزید ایضا (ما ثبت من السنۃ ص ۷۷) یعنی اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اسکے ساتھ یزید پر بھی۔ نیز واقعہ حرہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۷) وقوع اُن در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است بعد از خراب شدن مدینہ ہمیں شکر را بکہ فرستادہ وہم دریں سال اُن شقی بدار البوار رفت (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۸)

ولما فعل يزيد باهل المدينة ما فعل مع شرب الخمر واتيانه
المنكرات اشتد عليه الناس ولحم يبارك الله في عمره -
(ما ثبت من السنه ۳۹۵) جب يزيد نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا نیز اس کا
شراب پیا اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہوا تو لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے
اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر خراب میں برکت نہ دی۔

آپ يزيد کی موت کے متعلق لکھتے ہیں۔ يزيد شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک
فرصت ہلاک شد و بقاب الہی الم دق و سل بگداخت وفانی شد (اشعة اللمعات
۲ ص ۳۹۵) یعنی واقعہ حرہ کا وقوع يزيد شقی کے زمانہ میں ہوا۔ وہی لشکر مدینہ منورہ
کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد مکہ پہنچا۔ اسی سال يزيد شقی واصل جہنم ہوا۔ يزيد
شقی واقعہ حرہ کے بعد جلد ہی ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل
اور دق جیسی موذی مرض میں گھل گھل کر ہلاک ہو گیا نیز دیکھیں اشعة اللمعات
۲ ص ۳۹۵۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد

محدث بالاتفاق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
دعاة الضلال يزيد بالشام والمختار بالعراق ونحو ذلك -
(حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص ۳۹۵ مترجم) گمراہی کی طرف بلانے والے ملک شام میں يزيد
اور عراق میں مختار تھے (مختار نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) حجۃ اللہ البالغہ اردو
۲ ص ۳۹۵۔ نیز آپ فرماتے ہیں

فتنہ احلاس جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والوں کا فتنہ ہے اور یہ فتنہ
اس زمانہ پر صادق آتا ہے جو حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا۔
(حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص ۳۹۸ اردو)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ قال البغوی اراد بالفتنه الاولى مقتل عثمان
وبالثانية الحرة پس فتنہ ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استنرار
خلافت عبد الملک - (ازالة الخلفاء مترجم ص ۲۵) ترجمہ :- علامہ بغوی فرماتے
ہیں فتنہ اولیٰ سے مراد (جو مدینہ میں واقع ہوئے) شہادت عثمان ہے اور فتنہ ثانیہ
سے مراد واقعہ حرہ ہے۔ لہذا فتنہ ثانیہ حضرت امیر معاویہ کی وفات سے لے کر
عبد الملک کے دور حکومت تک کا زمانہ ہے۔“

علامہ قطب الدین خان حنفی | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ
لکھتے ہیں امت کو ہلاک کرنے والے نو عمر بے وقوف قریشی حاکم۔ مراد ان لوگوں
سے یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں خزیم اللہ (اللہ تعالیٰ
انہیں ذلیل کرے) (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۲۲)

تیر فرماتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے
بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوا (مظاہر حق ص ۲۳)

نیز آپ حدیث شریف ”بنو امیہ سے حضور کو آخر دم تک نفرت رہی“ کے
تحت لکھتے ہیں ”اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے (بنو امیہ کے برے
لوگوں میں) ابن زیاد کا نام تو لیا ہے لیکن یزید پلید کا نام ذکر نہیں کیا حالانکہ
یزید ابن زیاد کا بھی امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ یزید کے حکم سے کیا
(مظاہر حق ص ۲۴)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
شاگرد رشید مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق اپنے
خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیہم
وانتصبا بعد اولا آل لابی صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا حسینا

رضی اللہ عنہ ظلماً و کفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۷۱) ترجمہ: پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں
کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت حسین
کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا۔

و يمكن ان يكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك إشارة الى
يزيد بن معاوية..... وفعل ما فعل حتى كفر بدین اللہ۔
تفسیر مظہری ۶ ص ۵۵۵) اور ممکن ہے کہ فرمانِ خداوندی ”اور جس نے کفر کیا بعد
اس کے“ میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو..... اس نے کیا جو کچھ
کیا حتیٰ کہ اللہ کے دین کا منکر ہو گیا (دایح الحمر) اور شراب کو جائز قرار دے دیا۔
نیز فرماتے ہیں ”غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او
مستحق لعنت است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب لله والبغض فی
الله مقتضی آنست (مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص ۲۰۳) غرضیکہ یزید کا کفر معتبر روایات
سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا
کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے لیکن الحب لله والبغض فی اللہ کسی سے اللہ کے
لیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے عداوت رکھنا، اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔“
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جب یزید پلید قتل امام و ہتک حرمت اہل بیت سے فارغ ہوا تو اس
غرور سے اس کی شقاوت و فسادت اور زیادہ ہوئی چنانچہ لواطت اور زنا، بھائی
کا بہن سے بیاہ اور سود و غیرہ منہیات کو اس نے اعلانیہ رواج دیا جس دن اس
پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی کی گئی اسی دن حمص میں وہ واصل جہنم ہوا۔

(سرالشہادتین ص ۳) نیز فرماتے ہیں !

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کس طرف تھے۔ حضرت نے فرمایا میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا (کلمات عزیزی ص ۳۱) نیز آپ فرماتے ہیں ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلتے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں..... بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے..... ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے (فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۶)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حنفی | اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ

احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے (الکوئۃ الشہابیہ ص ۵۸، ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۱) نیز فرماتے ہیں ”یزید پلید“ (ختم نبوت ص ۶) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ کے گود پالے تن تازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوان چور ہو گئے..... حرم محذرات شکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا (عرفان شریعت ص ۳۱)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید علیہ صایستحقہ یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجر و جری علی الکبائر تھا، یزید کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا صاف ضلالت و بد دینی ہے (عرفان شریعت ص ۳۱)

تیر آپ فرماتے ہیں اس خبیث نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو
مہاجرین و انصار کو شہید کرایا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے پھر بیت اللہ کی بے حرمتی
کی اور اسے جلایا (احسن الوصا ص ۵۲)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی حنفی | مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر صغیر اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمہما اللہ لکھتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نادر کا اے دشمنانِ اہل بیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت!
(ذوقِ نعت ص ۵۳)

خواجہ فرید الدین حنفی | سلطان الاولیاء خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں!

جند اسیر اے جو رو جنادی دلڑی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اے
(دلوانِ خواجہ فرید ص ۳)

سلطان العارفین حنفی | سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جیکر مندے بیعت رسولی تاں پانی بند کیوں کر دے ہو
جیکر کر دے خوفِ خدا دا تاں تبنو خیمے کیوں ٹر دے ہو
(ابیاتِ باہو ص ۱۹)

حضرت بحر العلوم | شارح مسلم الثبوت (درس نظامی کی مختصر مگر جامع کتاب)

حضرت بحر العلوم فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس وکان بعیدا امر احل من الامامة بل شک فی ایمانه خزلہ اللہ۔

(شرح مسلم الثبوت از بحر العلوم ص ۷) ترجمہ :- یقیناً یزید انسانوں میں سے خبیث ترین انسان تھا اور وہ امامت و خلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی | محشی کنز الایمان صدر الافاضل مولانا نعیم الدین

مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا، اسی لیے حضرت امام کی شہادت اس کے لیے باعثِ مسرت ہوئی۔ حضرت امام کا سایہ اٹھنا تھا کہ یزید کھل کھیلا اور انواع و اقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، لواطت، حرام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑے سے رائج ہوا۔ آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرما دیا اور وہ بد نصیب تین برس سات مہینے تخت حکومت پر شیطنت کر کے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی اسی دن ہلاک ہوا (سوانح کربلا ص ۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں ! بد باطن، سیاہ دل، تنگ خاندان، فاسق و فاجر، شرابی بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے (سوانح کربلا ص ۶۲)

نیز فرماتے ہیں ! اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کونا ممکن ہوتا یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند ہوتی (سوانح کربلا ص ۶۴)

نیز لکھتے ہیں ! حضرت امام حسین کو یزید جیسے عیب محسوس شخص کی بیعت پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کو کوئی بھی واقف حال دیندار آدمی گوارہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ بیعت کسی طرح جائز تھی (سوانح کربلا ص ۷۷)

یزید وہ بد نصیب شخص ہے جس پر ہر قرن میں دنیا نے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا (سوانح کربلا ص ۶۲)

پیر مہر علی شاہ صاحب حنفی | تاجدار گورہ شریف جناب پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے بعد سلسلہ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الی جہنم تک پہنچا (فتاویٰ مہر یہ ص ۳۱)

ابو علی قلندر | سند الاولیاء شیخ ابو علی قلندر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف
دین خود کردہ برائے اذتلف

زال دنیا چوں درآمد در نکاح
کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی ابو علی شاہ قلندر ص ۷۷)

یعنی یزید ناہنجار نے دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بے وفا ہونڈی جب اس کے زیر تسلط آئی تو اس نے اپنے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون جائز سمجھ لیا۔

صدر الشریعہ حنفی کا فیصلہ | صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یزید پلید فاسق و فاجر، مرتکب کبائر تھا آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ سے کیا نسبت۔ وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادہ۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی اور مستحق جہنم ہے (بہار شریعت ص ۶۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی | مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی سے پوچھا گیا کہ

یزید کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟ تو آپ نے جواب دیا ”بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ یزید حبیب باتفاق تمام مسلماناں امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی امارت پر مسلمانوں کا اجماع کب ہوا تھا۔ صحابہ اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی۔ اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری، ترک صلوٰۃ، زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بھی بیعت کو فسخ کر دیا۔۔۔۔۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا رکا ۲ احزاب ۵۷) یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ اس کے معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بد نصیب نے جو کارنامے کئے اس امت میں کسی نے ایسے نہیں کیے۔ قتل امام حسین، اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اسکے باشندوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم پاک اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا اور بعض بلا تردد یزید پر لعنت جائز سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن ہوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے (فتاویٰ عبدالحی ص ۸)

مولانا رکن عالم صاحب حنفی | مشہور زمانہ کتاب ”رکن دین“ کے مصنف مولانا الشاہ محمد رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اس مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

”یزید پلید کی حکومت جبرہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد اس کی حکومت پر ناراض تھے اس کی لعنت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں..... یہ اختلاف صرف لفظ لعنت کہنے کے اندر ہے ورنہ مبغوض اور مقہور ہونے میں اس پلید کے کسی کو کلام نہیں (توضیح العقائد ۲ ص ۹۸)

شاعر مشرق حنفی | شاعر مشرق مخدوم ملت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زندہ حق از قوتِ شبیری است	باطل آخر داغِ حسرت میری است
چوں خلافتِ رشتہ از قرآن گیسخت	حریتِ راز ہر اندِ جامِ ریخت
خاست آں سر جلوہٴ خیرالام	چوں سحابِ قبلہٴ باراں در قدم
بر زمینِ کربلا بارید و رفت	لالہ در ویرِ انہا کا رید و رفت
تا قیامت قطعِ استبداد کرد	موجِ خونِ او چمنِ ایکباد کرد
ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست	پیشِ فرعون نے سرش انگندہ نیست

موسیٰ و فرعون ، شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

ترجمہ :- ۱۔ قوت شبیری کی برکت سے ہی آج تک حق قائم ہے اور باطل کے مقدر میں آخر حسرت و ناکامی ہی ہے۔

۲۔ خلافت نے جب قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور حریت و آزادی کے جام میں زہر گھول دیا۔

۳۔ خیرالامم کا سرتاج بارانِ رحمت کے بادل کی مانند اٹھا۔

۴۔ کربلا کی زمین میں برسا اور ویرانے میں گل لالہ اگا کر چلا گیا۔

۵۔ آپ نے اپنا سر دے کر قیامت تک کے لیے جبر و استبداد کا خاتمہ کر دیا اور آپ کے پاکیزہ خون نے ایک گلستان آباد کر دیا۔

۶۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا غلام بے دام نہیں بن سکتا اور کسی فرعون کے سامنے اس کا سر نہیں ٹھک سکتا۔

۷۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون اور جناب حسین کے مقابلہ میں یزید آیا ہے اسی طرح ہمیشہ سے اس کشمکش حیات میں یہ دونوں (حق و باطل) قوتیں آپس میں برسرِ پیکار رہی ہیں۔

باقی تمام بیان موعظت نشان کے علاوہ جو آخری شعر میں درویش لاہوری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور فرعون مردود کی یزید بد نصیب کے ساتھ عمل و کردار میں مشابہت بیان کی ہے اس سے آپ کا یزید کے متعلق عقیدہ و نظریہ بالکل صاف واضح ہو رہا ہے اس طرح آپ نے یزید کے ایمان کا بھانڈا چور ہے میں پھوڑ دیا ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی بیان کرتے ہیں !

بالجملہ براصول اہل سنت حال یزید بہ نسبت سابق متبدل شود نزد بعض کافر

شود و نزد بعض کفر او متحقق نہ گشت اسلام سابق مخلوط بفسق لاحق شد اگر حضرت امام کافر پنداشتند در خروج بر او چه خطا کردند امام احمد را ہمیں خاطر پسند خاطر افتاد (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۸) در اصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام فسق و فجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی۔“

اکابرین علماء دیوبند حنفی | مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی نے ابوداؤد کی ایک مختصر شرح لکھی ہے اور اس کے صفحہ اول پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح میں نے مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا بشیر احمد صاحب عثمانی کی تقریرات (جو کہ انہوں نے ابوداؤد شریف پڑھاتے ہوئے کیں) سے مستفید ہو کے لکھی ہے۔ اس میں ابوداؤد شریف ص ۵۸۳ کی حضرت حذیفہ کی اندھے اور بہرے فتنے والی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ اما یرید فلم یتعاقد الحسین البیعة معہ لما لم یرہ متاہلا لہا۔ (انوار المممود شرح ابوداؤد ص ۴۶۵)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ اسے خلافت و امارت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔“

گنگوہی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

یزید کے افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن ہیں مگر جس کو متحقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ

کے مرگیا وہ تو لعن کے بواز کے قائل ہیں اور واصل مسئلہ یونہی ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۳) یہاں گنگوہی صاحب ”مسئلہ یونہی ہے“ کے الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مقتدائے ماتنے والے حضرات متوجہ ہوں۔ مزید تسلی مقصود ہو تو مندرجہ بالا بیانات اور آگے آنے والے پود ہوں صدی کے بزعم شما مجدد صاحب کا بیان بھی پڑھ لیں۔

تھانوی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودہویں صدی کے مجدد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے..... یزید کو اس قتال میں معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد (حضرت امام حسین) سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا..... مسلط ہونا کب جائز ہے۔ خصوصاً نا اہل (یزید) کو (بلکہ) اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے (امداد الفتاویٰ ص ۵۴)

سید امیر علی حنفی کا فیصلہ | شارح ہدایہ مترجم فتاویٰ ہندیہ مولانا سید امیر علی شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

”حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجی ابھی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ..... آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عترت طیبین کے ساتھ ظلم کے ساتھ پیش آئیں گے..... آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس سے ان پر قیامت تک شذاعت بلکہ لعنت باقی رہے گی (تفسیر مواہب الرحمن ص ۷۰) نیز آپ لکھتے ہیں! یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت

کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی..... حتیٰ کہ حضرت مقدس
امام الدین والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور
نہیں فرمایا تھا۔ (حاشیہ تفسیر مواہب الرحمن ص ۷)

شبلی نعمانی حنفی و سید سلیمان ندوی | مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی
دیوبندی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں۔

امیر معاویہ نے سترہ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا
اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت (بد بختی) کی اولین
شب تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے متعدد روایتیں ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ سترہ کے شروع ہونے سے
اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو (سیرۃ النبی ص ۳۷)

قاری محمد طیب حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب
صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

”بہر حال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام کے سب متفق ہیں اور انکے
بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ بیہقی، علامہ ابن
جوہری، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکلبی الہراسی جیسے محققین
یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل
ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی
ہے (شہید کربلا اور یزید ص ۱۵۹)

مفتی محمد شفیع حنفی | مشہور دیوبندی مصنف مفتی محمد شفیع صاحب کراچی
لکھتے ہیں! ”امام پاک کے خطبات کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد
خلافت نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد تھا (شہید کربلا ص ۱۵۹)

مولوی عبدالرب حنفی | مولوی عبدالرب دیوبندی یزید کے بغض اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں۔

”اور جو پھڑی یزید کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔“
(مرج البحرین ص ۲۵۹)

ڈاکٹر حمید الدین | عصر حاضر کے مورخ جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب پی، ایچ ڈی لکھتے ہیں۔

”جب یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تو تمام اہل حجاز نے اس نامزدگی کی شدید مخالفت کی (ص ۲۳۶) یزید کی بیعت غیر شرعی بیعت تھی (ص ۲۴۳) لوگ واقعہ کربلا سے پہلے ہی یزید کو ناپسند کرتے تھے (ص ۲۵۱) واقعہ کربلا کے بعد مدینہ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور روم پر سنگ باری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

پروفیسر سید عبدالقادر | عصر حاضر کے مورخ پروفیسر سید عبدالقادر سابق وائس چانسلر و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین استاد علم تاریخ۔ دیال سنگھ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

”تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ بدنام یزید کی شخصیت ہے جسے ہر شخص نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ابن حنظلہ کا قول ہے یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی پہلے سال اس نے حسین بن علی کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا غرضیکہ یزید فاسق و فاجر حکمران تھا اس لئے عام مسلمان اسے ننگ اسلام سمجھ کر نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

مولوی خرم علی حنفی | شارح مشارق مولوی خرم علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں!

یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مردان کی اولاد (مشارق الانوار ص ۲۸۴)

قاضی سلیمان منصور پوری | مشہور (بزعم شما) اہلحدیث مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں !

” فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا - لا یبزعهما یا بنی ابی طلحہ منکم الا ظالم - (یعنی اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ پھینے گا ہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا یزید پلید نے ان سے یہ کلید پھین لی تھی اسکے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ العالمین ص ۲ ص ۲)

وحید الزمان | غیر متقدم حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں !

انما لعناہ لانہ لعن علیہ اما منا احمد بن حنبل و کذا لک روى ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ ومنع الغزالی عنہ تحکم وهو لم یلتفت الی قوله تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا وای ایذا عظیم من قتل آلہ واقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم وھتک حرمتہ و قتل اھل المدینۃ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۸)

ترجمہ ! دراصل ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام حضرت احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے محدث ابن جوزی

سے بھی یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا گیا ہے اور غزالی کا اس سے منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ فرمانِ خداوندی ہے "بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اور آپ کی آل پاک اور آپ کے قرابت داروں کے قتل اور آپ کے حرم پاک کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے بڑی ایذا کون سی ہوگی۔

یزید کہتے ہیں! وخرج امامنا الحسين بن علي بن علي بن زيد لعنه الله لا ند ما دخل في بيعته وكذا اكثر اهل المدينة والذين دخلوا في بيعته هم ايضا نكثوا بيعته لما رأوا من فسقه وفجوره والحادة كتحليل الخمر والزنا وغير ذلك فهو عليه السلام بذل نفسه لاعلاء كلمة الله واقامة الشرع المبین وصار سيد الشهداء والصديقين ومن انكر شهادة الحسين وظنه باغيا فقد اخطأ خطأ فاحشا (ہدیۃ المہدی ص ۹۰) ترجمہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید "اللہ کی لعنت ہو اس پر۔" پر خروج کیا کیونکہ اکثر مدینے والے اور اسی طرح اور جو بھی اس کی بیعت میں داخل ہوا تھا، سب نے اس کی بیعت توڑ دی جبکہ انہوں نے اس کا فسق و فجور اور الحاد مثلاً شراب کو حلال بنانا اور زنا کرنا اور اسی طرح ان کے علاوہ اس کی اور باتیں دیکھیں۔ پس اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اعلام کلمۃ الحق اور شریعتِ مطہرہ کی اقامت کا زیادہ حقدار سمجھا، اور آپ سید الشهداء اور سید الصدیقین بن گئے اور جو کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ سمجھے اور آپ کو باغی کہے، تحقیق اس نے غلطی کی، محض غلطی۔

یزید کہتے ہیں! ابن زیاد ویزید لعنہما اللہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۹)

ترجمہ: ”ابن زیاد اور یزید، اللہ کی لعنت ہو ان دونوں پر۔“
یاد رہے کہ یہ وہی ہدیۃ المہدی ہے جس کے متعلق مسنف مذکور خود ہی
وضاحت کرتے ہیں۔

ان بعض اخواننا من اهل الحديث قد غلّا في الدين ولم يميز
المشركين من المؤمنين وشدد التكثير في المسائل الخلافية بين
المجتهدين وناس منهم عروا عن علم اصول الدين واظهروا ما اظهروا
بالظن ولتخمين فالهمني ربي ان اولف كتابا جامعاً للمعقائد والاصول اقتصر فيها
من المسائل على ما هو الحق المقبول واسميه بهدية المهدى۔

ہدیۃ المہدی (۱ ص ۳) ترجمہ: بے شک ہمارے بعض اہل حدیث بھائیوں نے دین
میں زیادتی کی ہے اور مشرکوں اور مومنوں میں امتیاز نہیں کیا (مثلاً عبد الوہاب نجدی
اور اس کا بیٹا محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ۔ حاشیہ ہدیۃ المہدی
۱ ص ۲۶) اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بہت سختی سے انکار کیا ہے اور ان
میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے ہی اصول دین کا علم ہی نہیں
رکھتے اور انہوں نے (اپنی کتابوں میں) وہی کچھ بیان کیا ہے جو کچھ انکے گمان
اور اندازے کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے خفیہ حکم دیا کہ میں عقائد اور
اصول پر ایک ایسی جامع کتاب لکھوں جس میں صحیح صحیح مسائل بیان کروں اور
میں اس کا نام ہدیۃ المہدی رکھتا ہوں۔“

نواب صدیق حسن | مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں

وے شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محارم بود (بغیۃ الراشد ص ۹۵) ترجمہ: یزید

شراب پینے والا، زنا کار، فاسق اور محرمات کو حلال جاننے والا تھا۔“

نیز لکھتے ہیں! وے مبنوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آں

بے سعادت دریں امت کردہ از دست بیچ کس ہرگز نیاید (بغیۃ الرائد ص ۹۸) یعنی
یزید عوام الناس کے نزدیک مبغوض ترین انسان ہے جو کارہائے بد اس بد بخت نے
اس امت میں کئے ہیں ایسے بُرے کام اور کسی کے ہاتھ سے سرزد نہیں ہو سکے۔
جنات کا نظریہ تقریباً سب ہی مورخین نے لکھا ہے کہ شہادت امام
عالی مقام کے بعد یہ اشعار سنئے گئے۔

ایہا القاتلون ظلما حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل اهل السماء یدعوا علیکم من نبی و ملک و قبیل
لقد لعنتہ علی لسان داؤد وموسی و حامل الانجیل
تاریخ کامل ص ۹۷ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۸) صواعق محرقة ص ۱۹۳۔

ترجمہ :- اے امام حسین کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے والو، آخرت کے عذاب
اور دنیا کی ذلت کی خوش خبری حاصل کرو۔ تمام آسمان و اے نبی ہوں یا فرشتے وہ تمام
کے تمام تم پر بدعا کر رہے ہیں، البتہ تم پر ضرور لعنت کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام
کی زبان سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی زبان سے۔

ابن عراوہ یزید کے ایک ہم عصر شاعر ابن عراوہ نے اس کے متعلق چند شعر
کہے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں۔

ابن امیہ ان آخر ملککم جسد ابحوارین ثم مقیم
طرقت مغنیۃ وعندو سادۃ کوب و زرق راعف مرثوم
ومرفۃ تبکی علی نشوانہ بالفیم تقعد تارۃ و تقوم

(تاریخ طبری ص ۱۲۱، تاریخ کامل ص ۱۲۱) ترجمہ :- اے بنی امیہ تمہارا آخری
حکمران حوارین کے مقام پر پڑا ہے، رات کے وقت اس کی موت آگئی جیکے اسکے

تیکے کے پاس شراب کے پیالے پڑے ہیں اور مشک سرخ رنگ کی شراب سے بھری پڑی ہے اور خوبصورت لونڈی اس پر چیخ چیخ کر رو رہی تھی وہ صدمہ سے کبھی کھڑی ہو جاتی اور کبھی بیٹھ جاتی تھی۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھاتے | یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے خطبے میں کہا۔ انہ لما ولی بعد المنبر فقال ان هذه الخلافة حبل الله ثم قلدا بی (یزید) الامر وکان غیر اهل له ونازع ابن بنت رسول الله فقصف عمره وانتبر عقبه وصار فی قبره رهینا بذنوبه رصواعق محرقة ص ۲۲، تاریخ اسلام از سید امیر علی ص ۱۱۶) وکان غیر خلیق للمخیر فرکب هواه واستحسن خطاه وعظم رجاءه فاخلفه الاصل وقصر عنه الاجل وصار فی حفرته رهینا بذنوبه۔

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۵۴ فتاویٰ عبدالحی ص ۸۰) ترجمہ ۱۔ جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو منبر پر چڑھا اور کہا تحقیق یہ خلافت اللہ کی رسی ہے..... پھر میرا باپ (یزید) خلیفہ ہوا اور حقیقتاً وہ خلافت کا اہل نہیں تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ تنازع کیا۔ پس اسکی عمر کم ہو گئی اور اس کے پس ماندگان بکھر گئے۔ اور وہ اچھی عادتوں والا نہ تھا خواہشات کا غلام تھا، اپنی برائیوں پر فحش ہوتا تھا، اپنی امیدیں بہت بڑھا رکھی تھیں۔ بالآخر اس کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اس کو موت نے آدھوچا اور اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے گرفتار ہے۔" اسی حق پسندی کی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا گیا تھا (تاریخ طبری ۲ ص ۲۴، تاریخ کامل ۲ ص ۱۵۸)

مروان کی لعنت | حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں !

كنت جالساً مع ابي هريرة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم
بالمدينة ومعنا مروان - قال ابو هريرة سمعت الصادق المصدوق
يقول هلكت امتي على يد غيلة من قریش فقال مروان لعنة الله
عليهم غيلة - الخ (بخاری شریف ص ۱۰۴۶)

میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور
مروان بن حکم بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے
صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کی
ہلاکت قریش کے نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (شانید آپ مروان کو ہی سنا رہے
ہوں گے) مروان نے کہا اللہ کی لعنت ہو ان لڑکوں پر “

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے | جب یزید نے سانحہ کربلا کے

بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو! وبحث الی

عبید اللہ بن زیاد یا مصرۃ بالمسیر الی المدینۃ ومحاصرة ابن الزبیر
بمكة فقال والله لا جمعتهما لفاستق قتل ابن رسول الله وعزوا الكعبة -

(تاریخ کامل ص ۱۱۲ طبع بیروت، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹، جذب القلوب الی

دیار المحبوب ص ۲۳، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۲۳)

ترجمہ :- اور یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے اور
پھر مکہ شریف میں جا کر عبد اللہ بن زبیر کا محاصرہ کرے۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی
قسم میں ایک فاسق (یزید) کے لیے دو برائیاں نہیں کر سکتا یعنی (پہلے تو اس کے
حکم سے میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کو قتل کیا (اور اب اس کے
حکم سے) کعبہ پر حملہ کروں “ (چنانچہ اس نے مغذرت کر لی)

ان الفاظ میں جہاں ابن زیاد، یزید کے فسق و فجور کا بیانگ دہل اعلان کر رہا ہے وہاں یہ بھی صاف صاف بتا رہا ہے کہ المیہ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ یزید کے حکم سے ہی ہوا تھا۔

اگلے باب میں انشاء اللہ اس مسئلہ کو مدلل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ابن سعد | جب ابن سعد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کہا گیا اور حکم ماننے کی صورت میں رے کی ریاست بطور جاگیر دینے کا وعدہ کیا گیا اور حکم عدویٰ کی صورت میں رے کی گورنری سے بھی معزولی کی دھمکی دی گئی تو اس پر ابن سعد نے یہ اشعار کہے۔

ترك ملك الرے والرے رغبة

امرا جمع مذموم ما بقتل حسين

وفي قتله النار التي ليس دونها

حجاب وملك الرے قررة عين

(تاریخ ابن خلدون اردو ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آرزو ہے یا میں امام حسین کے قتل کی وجہ سے مذمت کیا گیا لوٹوں۔ امام حسین کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت حر شہید | شہید اہل بیت حضرت حر بن یزید رباعی رحمہ اللہ کے

برادر اصغر حضرت مصعب بن یزید رباعی نے جب میدان کربلا میں آپ سے آپ کی

پکپکاہٹ، پریشانی اور چہرہ کی زردی کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا !

”اے برادر یہ مصطفیٰ سلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جنگ ہے۔ اپنی

ماقبت سے لڑائی ہے، میں بہشت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔ دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ (سوانح کربلا ص ۹)

اس کے بعد آپ کی قسمت نے یاری کی اور آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جاکر شہزادہ کونین کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت مصعب بھی یزید یوں کا ساتھ چھوڑ کر آئے اور خدام اہل بیت میں شامل ہو گئے۔

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے

غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

رومی قاصد کا اظہار خیال | قیصر روم کا قاصد کسی شاہی کام سے یزید

کے پاس گیا وہاں اس نے یزید کے خزانہ میں ایک سر پڑا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا۔ اسے یزید یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی کا ہے۔ قاصد نے پوچھا کون حسین بن علی؟ یزید نے کہا فاطمہ کا بیٹا حسین۔ قاصد نے پوچھا کون فاطمہ یزید نے کہا فاطمہ محمد کی بیٹی۔ قاصد نے تعجب سے پوچھا تمہارا نبی محمد؟ یزید نے کہا ہاں وہی محمد۔ پھر قاصد نے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن ابی طالب۔ قاصد نے پوچھا کون علی؟ یزید نے کہا محمد کا چچا زاد بھائی۔

فقال تبا لكم ولد دينكم ما انتقم دحق المسيح علي شي عى ان عندنا

في بعض الجن اثر دبر فيه حافر حمار ركب عيسى السيد المسيح

ونحن نحم اليه في كل عام من الاقطار وننذر له التذور و

نعظمه كما تعظمون لعبتكم فاشهد انكم على باطل ثم قام ولم يعد

اليه - (صواعق محرقة ص ۱۹۹، تذكرة الخواص ص ۲۶۳، اسعاف الراغبين

برعاشيه نور الابصار ص ۳۰۸)

قاصد نے کہا بربادی ہے تمہارے لیے اور تمہارے ایسے دین کے لیے۔
تم کیسے مسلمان ہو آؤ تمہیں حضرت عیسیٰ کا مقام بتاؤں، بعض جزیروں میں کچھ ایسی
جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے نشان ہیں اور ہم
ہر سال اس جگہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہم وہاں پر منتیں مانتے ہیں اور ہم
اس جگہ کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم مسلمان اپنے کعبے کی کرتے ہو
اے یزید گواہ رہ یقیناً تم سب (یزیدی گروہ) بھوٹے ہو (اپنے دعوائے ایمان
میں) پھر وہ اٹھا اور چلا گیا اور پھر وہ کبھی بھی یزید کے پاس نہ آیا۔“

تھا خود بھی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف

یزید کا اقبال حرم

ومما يدل على كفره وزندقته فضلاء عن سبه ولعنة اشعاره

التي افصح بها الاحاد وابان عن خبث القمات وسوء الاعتقاد۔
(تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۶) یعنی اور اس کے کفر اور بے دینی پر دلالت کرنے والی
باقی چیزیں جس سے اس کو برا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے کسے علاوہ
اس کے وہ اشعار بھی ہیں جس میں اس نے اپنا بے دین ہونا اور اپنی اندرونی
خباثت اور اپنی بد اعتقادی ظاہر کی ہے۔

لیت اشیاخی بیدر شہد و

جزع الخ زرج فی وقع الاسل

تذکرۃ الخواص ص ۲۶، صواعق محرقة ص ۲۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۲۴، بیابیع المودۃ

ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹۷، اخبار الطوال ص ۲۶۸۔

ترجمہ: کاش میرے بیدر والے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے نیزوں

کے پڑنے میں خزر ج کا جرز دیکھا تھا۔

۲ فاهلو واستهلوا فرحا ثم قالوا لی هنیئا لا تشد

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۱۹۲)

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور باآواز بلند مجھے کہتے اے یزید

تیرے ہاتھ سلامت رہیں (تو نے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

۳ حین حلت بفنائہم کھا واستهر القتل فی عبد الاسد

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۱۹۲)

ترجمہ :- جب موت ان کے گھروں میں اُتری اور وہاں ٹھکانہ بنالیا۔ اور مدینہ

والوں میں قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔

۴ قد قتلنا القرن من ساداتہم وعدلنا میل بدو فاعتدل

تذکرہ خواص الامم ص ۲۶۱، صواعق محرقہ ص ۲۳، البدایہ والنہایہ ۵ ص ۱۹۲، اخبار الطوال ص ۲۶۵

ینابیع المودہ ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹۵، تفسیر مظہری ۶ ص ۵۵۴، تیسر الباری شرح بخاری ص ۱

ص ۹۶، انساب الاشراف بلاذری ۵ ص ۳۸۔

ترجمہ :- ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہم نے

بدو کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۵ لہا بدت تلک الحمول واشرفت

تلک الرؤس علی شفا جیرون

ترجمہ :- جب وہ سواریاں جیرون کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

۶ نعب الغراب فقلت نعم اولاً تخم

فقد اقتضیت من الرسول دیون

(تفسیر روح المعانی ۲۶ ص ۳۴، تذکرۃ النخا ص ۲۶۱)

ترجمہ :- کو اچینا۔ پس میں نے کہا تو ان پر نوہ کر یا نہ کر میں نے رسول سے اپنا قرضہ وصول کر لیا ہے۔

لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاء ولا وحى نزل

ترجمہ :-۔ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے (نبوت کا) ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ درحقیقت نہ کوئی ان کے پاس خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔
لست من خذف ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر منطہری ص ۵ ص ۲ اردو ص ۶ ص ۳۰، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۶)

ترجمہ :- میں خذف (یا جذب) میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیئے کا بدلہ نہ لوں۔

اسقنی شربة تروى فؤادی

ثم مل فاسق مثلها ابن زياد

ترجمہ :- مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔

صاحب السروالامانة عندي ولتسديد مغنى وجهادى

ترجمہ :- یہ میرا راز وان ہے اور میرا صاحب امانت ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کو درست کرنے والا ہے۔

قاتل الخارجي اعنى حسيناً ومبيد الاعداء والمحساد

(تذکرۃ الخواص ص ۲۹)

ترجمہ :- یہ خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ اور میرے دشمنوں اور

حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۱۲ یفلقن ہاماصت رجال اعزۃ

علینا و ہم کانواعق و اظلمنا

(البدایہ والنہایہ ص ۱۹۱، تاریخ طبری ص ۲۲، تاریخ کامل ص ۲۵، نورالابصار ص ۱۲۵، سواعق محرقة ص ۹۷، تنویرالازہار ص ۵۳)

ترجمہ:۔ تلوار نے ایسے لوگوں کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا جو ہم سے زیادہ معزز تھے۔
(لیکن ہماری تلواروں نے انہیں اس لیے پھاڑا کہ وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

۱۳ ما قال ربك وید للذی شربوا

بد قال ربك وید للمصلین

(تاریخ ابن اثیر ص ۶۳)

ترجمہ:۔ تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو
البتہ یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو۔

۱۴ مدام کنز فی اناع کفضۃ

وساق کبد مع مدام کالنجم

ترجمہ:۔ انگور شراب کا ایک مستقل خزانہ ہے جو چاندی جیسے برتن میں ہے
اور انگور کی شاخ پر ستاروں کی طرح انگور چمک رہے ہیں۔

۱۵ وشمسہ کرم برجہا قعرہا و مشرقہا الساقی و مغربہا فمی

ترجمہ:۔ اس کا سورج انگور کا خوشہ ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے (شراب
کا برتن) اور اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔

۱۶ فان حرمت یوماعلی دین احمد

فخذہا علی دین المہیم ابن مریم

(تفسیر مظہری ص ۵، اردو ص ۶)

ترجمہ: اگر آج شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اُسے دین مسیح ابن مریم کے مطابق (عیسائی بن کر) پی لیا کر۔

۱۷ اقول لصحب ضمت الکأس شملهم

وداعی صبا بات الہدی یترنم

ترجمہ: میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب کے پیائے میں ہے۔ اور جو نغمے گارہا ہے وہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلا رہا ہے۔

۱۸ خذوا بنصیب من نعیم ولدنہ

فکل وان طال المدی یتصرم

(حیۃ المحوان ۲ ص ۵۷)

ترجمہ: نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ کیونکہ کسی کو جتنی لمبی مدت بھی مل جائے آخر وہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

۱۹ علیہ ہاتی واعلنی وترنمی

بدلک انی للاحب التناجیا

اے علیہ آ اور مجھے شراب پلا اور گانا گا۔ تجھے یہ کام ضرور کرنا ہے اور میں سرگوشی پسند نہیں کرتا۔

۲۰ اذا ما نظرنا فی امور قدیمہ

وجدنا حلالا لشر بہا متوالیا

ترجمہ: جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں۔

۲۱ حدیث ابی سفیان قد ماسمی بہا

الی احد حتی اقام البوا کیا

ترجمہ :- ابوسفیان کی پرانی کہانی جو احد میں اس کے نام لگی یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کیا (ان کافروں پر رونے کیلئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

۲۲ الاہات فاسقینی علی ذالک قہوۃ

تخیر العنسی کرما شام
ترجمہ :- خبردار آ اور مجھے اس پر قہوہ پلا۔ جسے عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

۲۳ ولابد من ان ازور محمدا

بمشمولة صفر اء تروی عظامیا
ترجمہ :- اور یہ ضرور ہے کہ میں محمد سے ملوں گا۔ زرد رنگ کی شراب کے ساتھ جو ہڈیوں کو سیراب کر دیتی ہے۔

۲۴ وان مت یا ام الاحمیر فانکحی

ولا تأصلی بعد الفراق تلاقیا
ترجمہ :- اے ام الحیم اگر میں مرجاؤں تو تم نکاح کر لینا۔ اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

۲۵ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا

احادیث طسم تجعل القلب ساہیا
ترجمہ :- کیونکہ اٹھانے والے دن کی جو باتیں کی جاتی ہیں (قیامت کا دن) وہ سب غلط کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دینے والی ہیں۔

۲۶ معشر الندان قوموا واسمعوا صوت الاعغانی

ترجمہ :- اے میرے ساتھیوں کے گروہ کھڑے ہو اور گانے کی آواز سنو۔

۲۷ واشربوا کأس مدام و اتركوا ذکر المغانی

ترجمہ: ہمیشہ کا چلنے والا شراب پیو اور مغانی کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۲۸ وتعوضت عن المحوار خمودا فی الدناتی

ترجمہ: اور میں نے (جنت کی) حوروں کے بدلہ میں مٹکوں کا شراب اپنا لیا ہے۔

۲۹ اشغلتنی نغمة العیدان عن صوت الاذانی

ترجمہ: مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹)

رقص گاہوں میں اس انداز سے پھلکی پائل

اس کی آواز میں آواز اذان ڈوب گئی

هذا هو المروق من الدين وقول لا يرجع الى الله

ولا الى دينه ولا الى كتابه ولا الى رسوله ولا يؤمن بالله ولا

بما جاء من عند الله۔ (تاریخ طبری ص ۳۵)

یہ دین سے نکلنا ہے اور ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم، قرآن مجید اور اللہ کے دین کے مطابق نہیں ہے (ایسے اشعار کہنے

والا شخص) نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی پر

قارئین کرام! اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف چند یزیدی اشعار اور ان کا

عام فہم ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور اشعار کی تشریح کی طرف نہیں جاتا اور نہ

پھر مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

ویسے بھی ہر صاحب عقل و دانش قاری ان صاف اور مرتع اشعار کو سمجھنے

میں غالباً کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے، اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یزید دوست حضرات کو یزید کے اپنے بیان کردہ نظریات و عقائد پر غور کرنے اور غلط عقیدہ سے تائب ہو کر محبانِ اہل بیت کی صف میں دست بستہ شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

پانچواں باب:

کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے

اسی طرح جس سے ظلم سیاہ فام ہو گیا
لفظ یزید داخل دشنام ہو گیا

قانون خداوندی ارشاد خداوندی ہے لیحدلوا اوزارہم کاملۃ
یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلو نہم بغیر علم الاساءۃ یزرون
پا ۱ ع ۹ س نحل ۲۵۱ : ترجمہ : تاکہ اٹھائیں اپنا قیامت کے دن کا پورا بوجھ
اور ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی اٹھائیں جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بے
تحقیق۔ خبردار ہو جاؤ۔ بُرا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔
یعنی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو غلط راستے پر لگائے گا
اور اس کے کہنے پر کوئی شخص برائی کرے گا تو جب کل قیامت کو اُس برائی
کرنے والے شخص کو اپنی برائی کی سزا ملے گی تو ساتھ ہی اس عذاب میں اس
شخص کو بھی شامل کیا جائے گا جس نے اسے اس برائی کا حکم دیا تھا۔ ثابت
ہوا کہ قانون خداوندی یہ ہے کہ جہاں کسی مجرم کو جرم کی سزا دی جاتی ہے وہاں اس
برائی کا حکم دینے والے کو بھی اس سزا میں سے پورا حصہ ملتا ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ
برائی کا حکم دینے والا بھی برائی کرنے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ معتبر دلائل
و براہین سے ثابت ہے کہ واقعہ کربلا یزید بے دید کے حکم پر رونما ہوا تھا لہذا

اس قانونِ خداوندی کے مطابق یزید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی قتلِ حسین کے گناہ میں ابنِ زیاد، شمر، غولی وغیرہم کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

ایک اور مقام پر خداوند لا یزال فیصلہ دیتے ہیں۔ ومن یتبع خطوات الشیطان فانہ یأمر بالفحشاء والمنکرؕ نور ۲۱ ترجمہ :- اور جو پیروی کرتا ہے شیطان کے طریقہ کی پس وہ شیطان اُسے حکم کرے گا بے حیائی اور برائی کا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ برائی کا حکم دینے والوں کا انجام بیان فرماتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ یأمرون بالمتکرونیہون عن المعروف ولیقبضوا یدیہم نسوا اللہ فسیہم ان المنافقین هم الفاسقون وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم خالدین فیہا ھی حسبہم ولعذاب اللہ ولہم عذاب مقيم ۵ پتہ توبہ ۶۷-۶۸ ترجمہ :- منافق لوگ حکم کرتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے وہ خدا کو پس خدا نے بھی ان پر رحمت کرنا چھوڑ دی۔ بے شک منافق وہی ہیں فاسق۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ ان کو کافی ہوگی۔ اور لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ “تو جب یزید عنید نے شیطان کی اتباع کرتے ہوئے قتلِ حسین جیسے کبیرہ گناہ کا حکم دیا تو وہ ضرور بالضرور اس قانونِ خداوندی کے مطابق خدا کی رحمت سے محروم، فاسق و فاجر، مستحق عذابِ نار اور ملعون و مقہور ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔ ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفلاً منہا (پس نساء آیت ۸۵) ترجمہ :- اور جو کوئی سفارش کرے سفارشِ بری تو ہوگا واسطے اس کے اس میں سے ہضم یعنی جو شخص کسی بھی طریقہ سے کسی بھی برائی میں ممد و معاون ہوگا وہ اس برائی کے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

بلکہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے برے پیشواؤں پر بارگاہ خداوندی میں گواہی دیں گے جن کی وجہ سے یہ برائی کے مرتکب ہوئے تھے چنانچہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے
قالت اخر اھم لاولھم ربناھو لاء اضلونا فاتهم عدابا ضعفنا من الناس۔

پن اعراف ۳۸: ترجمہ۔ کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اپنے پہلوں کے اے ہمارے رب۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔ ایک اور مقام پر ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل لاہ ربنا آتهم ضعفین من العذاب والعنہم لعنا کبیراہ
پن احزاب ۶۸: ترجمہ۔ اور کہیں گے اے رب ہمارے بے شک ہم نے حکم مانا تھا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پس انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔

ایک اور مقام پر بیان ہوتا ہے قالوا ربنا من قدم لنا هذا فزده عذابا ضعفا فی الناس۔ (پن ص ۶۱)۔ ترجمہ۔ کہیں گے وہ لے ہمارے رب جس نے پہل کی اس میں واسطے ہمارے پس زیادہ دے اس کو عذاب دوگنا آگ میں۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روز محشر ابن زیاد، ابن سعد، شمر، خولی اور حرمہ وغیرہم بھی یزید کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس کے عذاب میں زیادتی کے خواہش مند ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوگا۔ لکل ضعف ثعل
اعراف ۳۸ یعنی تم سب کے لیے ہی دوگنا عذاب ہے۔ یعنی برائی کرنے اور برائی کا حکم دینے والے دونوں کے لئے ہی (دوگنا) ایک جیسا عذاب ہوگا۔

فیصلہ مصطفوی | رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیان فرماتے ہیں!

اذا عملت الخطیئة فی الارض کان من شہدھا فکرها وقال

صۃ انکرھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا
کان کمن شہدھا - (ابوداؤد شریف ص ۵۶) ترجمہ :- جب زمین
پر کوئی برائی کی جاتی ہے تو وہاں موجود ہونے والا ایسا شخص جو اس برائی کو برا سمجھے
وہ ایسا ہے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور جو وہاں برائی کے وقت موجود نہ ہو
لیکن وہ اس برائی پر راضی ہوا تو ایسا ہے گویا وہ اس برائی میں موجود تھا۔ یعنی دور
بیٹھ کر کسی برائی پر خوش ہونے والا شخص بھی اس برائی میں شامل مقصور ہوگا۔

علامہ خازن کی تحقیق | اسی فیصلہ مصطفوی کے مطابق مفسر قرآن

علامہ علاؤالدین محمد الخازن رقمطراز ہیں۔ تقتلون انبیاء اللہ من قبل.....
انما اضاف القتل للمخاطبین من الیہود وان کان سلفہم
قتلوا فہم رضوا الفعل ہم قیل اذا عملت المعصیۃ فی الارض فمن
کرہھا وانکرھا بریئ منہا ومن رضیھا کان من اہلھا (تفسیر خازن ص ۶۷)
ترجمہ :- اس آیت میں قتل کی اضافت حضور کے زمانہ کے یہودیوں کی طرف کی گئی
ہے حالانکہ انبیاء کرام کو قتل تو ان کے پہلوں نے کیا تھا البتہ یہ ان کے اس کام
پر راضی تھے یہ (ایک قانون) بیان کیا گیا ہے (اوپر حدیث شریف کے حوالہ سے گزر
چکا) کہ کوئی آدمی جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی برائی کرتا ہے تو جو آدمی اس کی
اس برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ اس برائی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اسکی
اس برائی پر راضی ہوتا ہے وہ بھی برائی کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔“

جب یہ بات قرآن کریم، حدیث مبارک اور تفسیر القرآن سے اچھی طرح واضح ہو
چکی ہے کہ جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو کسی برے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور
وہ برائی سرزد ہو جانے کے بعد اس برائی پر راضی ہوتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے
تو وہ ارتکابِ جرم کرتے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس برائی میں شامل

سمجھا جائے گا اور اس برائی کی ہر جزا و سزا کا سزاوار ہوگا۔ تو پھر یزید عنید جس نے قتلِ امام کا حکم دیا، آپ کی شہادت پر فخریہ طنزیہ اشعار کہے، خوشی کا اظہار کیا، قاتل کی قدر و منزلت بڑھائی، یومِ فتح منایا، مبارکبادیں وصول کیں۔ اس کو واقعہ کربلا کا ذمہ دار کیوں نہ سمجھا جائیگا حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یزید بے دید کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اب ذرا اس بات کی وضاحت کے لیے چند اکابرِ اسلاف کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں تاکہ سلیمِ انصاف ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔

حبر الامت کا نظریہ | عمزاد مصطفیٰ مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما نے یزید کو ایک خط لکھا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وکتائبک الی ابن مرجانہ تأمرہ بقتل الحسین وانی لا رجوا من اللہ ان یاخذک عاجلا حیث قتلت عترۃ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بذلك۔ (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۷۶) ترجمہ :- اے یزید تو نے ابن زیاد کو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم لکھ کر بھیجا تھا اور مجھے اُمید ہے کہ اہل بیتِ اطہار کے قتل اور ان پر راضی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور بالفور تجھ پر جلد گرفت فرمائے گا۔ ”یہاں آپ بالکل صاف صاف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کے قتل کا حکم یزید عنید نے ہی دیا تھا۔

ناپاک اور نجس مہتی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب مہتی جبلت یزید کی

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کے نواسے جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے شہادتِ امام حسین کی خبر سنی تو آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کا ایک فقرہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا! فرحم اللہ حسینا و اخزی قاتلہ و لعن من امر بذالک و ما ضی بہ۔

(تذکرۃ الخواص ص ۲۶۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا۔
یہاں من امر بہ سے مراد یزید ہے جیسا کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے، آپ یزید عنید پر لعنت کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کو یزید بے دید کے حکم سے شہید کیا گیا تھا۔ اور آپ کی شہادت پر وہ خوش بھی ہوا تھا۔
حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی
مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

سیدہ زینب کا فرمان | بنت شیر خدا ہمیشہ سید الشہداء، بخت جنگ

سیدہ زہرہ جنابہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دربار یزید میں ارشاد فرمایا۔
اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں۔ (صحابیات دعارفات ص ۱۴۲)

حضرت امام احمد بن حنبل کا نظریہ | حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہو گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔“ (تفسیر معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب دیوبندی ص ۴۳)
یہاں جناب امام احمد کا اشارہ واقعہ کربلا کی طرف ہے اور آپ صاف صاف واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید بے دید کو ٹھہرا رہے ہیں۔

ابن عسیل ملائکہ کا نظریہ | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما یزید

کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کے جواز کے طور پر اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ویقتل اولاد آل یاسین ولحم

یبسارك الله في عمير ۵ - (صواعق محرقة ص ۲۲۱) ترجمہ :- اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو شہید کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔“

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا
بدخلق اور جابر و ظالم یزید تھا

حضرت ابو بردہ اسلمی | صحابی رسول حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ

نے جب یزید کو امام عالی مقام کے سراقہ کی توہین کرتے دیکھا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور یزید کو لعنت ملامت کرنے کے بعد فرمایا۔ یا یزید ان یحییٰ

عبد اللہ بن زیاد شفیعک یوم القیامۃ و یحییٰ ہذا و محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیعہ ثم قام من المجلس۔ (شہید کربلا ص ۹۰) اے یزید کل قیامت کو جب

گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے | جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا

تو اس نے عوام الناس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس کا ایک فقرہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں تاکہ گھر کے مخبر کی سچی خبر پڑھیں اور قتل حسین کی ذمہ داری کے متعلق فیصلہ کریں۔

ثم قلدا بی و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ - (صواعق محرقة ص ۲۲۱) ترجمہ :- پھر میرے

باپ (یزید) نے حکومت کا پھندا گلے میں ڈالا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے بھگڑا اور اب اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں گرفتار ہے۔“

ہم مشرب کی گواہی | میدان کربلا میں جب امام عالی مقام نے ابن

سعد کے ذریعہ سے ابن زیاد کے سامنے اپنی کچھ شرطیں پیش کیں تو ابن زیاد نے

جواباً لکھ کر بھیجا۔ اما بعد۔ یا حسین فان یزید بن معاویۃ کتب الی ان

لا تغمض جفنتک من المنام ولا تشبع بطنک من الطعام اما ان

۷۰ گا تو تیرا شیعہ ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شیعہ محمد مصطفیٰ

یرجع الحسین الی حکمی او تقتله - والسلام -

(نور الابصار ص ۱۴۲ طبع مصری، تنویر الازہار ص ۴۶) ترجمہ: اے حسین حقیقت یہ ہے کہ یزید نے میری طرف حکمتاً لکھ کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک تجھے سونے اور کھانے کی اجازت نہیں جب تک کہ تو حسین کو میری بیعت پر مجبور نہ کر دے یا پھر اسے قتل نہ کر دے۔“

چنانچہ جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق امام پاک کو بیعت پر مجبور کیا اور بیعت سے انکار کی صورت میں یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا تو اس کے جواب میں جناب حسین نے اپنا پورا گلستان نذرِ خدا کر دیا لیکن فاسق و فاجر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا قبول نہ کی۔

حسین ابن علی نے کی ہے قائم اک مثال ایسی

کہ تقلید اس کی تقدیر جاودانی ہے

نیز جب یزید نے حرمین شریفین پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ابن زیاد کو اس لشکر کی سپہ سالاری کی پیشکش کی لیکن ابن زیاد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا.....! واللہ لا جمعتہما للفاسق قتل ابن بنت رسول اللہ وغزو الکعبۃ - (تاریخ کامل ص ۱۱۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹، حذب القلوب الی دیار المحبوب) خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے دو برائیاں جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے تو اس کے حکم سے میں تے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے اور اب کعبہ پر حملہ کروں۔“

معتد سپاہی کی گواہی | مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کے خاص سپاہی شمر لعین کی یزید عنید کے ساتھ ایک گفتگو نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ امام کا قاتل کون ہے۔

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو ”یزید نے کہا قاتل حسین کون ہے، سب نے کہا خولی ہے، خولی نے کہا سان بن انس ہے۔ سان نے کہا بشیر بن مالک ہے، اس نے کہا ثمر ہے۔ ثمر نے کہا قاتل حسین وہ ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجا تھا۔ یزید اس بات سے شرمندہ ہو گیا (مرج البحرین ص ۳۶) قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یزید کا بیٹا معاویہ اور یزید کا بااِعتقاد بھتیجا بن زیاد اور یزیدی فوج کا معتمد سپاہی ثمر ذی الجوشن بھی واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی قرار دے رہے ہیں۔

مورخ ابن اثیر | ایک مقام پر تو ابن زیاد نے اپنی مجبوری کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہتا ہے۔ واما قتل الحسين فانه اشارني يزيد بقتله او قتلي فاخترت قتله۔ (تاریخ کامل ص ۶۹) یعنی یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروادوں گا چنانچہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے حسین کو قتل کرنا پسند کیا۔ علامہ ابن اثیر نے ایک اور مقام پر جناب امام مسلم کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔ بعث ابن زياد برأس مسلم وهاني الى يزيد وكتب اليه يزيد يشكره۔ (تاریخ کامل ص ۶۲) یعنی جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق جناب امام مسلم کو شہید کر دیا اور آپ کا سر اقدس یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے جوابی خط لکھ کر اس کام پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

کیوں جناب کچھ سمجھ میں آیا؟ اب یا تو یزید دوست حضرات وکالت یزید سے تائب ہو جائیں، یا پھر ابن زیاد، ابن سعد یا ثمر وغیرہم میں سے کسی کا یہ بیان

دکھا دیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے یزید کا اس سے کوئی تعلق
واسطہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی حوالہ دکھایا جاسکے اور کسی معتبر و مستند کتاب کا
ہو تو پھر تو واقعی ہماری دلیل کا جواب بن سکے گا اور اگر کسی کو کوئی ایسا حوالہ نہ
مل سکے اور انشاء اللہ کبھی نہیں مل سکے گا تو پھر جان بوجھ کر کوسے کو سفید کہہ کر
دنیا کی جگہ ہنسائی اور آخرت کا پکھتاوا مول نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق سمجھنے
اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین۔ اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

مورخ ابو یعقوب

تیسری صدی کا مورخ ابی یعقوب گورنر مدینہ

کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتا ہے۔ آپ بھی پڑھیں۔ کتب یزید الی
الولید و هو عامل المدینة اذا اتاک کتابی هذا فاحضر الحسين
بن علی و عبد اللہ بن زبیر فخذ ہما بالبیعة لی فان امتنعا
فاضرب اعناقہما و ابعث لی برؤسہما تاریخ یعقوبی ۲ ص ۳
یعنی یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط
تجھے ملے تو فوراً حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میری بیعت لو
اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں مار دو اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔

علامہ خوارزمی

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ

میں کرتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں معنی ایک ہی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ثم کتب صحیفۃ
الی الولید فخذ الحسین بالبیعة اخذ اشدید اعنی فالیست
فیہ رخصة فان ابی علیہ فاضرب عنقه و ابعث الی برأسہ (مقتل حسین)
یعنی یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کو سختی سے
میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار

کریں تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دو۔“ اور پڑھیں۔

علامہ شیبانی | علامہ شیبانی رحمہ اللہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

فكتب الى الوليد اما بعد فخذ حسيناً وعبد الله بن عمرو ابن
الزبير بالبيعة اخذ اشد يد اليك فيه رخصة حتى يبايعوا۔

(تاریخ کامل ص ۳۱) چنانچہ یزید نے گور نردینہ ولید کی طرف خط لکھا۔ اسے ولید
حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت
کے لیے بہت سختی کرو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اس کام میں بالکل نرمی
نہ کی جائے۔“

نیز علامہ شیبانی شہادت کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ولما وصل راس الحسين الى يزيد حسن حال ابن زياد عنده
وزاده ووصله وسره ما فعل ثم لم يلبث الا يسيرا حتى بلغه
بغض الناس له ولعنهم وسبهم فندم على قتل الحسين۔
(تاریخ ابن اثیر ص ۸) یعنی جب امام پاک کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو یزید
کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا اور وہ یزید کا مقرب خاص بن گیا اور
یزید اس کے کام پر بہت خوش ہوا لیکن اس کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی
کیونکہ جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اس ظلم کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے
ہیں اور اس پر لعنت اور سب و شتم کر رہے ہیں تو پھر اس کو اپنے اس فعل پر
پچھتاوا ہونے لگا۔“

وہ سجدہ تو سجدہ ہوا ہی نہیں

کہ سر جھک گیا دل جھکا ہی نہیں

حافظ ابن کثیر | مفسر قرآن موزخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

اسی خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ وکتب یزید الی الولید نائب المدینة
اما بعد فخذ حسیننا وعید اللہ بن زبیر وعبد اللہ بن عمر بالبیعة
اخذ اشد ید الیست فیہ رخصة حتی یبایعوا را الیدایہ والنہایہ (۲۲۶)
یعنی یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف حکم لکھ کر بھیجا کہ حسین بن علی، عبد اللہ بن زبیر
اور عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے اتنی سختی کرو کہ وہ بیعت
کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کام میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔

نیز آپ واقعہ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد تقدم انه قتل
الحسین واصحابه علی یدی عبید اللہ بن زیاد۔ (البدایہ والنہایہ
۲۲۶) ترجمہ :- اور اس سے پہلے یزید، ابن زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کروا چکا ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں :- لما قتل ابن زیاد الحسین ومن معه بعث
برؤ وسهم الی یزید فسر بقتله اولاً وحسنت بذالك منزلة
ابن زیاد عندہ۔ (البدایہ والنہایہ ۲۳۲) یعنی جب ابن زیاد نے امام
حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید
کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا۔

نیز لکھتے ہیں :- ان یزید فرح بقتل الحسین اول ما بلغه ثم ندم
علی ذالک۔ (البدایہ والنہایہ ۲۳۲) یزید اولاً شہادت امام حسین
پر بہت خوش ہوا البتہ بعد میں (عوام کی لعنت ملامت کی وجہ سے) اپنے اس
فعل پر پھٹنیا۔

نیز آپ لکھتے ہیں :- ان الرأس لم یزل فی خزانه یزید بن معاویة
حتى توفي۔ (البدایہ والنہایہ ۲۳۲) یعنی جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کا سر یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا ہوا تھا۔
قارئین کرام ! غور فرمائیں اس ظالم نے آپ کا سر مبارک تاحیات بطور کارنامہ
کی یادگار اپنے پاس محفوظ رکھا نہ اس کو دفن کرایا نہ اہل بیت کے سپرد کیا کہ وہ ہی
دفن کر دیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شکاری اگر کبھی شیر کا شکار کرے تو وہ تازندگی
اس کی کھال کو اپنے کارنامے کی یاد کے طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے سر مبارک
کا خزانہ یزید میں ہونے کا ذکر چوتھے باب میں رومی قاصد کے حوالہ سے بھی گزر چکا
ہے آگے بھی انشاء اللہ اس کے مزید حوالہ جات نذر قارئین کئے جائیں گے۔
نیز آپ نائب حسین جناب مسلم بن عقیل کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ
فرماتے ہیں۔ ثم کتب الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفة فاطلب
مسلم بن عقیل فان قدرت علیہ فاقتله۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۲)
یعنی یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ جب تم کو فہ پہنچو تو فوراً "مسلم بن عقیل کو طلب
کرنا اور اگر بس چلے تو قتل کر دینا۔"
قارئین کرام ! غور فرمائیں جو شخص نائب امام کے قتل کا حکم دے رہا ہے وہ
اصل صاحب بیعت جناب امام کے ساتھ کتنا بغض و عناد رکھتا ہوگا کیونکہ یزید کا۔
جناب مسلم کے ساتھ اور تو کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ آپ کا گناہ صرف یہ تھا کہ آپ لوگوں سے
امام حسین کی بیعت لے رہے تھے تو جب آپ کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو جسکے
یہ بیعت لی جا رہی ہے اور جو یزید کے لیے اصل خطرہ ہیں ان کے قتل کا تو وہ بدرجہ
اولی طالب و شائق ہوگا۔ فافہم۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ وارسلہم الی یزید فجمع یزید من کان
بحضرته من اهل الشام ثم دخلوا علیہ فہنوا بالفتور الیہ عن صل

یعنی جب اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ شام میں یزید کے دربار میں پہنچا تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی۔ "نور فرمائیں۔

ابو حنیفہ دینوری | مفسر قرآن سورخ اسلام جناب ابو حنیفہ دینوری رحمہ اللہ یزید

کے خط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ فکتب یزید الی الولید یا مرہ ان یاخذ بالبیعة اخذ اشد ید الارخصة فیہ وعلیک بالحسین بن علی وعبدا للہ بن زبیر فابعت الیہما الساعة فان بايعا والا فاضرب اعناقہما۔

(اخبار الطوال ص ۲۲۷) یعنی یزید نے والی مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں کوئی نرمی نہ کرنا۔ اگر وہ بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کر دو۔

علامہ طبری وغیرہ | مفسر قرآن سورخ اسلام علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن

اثیر، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن حجر مکی اور علامہ مومن شلبخی مصری رحمہم اللہ لکھتے ہیں۔

ثم اذن للناس فدخلوا علیہ والرأس بین یدیه ومعه قضیب دھوینکت بہ ثم قال ان هذا وایانا کما قال الحصبین بن ہمام ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت

قواضیت فی ایماننا تقطر الدماع

یفلقن ہاما من رجال اعزة

عینا وھما عق واطلما !

(تاریخ طبری ص ۲۲، تاریخ ابن اثیر ص ۲۵، تاریخ ابوالفداء ص ۱۹، صوائق

محرقة ص ۹، نور الابصار ص ۱۴۵) یعنی جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے دربار

میں اس کے سامنے رکھا گیا تو لوگوں کو دربار میں آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ جب

لوگ جمع ہو گئے تو یزید اپنے ہاتھ والی پھڑی کو امام پاک کے چہرہ پر لگا کر کہنے لگا

ابن زبیر نے بھی امام پاک کے چہرہ پر پھڑی ماری (بخاری ص ۵۳)

ہمارا اور ان کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ حصین بن ہمام نے کہا ہے کہ ہماری قوم نے ہمارا حق ماننے سے انکار کر دیا، اور ہمارے داہنے ہاتھوں کی تلواروں نے انصاف کر دیا۔ ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ تلواروں نے عزت والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا کیونکہ وہ نہایت سرکش اور بہت ظالم تھے۔“

نیز آپ لکھتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچے تو سر لانے والے محافظ سپاہی نے دربار میں جا کر سب لوگوں کے سامنے کہا...!

بشر یا امیر المؤمنین بفتح اللہ ونصرہ (تاریخ طبری ۶ ص ۳۲) یعنی اسے بادشاہ سلامت اس فتح و نصرت پر مبارک باد وصول کریں۔“

نیز آپ نے یزید کا حکم امام مسلم کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں! کتب یزید الی ابن زیاد ان یطلب مسلم بن عقیل فیقتلہ ان وجدہ (تاریخ طبری ۵ ص ۳۲۸) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر مل جائیں تو ان کو فوراً قتل کر دو۔“ غالباً اب تو کوئی شک باقی نہیں رہا ہو گا۔

صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری علامہ ابن حجر

علامہ قسطلانی

قسطلانی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذلك مما تواتر (معنا) (ارشاد الساری شرح بخاری ۵ ص ۱۰۱)

علامہ ابن ہمام فقہ حنفیہ کے معتمد مصنف علامہ ابن ہمام بھی علامہ

قسطلانی کے ہم زبان ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذلك (شرح فقہ اکبر ص ۶)

علامہ علی قاری شارح مشکوٰۃ مقبر حنفی مصنف علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ

علامہ علی قاری

نے اپنی کتاب میں ابن ہمام کا یہی قول نقل کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۶)

علامہ تفتازانی

عقائد نسفیہ کے شارح علامہ سعد الدین تفتازانی

رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ والحق ان رضایذید بقتل الحسین و استبشارہ بذالک رشرح عقائد نسفی (ترجمہ سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور اس واقع پر اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔“

علامہ آلوسی

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

والطامة الكبرى ما فعله باهل البيت ورضاه بقتل الحسين و استبشاره^{بذالک} (تفسیر روح المعانی ۲/۲۶ ص ۳۷ طبع بیروت) یعنی یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جو کچھ کیا (وہ سب مسلمان جانتے ہیں) اور اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہونا اور اس موقع پر اس کا بہت خوشی کا اظہار کرنا یہ سب باتیں اس کے متعلق جواز لعن میں بہت پختہ دلیلیں ہیں۔“

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن معه من اهل بیت النبوة و اهان عترته و افتخر به و قال هذا يوم بيوم بدر (تفسیر مظہری ۵/۵۴ ص ۵۵ ترجمہ :- جب یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے ساتھ جو اہل بیت النبی کے افراد تھے ان کو شہید کیا اور نبی کریم کی عترت طاہرہ کی توہین کی اور اس پر فخر کیا اور کہا کہ یہ وقوعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔“ (یعنی بدر میں جو ہمارے اموی بزرگ ہاشمیوں نے قتل کئے تھے اس کے بدلہ میں آج ہم نے ہاشمی بزرگوں کو قتل کر کے اپنا پرانا بدلہ لے لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ) ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلما

و کفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی انشد ابی تاجین
قتل حسین رضی اللہ عنہ (تفسیر مظہری ۵ ص ۲ مطبوعہ دہلی)
اور یزید یوں نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم کے ساتھ شہید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین کا انکار کر دیا حتیٰ کہ جب امام پاک شہید ہو گئے تو یزید نے کچھ اشعار
کہے (جن کا مضمون یہ تھا کہ واقعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے)۔

علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

ان یزید لما جئ برأس الحسين سربہ (تذکرۃ الخواص ص ۲۵)
یعنی جب یزید کے دربار میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا گیا
تو یزید آپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، "نیز آپ نے حضرت
امام مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یزید کا حکم نقل کیا ہے۔

فكتب یزید الی ابن زیاد قد ولیتک الکوفة مع البصرة.... و

ان مسلم بن عقیل بالكوفة.... فاقتله فقتله وبعث برأسه الی یزید

فكتب الیه بشکرہ - (تذکرہ خواص الامم ص ۲۵، سانم کربلا از ڈاکٹر اسرار احمد

ص ۴۳) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ کوفہ

کی گورنری بھی دے دی۔ اور مسلم بن عقیل کو فہ میں ہیں ان کو قتل کر دو.....!

پس ابن زیاد نے امام مسلم کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا

تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

نیز آپ نے امام پاک کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا تذکرہ بھی

کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسين فی خزائن یزید (تذکرۃ الخواص ص ۲۶۲)

یعنی امام حسین کا سر اقدس یزید کے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔

محدث ہستی | محدث ابن حجر مکی بھی اس بات کو نقل فرماتے ہیں

آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسين في خزانة يزيد۔ (صواعق محرقة ص ۱۹۹)
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

حضور غوث اعظم [پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس
بات کی تائید فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسين ابن علی فی خزانة
یزید بن معاویة۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۳۸، روضۃ الاصفیاء ص ۱۸۵)

شیخ صیان [علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں !

فارسه ومن معه من اهل بيته الى يزيد... فسروا وكثروا واقفهم
موقف السبي واهانهم وصار يضرب الرأس الشريف بقضيب كان معه
ويقول لقيت بغيك يا حسين وبالغ في القرح ثم تدم لما مقتله المسلمون على ذلك
وابغضه العالم (اسعاف الراغبين برحاشيه نورالابهار طبع مصری ص ۲)
یعنی جب ابن زیاد نے اہل بیت کرام کا لٹا ہوا قافلہ اور شہداء کرام کے سر ہائے
مبارک یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا اور اہل بیت
کے افراد کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی توہین کی اور اپنی چھڑی سے امام
پاک کے سر مبارک کو پھیرنے لگا اور کہنے لگا اے حسین تجھے تیری بغاوت کی سزا مل
گئی ہے۔ اس موقع پر وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا لیکن جب اسے لوگوں کے
غم و غصہ اور غیظ و غضب کا پتہ چلا تو پھر اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی۔
نیز آپ نے بھی حضرت امام مسلم کے متعلق یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ
لکھتے ہیں فارسہ الى عبید اللہ بن زیاد والیہ علی الکوفة یا امرہ
یطلب مسلم و قتلہ فظفر بہ فقتلہ (اسعاف الراغبین ص ۲۰۵) یعنی یزید نے
ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اسے حکم دیا کہ وہاں مسلم بن ہشیل کو طلب کرو اور
اس کو فوراً قتل کر دو۔“

ابن زیاد کا سر امام پیر چھڑی مارنا و بخاری ص ۵۳۵

علامہ عسقلانی

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے

بھی جناب امام مسلم کے متعلق یزیدی حکم نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں فکتب یزید
الی عبید اللہ بن زیاد انه قد اصاب اليه الكوفة وامره ان يطلب
مسلم بن عقيل فان ظفر به فقتله۔ (الاصابہ
فی تمیز الصحابہ ۱ ص ۳۳، تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۹۹) یعنی یزید نے ابن زیاد کو
حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تجھے کوفہ کی حکومت بھی دے دی گئی ہے لہذا تم وہاں جا کر
مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر تیرا بس چلے تو اسے فوراً قتل کر دو۔“

علامہ سیوطی

مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

نقل فرماتے ہیں۔ ولما قتل الحسين وبنو ابيه بعث ابن زياد
بروسهم الى يزيد فسر بقتلهم واولا ثمرته لما مقتله المسلمون على ذلك
(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵ مطبوعہ دہلی) یعنی جب جناب امام حسین اور آپ کا خاندان
شہید ہو چکا تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سر ہائے مبارکہ یزید کے پاس بھیج دیئے
چنانچہ یزید ان کے قتل سے بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اسے اس فعل پر
ملامت کرنے لگے تو پھر اسے افسوس ہونے لگا (کہ ہائے میں نے یہ کیا کر دیا کہ
رہتی دنیا تک کی لعنت خرید لی) (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۶)

نیز آپ لکھتے ہیں جب امام عالی مقام کی کوفہ کی طرف روانگی کی خبر یزید کو پہنچی
تو....! فکتب یزید۔ الی والیہ بالعراق عبید اللہ بن زیاد بقتالہ۔
(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴) اس نے والی عراق ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ امام حسین سے جنگ کرو۔“

الشررے ان کی مذمت جفا کے بعد

گردن ہے اعتراف میں خم بولتے نہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی | محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق

شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ و لما قتل الحسين و بنو ابيه بعث ابن زياد برؤسهم الى يزيد فسر بقتلهم اولا ثم ندّم لما مقتنه المسلمون على ذلك و ابغضه الناس و حق لهم ان يبغضوه لما ثبت من السنہ ع یعنی جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو چکے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے چنانچہ یزید پہلے تو ان سرہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل پر ناراض ہوئے اور غم و غصہ کا اظہار کیا تو پھر اسے اپنے اس ظلم پر پشیمانی ہوئی اور درحقیقت مسلمانوں کا یزید پر غم و غصہ بالکل صحیح تھا۔ “

نیز آپ لکھتے ہیں۔ و بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرده و بدل راضی بنوده و بعد از قتل وے و اہل بیت وے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مسرور و مستبشر نشدہ ایں سخن مردود و باطل است (تکمیل الایمان ص ۹) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید نے جناب امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا، ہمارے نزدیک یہ بات بالکل غلط ہے۔ “

نیز آپ فرماتے ہیں ! و عجب است ازین قائل کہ یزید را نگفت امرکنندہ ابن زیاد بود (اشعۃ اللمعات ص ۶۲) یعنی اس شخص پر تعجب ہے جو یزید کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زیاد کو آپ کے قتل کا حکم یزید نے ہی دیا تھا۔ “

نیز آپ فرماتے ہیں ! و عجب است ازین قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبد اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامروے و برضائے وے کرد (اشعۃ اللمعات ص ۶۲) اور تعجب ہے اس شخص پر جو بنو امیہ کے برے لوگوں میں یزید کو شمار نہیں کرتا

اور ابن زیاد کو برا کہتا ہے حالانکہ یزید ابن زیاد کا امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا ہے وہ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا ہے۔“

نیر آپ لکھتے ہیں: یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد بتحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اشعة المعات ۱۵ ص ۵۱۸) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یزید اور ابن زیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت پاک کا قتل واقع ہوا ہے۔“

ایک شئیہ کا ازالہ | یہ تمام دلائل و براہین دیکھنے اور پڑھنے کے بعد

بھی کسی کور ذہن میں یہ خیال آئے کہ شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی تھی جس سے یزید کا اس واقعہ سے لاتعلق ہونا ثابت ہوتا ہے تو جناب اس بات کا جواب علامہ ابن کثیر سے وصول کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں:.....

وقد لعن ابن زیاد علی فعله ذلک و شتمه فیما یظهر و ید و

ولکن لم یعزلہ علی ذلک ولا عاقبہ ولا ارسل یعیب

علیہ ذلک واللہ اعلم۔ (تاریخ ابن کثیر ۱ ص ۲ طبع بیروت)

ترجمہ: یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی اور

نہ ہی اس کو تنبیہ و سرزنش کا کوئی خط لکھا۔“

کیا یہ خاموشی اس کی رضا کی دلیل نہیں ہے اور کیا وہ بیان کردہ آنسو مگر مجھ کے

آنسو نہیں تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یزید نے زندہ حاضر کرنے کو کہا تھا تو کسی عدلیہ کے

افسر سے معلوم کر لیں کہ جس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے ہوں اس کو

قتل کر کے عدالت میں لے جانے والے پولیس افسر کے لئے کیا حکم ہوتا ہے، فافہم۔

مولانا نعیم الدین فرماتے ہیں ”یزید کی رعایا بگڑ گئی اس پر اس نابکار نے

انہارِ ندامت کیا مگر یہ ندامت تو اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کے لئے تھی درنہ
اس ناپاک کا دل تو اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا: (سوانح کربلا ص ۱۱۳)

علامہ قطب الدین خان

شرح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان

صاحب فرماتے ہیں: ”یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے

ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (مظاہر حق ص ۲۲)

نیز آپ فرماتے ہیں ”اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی

باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا، چاہیے تھا کہ اس کو بھی ذکر

کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا اور جو کچھ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے

حکم اور رضا سے کیا“ (مظاہر حق ص ۶۴۵)

ان تمام اکابر نے نقل کیا ہے کہ

جب محذرات عصمت دربارِ یزید

میں پیش کی گئیں تو.....!

علامہ ابن اثیر، علامہ ابن جریر

علامہ سبط ابن جوزی

علامہ ابن کثیر، علامہ عسقلانی

نظر رجل من اهل الشام الى فاطمة بنت الحسين روفى بعض

الرواية (سکينة) فقال هب لي هذه الحارية فانهن لنا حلال فصاحت

الصبيبة واقعدت بثوب عمتها زينب فصاحت زينب ليس ذلك

الى يزيد ولا كرامة فغضب يزيد فقال لوشئت لفعلت قالت

كلا والله ما جعل الله ذلك لك الا ان تخرج من ملتنا وتدين

بغير ديننا فغضب يزيد ثم قال انما خرج من دين ابوك

واخوك فقالت زينب يدين الله ودين ابى ودين اخى وحيدى.

(تاریخ کامل ص ۸۶، تاریخ ابوالفداء ص ۱۹۴، تاریخ طبری ص ۵۵، تذکرہ

خواص الامة ص ۲۶، صحابیات عارفات ص ۱۴، سائح کربلا از ڈاکٹر امجد یزیدی ص ۴۵)

تہذیب التہذیب ۲ ص ۲۵۲) ترجمہ :- شامیوں میں سے ایک آدمی کی نظر سیدہ فاطمہ بنت حسین (اور بعض روایات کے مطابق سیدہ سکینہ) پر پڑی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت یہ دو شیرہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ (بطور مالِ غنیمت) ہم پر حلال ہیں۔ بچی نے جب سنا تو وہ چیخ کر اپنی پھوپھی سے چمٹ گئی۔ سیدہ زینب نے گرج کر کہا ”نہ تو تیری اتنی حیثیت ہے اور نہ ہی یزید کو بہ حق حاصل ہے“ یزید نے غضب ناک ہو کر کہا تو بھوٹ کہتی ہے اگر میں چاہوں تو البسا کر سکتا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا ہرگز نہیں ہاں البتہ اگر تو ہماری ملت سے خارج ہو چکا ہے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر چکا ہے تو پھر تو اتنی بڑی بے حیائی کر سکتا ہے، یزید نے غصہ میں کہا ہاں میں تیرے باپ اور مہائی کے دین سے نکل گیا ہوں۔ بنتِ شیر خدا پھر گرجیں فرمایا ”بلکہ اللہ کے دین سے اور میرے نانا جان جناب محمد مصطفیٰ کے دین سے، میرے بابا جان جناب حیدر کوار کے دین سے اور میرے برادر جناب امام حسین کے دین سے تو نکل گیا ہے۔“ یزید خاموش ہو گیا اور انکو مدینہ منورہ بھیجنے کے انتظامات کرنے لگا۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت
قارئین کرام! کیا یہ واقعہ پڑھ لینے کے بعد کوئی صاحب بصیرت شخص یزید کی پاکدامنی کی گواہی دے سکے گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔
یہ واقعہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یزید اور یزید نے اس جنگ کو حق و باطل کی جنگ اور ان سید زادیوں کو بطور مالِ غنیمت اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ ایک یزیدی فوجی ابن نمیر لعین نے کہا تھا وانی لار جوا ان یکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ ہو لاء افضل من جہاد المشرکین

وایسر ثوابا عند اللہ (البداية والنہایہ ص ۱۸۷) ترجمہ :- اور بے شک میں اُمید کرتا ہوں کہ نواسۂ رسول امام حسین کے ساتھ جہاد کرنا مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب والا ہے۔“ (استغفر اللہ) ورنہ یزید ان گستاخوں کو عبرت ناک سزا دیتا اور کہتا ظالم یہ سادات طہیات ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس گستاخ کی زبان کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دی جاتی لیکن یہاں تو یزید اللہ سیدہ کو ڈانٹ رہا ہے وہ علیحدہ بات ہے کہ نبت اللہ نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر یہ واضح کر دیا کہ.....!

جن کی نظروں پر عیاں ہے حق پرستی کا جلال

پیش باطل جھک نہیں سکتی کبھی ان کی جبیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے

مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فیما از تکبہ

من القبائح بعد هذه الغزوة من قتل الحسين وتخريب المدينة۔

(شرح تراجم بخاری ص ۳۲) یعنی جس (شاہ کی) جنگ سے یزید دوست ہزرت

یزید کی مغفرت بیان کرتے ہیں اس جنگ کے بعد یزید نے جو برائیاں کیں ان میں

سے امام حسین کا قتل اور مدینہ منورہ کی تباہی بھی ہے۔

شیخ بوعلی قلندر | مشہور روحانی شخصیت جناب شیخ بوعلی شاہ قلندر

فرماتے ہیں!

دین خود کردہ برائے او تلف

بہر دنیا آں یزید نا خلف

کرد بر خود خون آں سید مباح

زال دنیا چوں در آمد در نکاح

(مثنوی بوعلی شاہ قلندر ص ۶)

ترجمہ :- اس یزید بد بخت نے دنیا کی خاطر اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بڑھی

جب اس کے نکاح میں آئی (اسے حکومت ملی) تو اس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اپنے اوپر حلال کر لیا۔

فاضل بریلوی | عصر حاضر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید نے رسول اللہ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیسا ذبح کیا۔“ (عرفان شریعت ص ۲۷۲)

مولانا نعیم الدین | مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ”یزید وہ بد نصیب، بد باطن، سیاہ دل، ننگِ خاندان ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔“ (سوانح کربلا ص ۶۲)

نیر آپ فرماتے ہیں ”حضرت امام حسین کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا اسی لیے حضرت امام کی شہادت یزید کیلئے باعثِ مسرت ہوئی (سوانح کربلا ص ۱۱۵) حضرت ابو بردہ اسلمی کے سامنے جب یزید نے سرِ امام پر چھڑی ماری مفتی محمد شفیع دیوبندی | تو اپنے غنبناک ہو کر فرمایا اے یزید کل قیامت کو جب

تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے (یزیدؓ نے) کہا اے بڑھے مجھے اگر تیرے بڑھاپے کا خیال نہ ہوتا تو تجھے قتل کرا دیتا۔ آپ نے فرمایا ظالم میرے بڑھاپے کا تو تجھے لحاظ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت طاہرہ کا تجھے کچھ لحاظ نہیں ہے اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ یہاں آپ یزید کو ابن زیاد کے ساتھ اور جناب حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ آپ کا نظریہ بالکل واضح ہے۔

مولوی عبدالرب دیوبندی | یزید نے والی مدینہ ولید کو حکم بھیجا کہ

امام حسین اور ان کے رشتے داروں کو ذرا مہلت نہ دینا اگر مخالفت کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دینا (مرج البحرین ص ۲۸۳)

نیز لکھتے ہیں کہ ! اس وقت یزید سر مبارک کو جو طشت زریں میں رکھا تھا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جو پھڑی اس کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرج البحرین ص ۳۵۹)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد | بزعم خود اہل حدیث حضرات کے مایہ ناز

محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔ و امر یزید بذالک واستشارة به متواتر لا یکن الا نكار عنه وقد روى عن یزید لعنه الله۔ لیت اشیاء ببدر شهدا... وعد لنا ببدر فاعتدل (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۸) ترجمہ: اور یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور یہ بات اتنے تواتر سے ثابت ہے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے۔ نیز یزید اللہ کی لعنت ہو اس پر۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ (شہداء کربلا کے سرہانے مقدسہ دیکھ کر) یزید نے کہا تھا۔ کاش آج میرے بدر والے بزرگ (جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔ پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔ “

نیز وہ لکھتے ہیں ” یزید نے خلیفہ بننے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ “ (تیسرے بار نثر جاری ص ۹۶)

کیوں جناب آیا کچھ سمجھ شریف میں؟ اللہ تعالیٰ حق کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نواب صدیق حسن

بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز عالم

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ ”بعد قتل امام حسین لشکر تجزیہ مدینہ منورہ فرستادہ و بقیہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و ہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ در جوع او کجاست (بغیۃ الرائد ص ۹۸) یعنی :- یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گیا تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جاسکتا ہے۔“ بزعم خود اہلحدیث حضرات سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ..... !

”میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن“

مولوی عبدالحی لکھنوی | مشہور صنفی مصنف مولوی عبدالحی صاحب

لکھنوی لکھتے ہیں۔ ”اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پر وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے (فتاویٰ عبدالحی ص ۵۷)

مولوی اشرف علی تھانوی | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودہویں

صدی کے مجدد اور ان دوستوں کے نزدیک مستند شخصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ ”یزید کو اس قتل میں (واقعہ کربلا میں) معذور نہیں سمجھا جاسکتا۔ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کرتا تھا۔“ جھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ واقعہ کربلا رونما ہوتا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴)

شاعر مشرق | شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون، شیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود، اسی طرح جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید عنید۔ یہ دونوں (حق و باطل کی) قوتیں ہمیشہ سے کشمکش حیات میں آپس میں دست و گریبان ہوتی آئی ہیں۔

درویش لاہوری کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ واقعہ کربلا کے ساتھ یزید کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب یہ بات نہیں کہی جاسکتی تو پھر وہ بھی نہیں ہو سکتی۔ سبحان اللہ، علامہ نے ایک ہی شعر میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ واقعی اقبال، اقبال ہی ہے۔

عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر
وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین پروفیسر علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور رقمطراز ہیں ”ابن حنظلہ کا قول ہے کہ یزید نے سارے تین سال حکومت کی۔ پہلے سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا (تاریخ اسلام ۲ ص ۱۲)

عصر حاضر کے مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین۔ پی، ایچ ڈی

ڈاکٹر حمید الدین

لکھتے ہیں ”یزید نے حاکم مدینہ ولید بن غنہ کو فرمان بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے فوراً بیعت لے لو اور کسی کو لیت و لعل نہ مہلت نہ ہو۔“ (تاریخ اسلام ص ۲۴۲)

تیز لکھتے ہیں ”واقعہ کربلا نے دنیائے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے دردانہ قتل کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ پہلے ہی یزید کو (اس کی بری عادتوں کی وجہ سے) ناپسند

کرتے تھے لیکن اس جاں گداز سانحہ کے بعد اور زیادہ خلاف ہو گئے (تاریخ اسلام ص ۲۵۱)
نیز لکھتے ہیں۔ ”یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینۃ الرسول
کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری یزید کا تیسرا سیاہ
کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

مجرم کا اقبال جرم | جب عوام اہل اسلام کو کربلا و دمشق کے
ظلم و اہانت کا پتہ چلا تو تمام لوگ یزید کے مخالف ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر
یزید کف افسوس ملنے لگا اس وقت اس نے کہا۔ فبغضنی بقتلہ الی المسلمین
و زرع لی فی قلوبہم العداوۃ، فابغضنی البر و الفاجر بما استعظم
الناس من قتلی حسین (تاریخ ابوالفداء ص ۲۲) امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے
دشمن ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہو گئی ہے اور ہر نیک
اور بد (اچھا اور برا، ثرلث اور رذیل) میرے حسین کے قتل کو اتنا بڑا ظلم سمجھ
رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں۔ ”کیوں جناب
یہاں تو خود یزید صاحب بھی اقرار کر رہے ہیں کہ جناب حسین کو اس نے ہی قتل
کیا (کرایا) ہے۔“

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
نیز پھلے باب میں یزید کے اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ
کو سمجھنے میں کافی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس باب
کی مناسبت سے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ پڑھیں اور مطمئن ہوں۔

ما اسقنی شربة تروی فؤادی + ثم مل فاسق مثلہا ابن زیاد
قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹) ترجمہ: اے ساقی مجھے وہ ثمرت پلا جو میرے
دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔ یہ (معاذ اللہ)
خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود
کرنے والا ہے۔

۲ لما بدت تلك الحمول واشرفت

تلك الرؤس على شفا جيرون

۳ فعب الغراب فقلت قل اولاً تفل

فقد اقتضيت من الرسول ديون

(تفسیر روح المعانی ۲ ص ۳۲، تذکرہ خواص الامہ ص ۳۱) ترجمہ: جب وہ
سواریاں ظاہر ہوئیں اور جیرون کے کنارے پر سر نظر آئے تو کوآ چینجا۔ پس میں نے
کہا تو پیچ یا نہ پیچ، میں نے رسول سے اپنے قرضے وصول کر لیے ہیں۔

۴ لیت اشباخی ببدر شہدوا جزع الخرزرج من وقع الاسل

۵ قد قتلنا القرن من ساداتهم وعدلنا قتل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال ص ۲۶۸، تذکرہ الخواص ص ۳۱، صواعق محرقہ ص ۲۲، تاریخ ابن کثیر

ص ۲۲۳، تفسیر مظہری ۶ ص ۵۵، حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ ص ۹۸ وغیرہم) ترجمہ: کاش

آج میرے بدر (میں محمد کے ہاتھوں قتل ہونے) والے بزرگ موجود ہوتے اور

دیکھتے کہ ہم نے ان کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور اب بدر میں قتل ہونیوالے

(اموی کافروں) کا بدلہ ہو گیا پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۶ لست من خندق ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۴، تذکرہ خواص الامہ ص ۳۱) ترجمہ: میں خندق

(یا جذب) کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ نہ لوں۔“

قارئین کرام ! اب تو یقیناً کسی کو کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اول تو یزید بے دید نے خود اعتراف جرم کر لیا ہے ۱ : اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتلِ امام سمجھتے اور کہتے ہیں ۲ : اس کے اپنے مصاحب خاص، ابن زیاد، ثمر وغیرہ اس کے قتلِ امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں ۳ : یزید کا سگا بیٹا اس کے اہل بیت کرام سے لڑنے کی تصدیق کر رہا ہے ۴ : صحابہ کرام اس کے قتلِ اہل بیت کا اعلان کر رہے ہیں ۵ : محدثین کرام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں ۶ : اکابرین اسلام واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی گردانتے ہیں ۷ : عہد حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتلِ حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں ۸ : سنی بریلوی حنفی، دیوبندی، غیر مقلد، تمام مکاتب فکر کے پرانے اور موجودہ معتبر علماء اسی نظریہ کے حامل ہیں۔ ۹ : حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، سب ہی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

واقعہ حرہ اور یزید | ویسے تو اس موضوع کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور

احادیثِ مقدسہ کے باب میں کافی وضاحت سے لکھا جا چکا ہے لیکن یہاں یزید کا واقعہ حرہ سے تعلق، اس کے متعلق یزید کا حکم اور اس وقوعہ کے بعد یزید کی کیفیت کے متعلق اختصاراً چند باتیں ہدیہ قارئین کرتا ہوں انشاء اللہ ہر غیر متعصب قاری کے لیے تشفیٰ مزید کا باعث بنیں گی۔

وقال الشعبي اليس قد رضى يزيد

بذلك وامره به وشكر مروان على فعله

علامہ سبط ابن جوزی

علامہ شعبی

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) علامہ سبط ابن جوزی، امام شعبی کا فرمان نقل کرتے ہیں

آپ نے فرمایا کیا یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی اور اس میں قتل و غارت گری کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور کیا وہ اس واقعہ فاجعہ پر راضی نہیں ہوا تھا، اور کیا اس نے مروان کا یزیدی شکر کو کامیابی دوانے پر شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔“

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن موزع اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحرة من مسلم بن عقبة وحديثه فرح بذلك فرحاً شديداً۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۲۲۴)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ اباح المدينة ثلاثة ايام كما امره يزید۔ (تاریخ ابوالفداء ص ۲۲۴) ترجمہ :- یزید کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا وغیرہ کو جائز رکھا گیا اور جب یزید کو اپنے تعمیل حکم اور مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کئے گئے مظالم کی خبر پہنچی تو وہ مسلم بن عقبہ کے اس ظلم و تشدد پر بہت زیادہ خوش ہوا۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی | محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! ”سہم روز بموجب حکمے کہ دے کردہ بود اباحت حرم مدینہ منورہ و ہنب اموال و قتل نفوس و فسق نساء شعار ایشان بود۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۱) یعنی یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کو جائز رکھا گیا۔“

نیز آپ لکھتے ہیں۔ نقل است کہ چوں مروان بعد ازیں واقعہ بر یزید پلید قدم بروشکرانہ سنی او کہ دریں واقعہ نمودہ باحسن طریق بجا آورد و اورا بخود مقرب گردانید (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۱) نقل کیا گیا ہے کہ جب مروان اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے مدینہ کی لڑائی میں اسکی

کوشش (سازش اور چال) کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مقرب خاص بنالیا۔
نیز اس جنگ کے متعلق یزیدی فوج کے جو نظریات تھے وہ ان کے سردار
مسلم بن ہشمت کے ایک بیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہا کرتا تھا.....!-
اللہم اِنِّی لَمَّا عَمِلَ عَمَلًا قَطُّ بَعْدَ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۔

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۵۵) خدا گواہ ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اس
دن سے آج تک مدینہ والوں کو قتل کرنے سے زیادہ اچھا کام میں نے کوئی نہیں کیا۔
نیز وہ کہا کرتا تھا ”یقین دالم کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرا بسبب قتل ایں ناپاکاں
از جمیع ذنوب و معاصی مطہر ساخت (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۳) میں
یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاک مدینہ والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے
مجھے تمام گنہوں سے پاک کر دیا ہے۔“

قارئین کرام! میں اب بات کو ختم کرتا ہوں آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اہل
بیت کرام و صحابہ کرام و تابعین عظام کو قتل کرنے کو اتنا کارِ ثواب سمجھنے والے لوگ
کیا تھے اور کیسے مسلمان تھے۔ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں (ینایع المودہ ص ۲۳،
مطالب السؤل ۲ ص ۲۶، تاریخ خمیس ۲ ص ۲، تحفہ اثنا عشریہ ص ۶، شذرات الذہب
۱ ص ۶۹، شرح مقاصد ۲ ص ۲۰۹، عقائد اسلام ص ۲۳۲، حیاة الحیوان ۱ ص ۸۸، نور الابصار
ص ۱۳۹) وغیرہم۔

کیا علامہ ابن جریر طبری شیعہ تھے | واقعہ کربلا و حرہ سے متعلق یزید

عنید، ابن زیاد، ابن سعد، مروان وغیرہم کے بعض حالات و واقعات جب تاریخ
طبری کے حوالہ سے نقل کئے جاتے ہیں تو یزید دوست حضرات اکثر دھوکا دینے کی
کوشش کرتے ہیں کہ جی ابن جریر تو شیعہ تھا، اُس نے تو اموی خلفاء کے خلاف

لکھنا ہی ہے اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے.....! تو جناب گذارش یہ ہے کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور الحمد للہ و بمنہ ہم اپنی اس بات کو بھی حسبِ عادت اور بطریق سابق انشاء اللہ تعالیٰ تحقیقی طور پر ہی ثابت کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے اور حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تو جناب آئیں ذرا اس بات کی تحقیق کریں۔

علامہ ابن کثیر | علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کی آدھی عبارت

نقل کر کے صاحب ”خلافت معاویہ و یزید“ جناب عباسی صاحب نے اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہم اسی محولہ کتاب کی اسی عبارت سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ جب آپ پوری عبارت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت سے عباسی صاحب کا نہیں بلکہ الحمد للہ ہمارا موقف ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے.....!

ولقد ظلمة الحنابلة - ودفن فی داره لان بعض عوام الحنابلة

ورعاهم منعوا من دفنه نهار او تسبوعه الى الرقص ومن الجهملة

من رماه بالاحاد وحاشا من ذلك كله (البدایہ والنہایہ عاصۃ طبع بیروت)

اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ پر حنابلہ نے ظلم کیا ہے اور آپ کو اپنے گھر میں ہی

دفن کیا گیا کیونکہ بعض کم عقل حنبلیوں نے دن میں آپ کو دفن کرنے میں

رکاوٹ ڈالی تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کی نسبت شیعیت اور الحاد

کی طرف کرتے تھے اور درحقیقت وہ ان تمام الزامات سے بالکل مبرا اور پاک تھے۔

عباسی صاحب کو یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی کیونکہ اس میں

آپ کو شیعہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس میں تو آپ کے شیعہ ہونے کی تردید کی گئی ہے

آپ کا اور حنبلیہ کا اختلاف یہ تھا کہ آپ جناب احمد بن حنبل کو مجتہد نہیں مانتے تھے بلکہ دیگر علماء کی طرح ان کو بھی ایک عالم مانتے تھے اس لیے حضرت امام احمد کے ماننے والے آپ کے مخالف تھے۔ یہ صرف ذاتی قسم کا اختلاف تھا کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ عن الشيخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفرائینی انه قال لو سافر رجل الى التین حتی ینظر فی کتاب تفسیر ابن جریر الطبری لم یکن ذالک کثیرا (البداية والنهایة ص ۱۲۶) یعنی شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی علامہ ابن جریر کی کتاب تفسیر ابن جریر کو دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی کرے تو یہ سفر کچھ زیادہ نہیں ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ کان ائمة الاسلام علماء وعملاء بکتاب الله وسنة رسوله (البداية والنهایة ص ۱۲۶) آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور عمل میں ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔

نیز فرماتے ہیں۔ وقال خطیب بغدادی وله التفسیر الكامل الذی لا یوجد له نظیر..... وکان من اکابر ائمة العلماء ویحکم بقوله ویرجع الی معرفته وفضله وقد کان جمع من العلوم ما لم یشاركه فیہ احد من اهل عصره وکتابه اجل التفاسیر واعظمها ابن جریر الطبری

نیز فرماتے ہیں! ما علم علی اديم الارض اعلم من ابن جریر (البداية والنهایة ص ۱۲۶) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ ابن جریر کی تفسیر وہ کامل تفسیر ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ

اکابر ائمہ علماء میں سے تھے اور آپ کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور آپ کی معرفت اور آپ کے علم و فضل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور آپ نے اپنی تصانیف میں اتنے علوم جمع فرما دیئے ہیں کہ ان کے زمانہ کے علماء میں سے کوئی بھی اتنے علوم جمع نہ کر سکا اور ان کی کتاب تفسیر ابن جریر، تفسیروں میں بہت بلند اور اعلیٰ درجے کی تفسیر ہے اور میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قلت قاي التفاسير ترشد اليه وتأمر ون الناظرون ان يعول عليه ؛ قلت تفسيرا لامام ابى جعفر بن جرير الطبري الذي اجمع العلماء المعتبرون على انه لم يؤلف في التفسير مثله قال النووي في تهذيبه -

علامہ نووی | کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یضعف احد مثله - (الاتقان فی علوم القرآن ۲ ض ۱۹ طبع مصری)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کون سی ایسی تفسیر ہے جس سے استفادہ کرنے کا آپ مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اس کی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جس کے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس بات پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا رجم بالظن الكاذب بل ابن

جریر من کبار ائمہ الاسلام المعتمدین..... ولا یحل لنا ان نوذیہ
بالباطل والہویٰ (بیزان الاعتدال ص ۳۹۸) یعنی یہ محض گمان کی بناء پر الزام لگایا گیا
ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جریر کبار معتد ائمہ اسلام میں سے ہیں اور ہمارے
لیے جائز نہیں ہے کہ ہم انہیں محض بھوٹ اور غلط افواہ کی وجہ سے ایذا دیں۔
نیز آپ لکھتے ہیں۔ الامام العلم الفرد الحافظ ابو جعفر الطبری۔
(تذکرۃ الحفاظ ص ۲) یعنی حافظ (الحیوٹ) ابو جعفر طبری اپنے دور کے وہ
امام ہیں کہ ان جیسا عالم اور کوئی نہیں ہے۔

علامہ ابن اثیر | مورخ اسلام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں.....!

وانما اعتمدت علیہ من بین المؤرخین اذ هو الامام المتقن حقاً
المجامع علماء وصحة اعتقاده وصدقاً. (تاریخ کاس ص ۱ ص ۲) اور میں
نے مؤرخین میں سے علامہ ابن جریر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر قابل
اعتماد امام ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں بہت سچے اور عمدہ عقیدے والے ہیں۔
ابن خلدون | مورخ اسلام علامہ ابن خلدون تیر عباسی صاحب کے

معتد مؤرخ لکھتے ہیں۔ اعتمدنا لثبوت بہ ولسلامتہ من الہو اء
الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المؤرخین۔ (تاریخ ابن خلدون
ص ۲ اردو ص ۲۸۳ نفیس اکیڈمی) ہم نے بنو اُمیہ کے حالات و واقعات
میں علامہ طبری پر بھروسہ کیا ہے کیونکہ وہ ان کوتاہیوں اور خرابیوں سے محفوظ
ہے جو قتیبہ وغیرہ کی کتابوں میں ہیں۔

شیخ دباغ | معروف روحانی شخصیت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ نے

اپنی مشہور تصنیف میں علامہ طبری کو "امام ابو جعفر طبری" لکھا ہے۔ (الابریر ص ۶۸)
ڈاکٹر صبحی صالح | بیروت کے عالم ڈاکٹر صبحی صالح نے متعلقات

قرآن پر تحقیق کی اور تفاسیر کے باب میں لکھتے ہیں۔
”روایات و آثار کی مدد سے جو تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سب سے
بہتر ابن جریر کی تفسیر ہے اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحابہ اور
تابعین (یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے) کے اقوال مع اسانید تحریر کئے
ہیں (علوم القرآن ص ۲۱۶) بہت دھرمی کی حد ہے کہ جو شخص اپنا ماخذ صحابہ کرام
اور تابعین کے فرامین کو بنا رہا ہے یا لوگ اسے شیعہ کہہ رہے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار !.....

علامہ حقیانی | مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقیانی لکھتے ہیں۔ ”چوتھے

طبقات کے مشاہیر میں سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں۔ شیعہ اور کرامیہ میں بھی
ایک شخص ابن جریر طبری گزرا ہے۔ بعض لوگ کبھی اس نام سے بھی دھوکا دے دیا
کرتے ہیں ان کی (علامہ طبری) کی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی (البيان في علوم القرآن ص ۵۲)

عبد الصمد صدارم | ابو جعفر ابن جریر نام ۳۲۰ھ میں پیدا ہوئے ان سے

طبرانی نے روایت کی ہے (ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی مشہور محدث ہیں ان کی
تصنیف طبرانی شریف مشہور حدیث کی کتاب ہے) مجتہد تھے ان کی تفسیر صغاک
کے اقوال کے علاوہ عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے کثیر التصانیف ہیں صاحب تفسیر
وتاریخ ہیں۔ ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے دونوں میں صرف
سن ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس نام سے دھوکہ دیتے ہیں ان کا
وصال ۳۲۰ھ میں ہوا (تاریخ التفسیر ص ۹۸۰)

ایک ابن ماجہ جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے بعض لوگ اس ابن
جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دھوکا دیتے ہیں۔ ان میں
صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے (تاریخ القرآن ص ۲۱۸)

ایک جریر طبری شیعہ بھی گزرا ہے ان کے نام ولدیت لقب اور وطن وغیرہ سب ایک ہیں، دونوں صاحب تاریخ و تفسیر ہیں صرف سنین ولادت اور وفات میں فرق ہے (تاریخ الحديث ص ۲۲۳)

علامہ شبلی نعمانی
سید سلیمان ندوی

عصر حاضر کے مورخ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں ”ابو جعفر محمد بن جریر طبری

متوفی ۲۴۰ھ کے معتبر اور مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے“ (نیر ابنی ص ۲۴۲)

ابن تیمیہ
تمام یزید دوست حضرات کے معتمد محدث ابن تیمیہ علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں ”ولیس فیہ بدعة“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۹۲ طبع مصری) یعنی علامہ ابن جریر طبری میں بدعتوں والی کوئی بات نہیں تھی۔ ابن تیمیہ کے متعلق تو یقیناً دیگر دوست حضرات بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کریں گے اور یہ بات بھی ضرور تسلیم کریں گے کہ ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی کتاب منہاج السنۃ اس بات کا بین ثبوت ہے وہ بھی علامہ ابن جریر کے حسن عقیدہ کی گواہی دے رہے ہیں اگر ابن جریر رافضی ہوتے تو ان میں رافضیوں والی وہ سب بدعتیں بھی ضرور موجود ہوتیں لیکن ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ پر رافضیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ محض اس لیے کہ آپ نے یزید اور یزیدیوں کے تمام حالات نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں اور وہ تمام واقعات یزیدیوں کے لیے نوک سناں کی طرح خطرناک ہیں۔ حالانکہ یزید دوست حضرات کے معتمد مفسر و مورخ علامہ حاکم ابن کثیر حنابلہ کا یہ الزام نقل فرما کر اس کی پر زور تردید فرما چکے ہیں اور ان الزام لگانے والوں کو آپ جاہل اور بے وقوف لکھ چکے ہیں فن رجال کے عام علامہ ذہبی اس الزام کو ناحق ایذا اور باطل و توہم پرستی کہہ کر اس کی

پر زور تردید فرما چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے عقیدہ میں کوئی خرابی ہوتی تو علامہ ابن کثیر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن خلدون، علامہ ذہبی، علامہ ابن خزمہ، علامہ خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، علامہ نووی، شیخ اسفرائینی، شیخ عبدالعزیز دباغ، علامہ حقانی، ڈاکٹر صبحی صالح بیروتی، عبدالصمد صارم عصر حاضر کے مفکر اور یزید دوست حضرات کی معتمد شخصیت شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور ابن تیمیہ وغیرہم کبھی بھی آپ کے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم، مفسر محدث، فقیہ، مؤرخ، مفتی، مرجع علماء، یکے از اکابر ائمہ اسلام، متقن امام، جامع العلوم، خوش عقیدہ، سچے، محفوظ عن لاهواد اور یکے از مشاہیر اسلام ہونے کی گواہی نہ دیتے اور آپ کی تفسیر کو اتنا بلند پایہ درجہ دینا کہ جس کو صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی معمولی شمار کرتا۔ تمام تفسیروں میں سے بہترین تفسیر سمجھنا اور بہ دعویٰ کرنا کہ اس جیسی یا اس پایہ کی تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی اور اس تفسیر میں اتنے علوم جمع کر دئے گئے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی وغیرہ یہ سب باتیں اس چیز پر حرف آخر ہیں کہ یہ اکابرین اسلام اتنی تعریف کسی بد مذہب بد عقیدہ رافقی مصنف اور اس کی تصنیف کی نہیں کر رہے بلکہ حافظ الحدیث امام المتقن، بحر العلوم، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ واقعی اس مرتبہ کے تھے جو اکابرین اسلام ان کے متعلق بیان کر رہے ہیں اور آپ پر الزام تراشی کرنے والے وہی کچھ ہیں جو عباسی صاحب کی محولہ آدھی عبارت کے باقی حصہ میں انہیں علامہ ابن کثیر نے کہا ہے (بے وقوف اور جاہل)

الحمد لله وبمنه ہماری اس مختصر مگر جامع تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہر غیر منغصب، سلیم الفطرت اور حق بین شخص ضرور اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہوگا کہ یہ یار لوگوں کا محض ایک ڈرامہ ہے جو کہ انہوں نے محبت یزید

اور بغضِ اہل بیت کے پیشِ نظر کھیلا ہے لیکن شاید انہیں یہ یاد نہ رہا کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے جو بغیر تحقیق کئے ان کے ہر اقراء پر آنکھیں بند کئے آمین پکار اٹھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو ہٹ دھرمی اور تعصب کی لعنت سے محفوظ رکھے اور حق کو سمجھنے، ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام حسن کا قاتل یزید

تقریباً تمام معتبر تواریخ سے ثابت ہے کہ سبط النبی شبیہ رسول جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی یزید بے دید نے زہر دلو کر شہید کرایا تھا۔ چند حوالہ جات ہدیہ قارئین کرتا ہوں پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں۔

علامہ ہبیتی | علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں.....!

وكان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث دس اليها يزيد
ان تسمه ويتزوجها ويذل لها مائة الف درهم ففعلت فمرض
اربعةين يوما فلما مات بعثت الي يزيد تسأله الوفا بما وعدھا فقال
لھا انا لم نرضاك للحسن افترضاك لانفسنا صواعق محرقة ص ۱۴۱

علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان

فرماتے ہیں۔ دس اليها يزيد بن معاوية ان سمى الحسن واتزوجك
قسمته فلما مات ارسلت الي يزيد تسأله الوفاء بالوعد فقال
انا والله ما ارضاك للحسن افترضاك لانفسنا تذكره خواص الامم ص ۲۱۱

علامہ عسقلانی | فن رجال کے امام شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی
رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان جعدۃ بنت الاشعث سقت
الحسن السم فاشتکی منه شکاة فکان یوضع تحتہ طست و ترفع
اخری نحو من اربعین یوما۔ (تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۱)

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان یزید بن معاویۃ بعث الی
جعدۃ بنت الاشعث ان سمی الحسن وانا انتزوجک بعدہ
ففعلت فلما مات الحسن بعثت الیہ فقال انا والله لم نرضاک
للحسن افنرضاک لا نفسنا را الیدایہ والنہایہ ۷ ص ۴۳۔

علامہ سیوطی | خاتم الحفاظ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ سمته زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس
دس الیہا یزید بن معاویۃ ان تسمہ فیتزوجہا ففعلت فلما
مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لہ
نرضاک للحسن افنرضاک لا نفسنا تاریخ الخلفاء ص ۱۳۱
شیخ مومن شلبینی | علامہ شیخ سید مومن مہری شلبینی رحمہ اللہ نقل فرماتے

ہیں۔ وسقته زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی السم
فبقي مريضاً أربعین یوماً وکان قد سألہا ید فی ذالک و بذل
لہا مائة الف درہم وان یتزوجہا بعد الحسن ففعلت ولما مات
الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لن نرضاک
للحسن افنرضاک لا نفسنا نور الابصار ص ۱۳۶

علامہ الصبان | علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ اس واقعہ کا

تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ وکان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی دس ایہا یزید ان تسمہ و یتزوجہا و یبذل لہا مائة الف درہم لیكون الامر له بعد الیہ معاویة و یبطل شرط ان یكون للحسن بعد معاویة نفعلت فمرض اربعین یوما فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انالم نرضک للحسن انرضاک ^{نفسنا} اسفان الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۱۹۹ (یعنی یزید عنید نے آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو ایک لاکھ درہم بھیجا اور خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے دے تو ان کی وفات کے بعد میں تجھ سے شادی کر لوں گا، اور وہ اس لیے آپ کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا کہ امیر معاویہ امام حسن کو لکھ کر دے چکے تھے کہ میرے بعد خلیفہ امام حسن ہوں گے لہذا وعدے کے مطابق ولیعهد جناب امام حسن تمھے اور یزید نے آپ کو امیر معاویہ کی زندگی میں ہی ختم کر دینا چاہا تاکہ امام حسن کی وفات کے بعد ولیعهد میں بنوں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) وہ بد قسمت یزید کے دھوکے میں آگئی اور آپ کو زہر دے دیا چنانچہ زہر اتنا سخت تھا کہ جگر اور انٹریاں کٹ کٹ کرتے کے ساتھ آرہی تھیں آپ کے سامنے ایک برتن رکھا جاتا جب وہ خون سے بھر جاتا تو اُسے اٹھا لیا جاتا اور دوسرا رکھ دیا جاتا اسی طرح آپ چالیس دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کرو یزید نے جواب دیا میں نے حسن کے نکاح میں تیرا رہنا گوارہ نہ کیا تو تجھے اپنے نکاح میں رکھنا میں کب گوارہ کروں گا۔ " اس طرح وہ کہیں کی بھی نہ رہی۔

نیز مطالعہ کے شوقین حضرات درج ذیل حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیں ! تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۲، شواہد النبوة اردو ص ۲۱۶، نزہۃ المجالس اردو ص ۴۵۸،

روضة الاصفیاء اردو ص ۱۴۳ ، سفینۃ الاولیاء داراشکوہ ص ۳۶ ، تشریف البشر از نواب
صدیق حسن ص ۲۴ ، اسد الغابہ ص ۱۱۵ ، تاریخ کامل ص ۱۸۲ ، مروج الذهب
ص ۵۵ ، سر الشہادتین ص ۱ ، شمس التواریخ ص ۱۳۳۵ (

قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات

حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی
محمد انی قد قتلت یحییٰ بن زکریا سبعین الفاً وانی قاتل بابن
بناتک سبعین الفاً وسبعین الفاً۔ (مستدرک حاکم ص ۱۴۸ ، تہذیب التہذیب
ص ۳۵۵ ، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۳۱ ، خصائص کبریٰ ص ۲۸۳ ،
سیرۃ النبی از شبلی ص ۲۷ ، سوانح کربلا ص ۱۱۹ ، تشریف البشر از نواب صدیق حسن خیر
مقلد ص ۵۳) وغیرہم ۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم علیہ النجۃ والتسلیم کی طرف وحی نازل
فرمائی کہ میں نے جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰)
جانیں لی تھیں اور اسے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نواسے کی
شہادت کے بدلہ میں میں ستر ہزار اور ستر ہزار (۱۴۰۰۰۰) جانیں لوں گا۔

دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دروں کیا کیا امیدیں باندھ
رہے تھے جناب امام کی شہادت سے ان دشمنانِ حق کو کیسی کیسی توقعات تھیں
شکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ سرداروں کو عہدے اور
حکومت کا لالچ دیا گیا۔ یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں سلطنت اور جہانگیری

کے نفقے کھینچے ہوئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام کا ہی وجود ہمارے لئے عیش دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر ہماری ہی سلطنت ہوگی اور ہزاروں برس تک ہماری حکومت کا جھنڈا اڑا رہے گا، مگر وہ ظالم کے انجام اور قہر الہی کی تباہ کن بجلیوں اور ستم رسیدہ اہل بیت کرام کی جہاں برہم کن آہوں سے بے خبر تھے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ خون شہیداں رنگ لائے گا اور انکی سلطنت کے پرزے اڑ جائیں گے ایک ایک شخص جو قتلِ امام میں شریک ہوا تھا طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا۔ وہی فرات کا کنارہ ہوگا وہی ماشورہ کا دن اور وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے ان بد بختوں کو روند رہے ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے، گھر لوٹے جائیں گے، انہیں سولیوں پر لٹکایا جائے گا اور ان کی لاشیں گندے گڑھوں میں پڑی سڑ رہی ہوں گی۔ دنیا کا ہر شخص ان پر ملامت کرے گا اور ان کی ہلاکت و بربادی پر خوشیاں منائی جائیں گی (سوانح کربلا ص ۱۱) ابن سعد کو مختار کے دربار میں طلب کیا گیا بیٹے نے کہا وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ مختار نے کہا امام پاک کی شہادت کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ چنانچہ بلا کر پہلے اس کے بیٹے کو اس کے سامنے قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ جب سامنے جوان بیٹا قتل ہو تو باپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر شمر کو تلاش کر کے قتل کیا گیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور ان کے سر کاٹ کر جناب محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دئے اس وقت امام زین العابدین دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جب امام پاک کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا تھا اس وقت وہ بھی دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے انہیں ذیل و خوار کر کے جب ہمارے پاس بھیجا ہے تو ہم

بھی دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں علامہ زہری بیان فرماتے ہیں۔ انہ لم یبق
احد ممن قتل الحسين الا عوقب في الدنيا قبل الآخرة اما بالقتل
او سواد الوجه او تغير الخلقة او زوال الملك في مدة يسيرة (نور الابصار ص ۱۲۱)
کہ قاتبین حسین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے آخرت کے عذاب سے
پہلے دنیا ہی میں عذاب و عقاب نہ مل گیا ہو۔ یا تو انہیں ذلیل و خوار کر کے قتل
کر دیا گیا یا ان کے چہرے سیاہ ہو گئے، یا ان کی شکلیں بگڑ گئیں (انسان کے
بجائے کوئی اور شکل ہو گئی) یا ان کی حکومت مقوڑی ہی مدت میں ختم ہو گئی۔
چنانچہ مختار نے اعلان عام کر دیا تھا۔ اطلبوا الى قتلة الحسين فانه لا
يسوغ لي الطعام والشراب حتى اطهر الارض منهم (تاریخ طبری ص ۱۲۱)
یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرو کیونکہ میں نے عہد کیا ہے کہ
اس وقت تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ سیر ہو کر پانی پیوں گا جب تک
زمین کو ان بد بختوں کے ناپاک وجودوں سے پاک نہ کر لوں۔

ابن زیاد | چنانچہ واقعہ کربلا کے سب سے بڑے ہیرو عبید اللہ
بن زیاد کا سر جب مختار ثقفی کے دربار میں پیش کیا گیا تو اچانک شور اٹھا کہ
وہ آیا، وہ آیا۔ سب لوگ سروں سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے
لگے۔ فاذا حية قد جاءت تخلل الرأس حتى دخلت في مخزى
عبید اللہ بن زیاد فمكت هنيهة ثم خرجت فذهبت حتى تغيب ثم
قالوا قد جاءت ففعلت ذلك مرتين او ثلاثا۔ هذا حديث حسن صحيح
(ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۸، البدایہ والنہایہ ۸ ص ۱۹۱، ما ثبت من السنہ ۳۲
تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۶، نور الابصار ص ۱۵۱، تنویر الازہار ۱ ص ۵۲۸، اسعاف الراغبین
ص ۲۰۹، سوانح کربلا ص ۱۱۸) ترجمہ :- پس ایک سانپ آیا اور ان سروں

میں سے ابن زیاد کے سر کو ڈھونڈ کر اس کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا۔ پھر شور بلند ہوا وہ آیا وہ آیا پھر وہ آیا اور اس نے پھر اسی طرح کیا۔ اس طرح اس نے دو یا تین بار کیا۔ محدث ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ "تمام لوگ کھڑے دشمن اہل بیت کا دنیا میں یہ انجام دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار کر رہے تھے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

شمر لعین جناب امام حسین کو شہید کرنے والے شمر لعین کو مختار ثقفی

نے قتل کرایا اس کا سر مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیا اور اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی (تاریخ طبری ۷ ص ۹۴، البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۴۷، تاریخ کامل ۷ ص ۹۲، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۱۴۹)

خولی بن یزید خولی وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی مقام

کا سر اقدس تنِ نازنین سے جدا کیا تھا یہ روسیہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے، پھر سولی پر چڑھایا اور آخر کو آگ میں بھونک دیا۔ چھ ہزار کوئی جو حضرت امام حسین کے قتل میں شریک تھے مختار نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا ص ۷۷، تاریخ طبری ۷ ص ۱۲۴، تاریخ ابن کثیر ۷ ص ۲۴۲، تاریخ ابن اثیر ۷ ص ۹۴)

حرمہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کربلا کے سروں کو

لے کر یزیدی فوج کو فہ میں یزید کی طرف جا رہی تھی تو ان میں ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے کے گلے میں ایک چاند جیسے خوبصورت آدمی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا یہ سر کس کا ہے؟ گھر سوار نے جواب دیا "عباس علمدار کا" میں نے پوچھا تو

کون ہے اس نے کہا میں حرمہ ہوں۔ راوی کہتا ہے کچھ دن بعد میں نے حرمہ کو دیکھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ (بھلا ہوا) تھا میں نے پوچھا اے حرمہ تجھے کیا ہو گیا ہے تو تو بہت خوبصورت تھا اور آج تو سب سے زیادہ بدصورت ہو گیا ہے۔ فبکی حرملة وقال والله منذ حملت الرأس والى اليوم ما تمر على ليلة واشنان ياخذ ان بضبعي ثم ينتهيان بي الى نار تاج فيه قيد فعانى فيها وانا انكص فتسعننى كما ترى ثم مات على اقيم حال۔ (تذکرۃ الخواص ص ۲۸، صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

نور الابصار ص ۱۴۴، تنویر الازہار ص ۵۲۴، اسعاف الراجحین ص ۲۱۳، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸) حرمہ رونے لگا اور کہا خدا کی قسم جس دن میں سر اٹھائے ہوئے تھا۔ اُس دن سے آج تک کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ وہ مجھے آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں مگر آگ کے شعلے مجھے بھلا دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسا کر دیا ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے چنانچہ وہ اسی بُری حالت میں ہی مر گیا۔“

بزرگوار یہ حل گیا | شیخ سدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں

کربلا میں ٹھہرا۔ رات کو ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا کہ جو بھی امام پاک کے قتل میں شامل ہوا وہ ضرور بری موت مرا۔ وہاں کا ایک آدمی کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ فلما کان آخر الليل فقام الرجل يصلي المصباح فاحترق قال السدي فانا والله رأيت كانه حممة۔ (تذکرۃ الخواص الامہ ص ۲۸۲، صواعق محرقہ ص ۱۹۵، نور الابصار ص ۱۴۴، تنویر الازہار ص ۵۲۴، اسعاف الراجحین ص ۲۱۳، تہذیب التہذیب ص ۲۵۵، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸، تشریف البشر ص ۴۹)

چنانچہ اسی رات کو سحری کے وقت وہ اٹھا اور چراغ کو درست کرنے لگا کہ چانک
شعلہ بھڑکا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ شیخ سدی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا
خدا کی قسم وہ جل کر اس طرح ہو گیا تھا جیسا کہ وہ کوندہ ہو۔“

یزیدیہ اندھا ہو گیا | علامہ واقدی نے ابن الدماح سے نقل کیا

ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی جو کہ شہادت حسین کے وقت (یزیدی فوج میں) موجود
تھا اندھا ہو گیا ہم نے اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ہم
دس آدمی تھے (جو کہ یزیدی فوج میں شامل تھے) نہ میں نے تلوار چلائی نہ نیزہ
مارا اور نہ تیر چلایا۔ جب امام حسین شہید ہو چکے تو ان کا نہ نیزہ پر بلند کر دیا گیا
تو میں واپس آ گیا۔ اس وقت تک میری آنکھیں بالکل صبح بقیں !

قمت تلك الليلة فاتاني آت في المنام وقال اجب رسول الله صلى
الله عليه وسلم قلت مالي ودر رسول الله فاخذ بيدي وانتهدني
ولزم تلبيابي وانطلق بي الى مكان فيه جماعة ورسول الله جالس
وهو مغتم متحير حاسر عن راعيه وبيده سيف و بين
يديه نطع واذا اصحابي العشرة من قاتلي الحسين مذبحين
بين يدي فسلمت عليه فقال (سلم الله عليك ولا حياك
يا عدو الله الملعون اما استحبيت مني تهتك حرمتي وتقتل
عترتي ولم ترع حقى قلت يا رسول الله ما قاتلت قال نعم و
لكنك كثرة السواد واذا بعست عن يمينه فبه دم الحسين فقال
اتعد نجثوت بين يديه فاخذ صرورا واحماه ثم كحل به عيني
ثم لعنه وسبه بتكثيره سوادهم فاصبحت اعمى كما ترون -
(تذکرہ خواص الامم ص ۲۸، صواعق محرقة ص ۱۹۵، نور الابصار ص ۱۴، تنوير الازهار ص ۵۲۴،

اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، تہذیب التہذیب ۲ ص ۲۵۴، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۹،
تشریف البشر ص ۴۹) اسی رات جب میں سویا تو خواب میں کوئی شخص آیا اور
کہنے لگا چل جھے رسول اللہ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے رسول اللہ سے کیا
مطلب۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور غصہ سے مجھے گھسیٹ کر ایک جگہ لے گیا وہاں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک جماعت اور بھی حاضر تھی۔ حضور
حیران و پریشان بیٹھے تھے اور نہایت معنوم نظر آ رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں
تلوار تھی اور میرے دس ساتھی جو قتل امام میں شریک تھے وہ آپ کے سامنے
ایک چمڑے پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ میں نے جا کر حضور کو سلام کیا تو آپ نے
فرمایا اے اللہ کے دشمن، خدا تجھ کو سلامتی نہ دے اور نہ تجھے زندہ رکھے
اے لعنتی کیا تو نے میرا جیا بھی نہیں کیا کہ تو نے میری اہل بیت کی توہین کی
اور انہیں قتل کیا۔ ظالم کچھ میرا ہی لحاظ کر لیتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
میں نے تو امام حسین کو شہید نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تو (یزیدی
فوج میں شامل ہوا اور) ان کی کثرت کا سبب تو بنا تھا۔ آپ کے دائیں
طرف ایک برتن میں امام حسین علیہ السلام کا خون پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا
بیٹھ جا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے سوہے کی ایک سلائی لی، اسے
آگ میں گرم کیا اور وہ گرم گرم سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی۔ پس صبح
کو میں اندھا اُٹھا۔ جیسا کہ تو اب مجھے دیکھ رہا ہے۔“

جہان اولیاء

تفريح الحناظر
قريب الشيخ عبد القادر

معجزات رسول کریم

مذكرۃ الاولیاء ترجمہ الفتح الربانی

کشف المحجوب

ایمانی کمزوریاں
اور ان کا علاج

مولا اسماعیل
اور
نبوت الایمان

پندرہ

مولانا نورانی محی
بارہ تیسریں

شان حبیب المعجم
من روایات المسلم

سیر
خطبات محمد مصطفیٰ

مؤلفہ: عائشہ طاهران

اما اگر سنا اور سنی سے

قادر رضوی کتب خانہ

تمیج ریحتم اولالاقول: 042-7213575

فنوع الغيث

کیا آپ جانتے ہیں؟